بعون ایزد سبحانی تواریخ کالا پانی

مسمی بہ

تواریخ عجیب

۱۳۰۲

متضمن حالات عجیب و حیرت انگیز قید بست سالہ مولف [illegible]

و ہم از انڈمان و قوانین متعلقہ قیدیان مولفہ منشی محمد جعفر تھانیسری [illegible]

مطبع [illegible] پریس انبالہ میں باہتمام شیخ محمد [illegible] طبع ہوئی

قیمت عام لوگون کے واسطے فی جلد معہ محصولڈاک ۱؍ اور رئیسون اور امیرون کے واسطے فی جلد جیسی ہمت ہو

چٹھی عطیہ کپتان آر-سی- ٹمپل صاحب بہادر

I have known Mohumed Jafer for 10 years first as a Moonshee at port Blair & then as an employe here under me. whatever may have been his short coming in days gone by he seems to have profited by the serve punishment that overtook him & has been as long as I have known him a quiet in offensive man.

He knows English & is a good Vernacular scholar competent to teach the language of this part of India & as a teacher is a patient & hard working man.

Amballa
21. 4. 85

Sd: R. C. Temple capt
Con. Magistrate

ترجمہ چٹھی کپتان ٹمپل صاحب بہادر مجسٹریٹ کمپ انبالہ

میں محمد جعفر کو دس برس سے جانتا ہوں۔ پہلے بمقام پورٹ بلیر وہ میرا منشی معلم تھا اور اب یہاں میرا ذاتی نوکر ہے۔ اوسکی قید سے پہلے اوسکے چال چلن کیسے ہی ہو مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس سخت آفت قید نے جسمیں وہ پڑا تھا اوسکی چال چلن کو بہت آراستہ کر دیا ہے اور جسوقت سے کہ میں اوس سے واقف ہوا ہوں اوسوقت سے میں نے جانا کہ وہ نہایت غریب اور بے شر و بے ضرر آدمی ہے وہ انگریزی بھی جانتا ہے اور دیسی علوم کا نہایت عمدہ فاضل ہے۔ اور ان سب علوم کو جو اس حصہ ہند میں جاری ہیں تعلیم کرنیکی لیاقت رکھتا ہے اور بحیثیت استاد کو چاہئے نہایت متحمل مزاج اور محنتی آدمی ہے فقط دستخط کپتان آر سی ٹمپل مجسٹریٹ کمپ انبالہ۔ مورخہ ۲۱ اپریل سنہ ۱۸۸۵ء

بقلم محمد

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تواریخ عجیب

نحمدہٗ ونستعینہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ قال اللہ تعالیٰ اَحَسِبَ النَّاسُ
اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ
مِنْ قَبْلِھِمْ ؕ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ
کیا گمان ہے لوگون کو کہ ہم فقط اونکے مونہہ سے کہنے پر کہ ہم مسلمان ہوگئے اونکو
چھوڑ دیوینگے اور اونکے ایمان کا امتحان نکرینگے اور تحقیق پہلے امتون کے لوگون کو ہمنے
خوب امتحان کرکے دیکھہ لیا ہے پس اب اللہ مسلمانون کو بھی امتحان کرکے ظاہر کردیگا
کہ کون سچے مسلمان ہیں اور کون جھوٹے ہیں ۔ میری واپسی انڈمان کے بعد جب
ہر ایک دوست نے جس سے میری ملاقات ہوئی میری قید اور سفر اور اون جزائر
کی کیفیت پوچھنی شروع کی تو ہر ایک شخص کے روبرو ایک بیست سالہ تواریخ کا
بیان کرنا دشوار سمجھہ کر کچھہ ضروری ضروری حالات و واقعات جو اس مدت بیس سالہ میں
مجکو پیش ہوئی معہ حال اون جزائر کے مختصراً واسطے ملاحظہ ناظرین کے لکھہ دیتا ہون

تاکہ ہر سایل اور مستفسر کے روبرو اس کو پیش کردون۔

جب اپریل سنہ ۱۸۷۹ع مطابق سنہ ۱۲۹۶ ہجری میں مینے تواریخ پورٹ بلیر مسمّی بہ تاریخ عجیب لکھی تھی اوس کے تھوڑے روز پہلے میری درخواست رہائی بڑے شد و مد سے حضور نواب گورنر جنرل بہادر سے نامنظور ہوگئی تھی جس سے اکثر حکام بلکہ خاص و عام کو یقین ہوگیا تھا کہ میری رہائی کبھی نہوگی لیکن مین رحمت الٰہی سے نا اُمید نہوا تھا چنانچہ مینے دیباچہ کتاب مذکور میں یہہ عبارت لکھی تھی ،، کہ دنیا بامید قایم ہے دیکھئے پردہ غیب سے اب اور کیا ظاہر ہوتا ہے،، بلکہ آخیر دیباچہ میں ناظرین کتاب مذکور سے یہہ بھی التجا کی تھی کہ وہ میرے حق میں دُعا کرین کہ ہماری سرکار معدلت شعار خاکسار کو ان ننگ دہر ننگ جنگلیون کی صحبت سے جدا کرے تاکہ جلد ثانی اس کتاب کی ہند میں حاضر ہوکر اپنی مُلک کی بولی میں ناظرین کی نذر کرون،، سو اس تحریر دلسوز کو ابھی تھوڑے دن ہوئے تھے کہ خود بخود بلا میری درخواست کے بعد غیبی لارڈ رپن صاحب بہادر کی زبان سے ظہور میری رہائی کا ہوگیا۔

میری پہلی کتاب تاریخ عجیب کا نام بھی تاریخی ہے اور اتفاق حسنہ سے فقط ایک حرف کے تغیر سے اس پہلہ برس کی کمی بیشی کو پورا کر کے اسکا بھی تاریخی نام تواریخ عجیب رکھا گیا گویا یہہ وہی جلد ثانی ہے جسکے مشتہر کرنیکا ہند میں پہونچنے کے بعد وعدہ تھا۔

اب ناظرین با وقار کی خدمت میں عرض ہے کہ مینے اس کتاب کو بھی بطور روزنامچہ روزمرّہ بول چال میں لکھا ہے اور دوسرے لوگون کے مقولون اور قصص کو جہان تک مجھے یاد تھے بعینہ ہو بہو نقل کیا ہے مگر اسپر بھی جہان کہین بمقتضائے بشریت مجھہ سے کمی بیشی ہوگئی ہو اوسکو خداوند عالم الغیب معاف کرے اور صاحبان نکتہ چین اور اہل علم سے اُمید ہے کہ جہان کہین غلطی پاوین قلم عفو سے اصلاح کر دیوین اور مجھسے [illegible] دعا کرین کہ جسنے اس مہلک عذاب سے مجھکو نجات بخشی الیسی ہی

وہ رب کریم مراد دلی حاصل کر کے ساتھہ خاتمہ خیر کے اس مہلکۂ عظیم دنیا سے بھی نجات دیوے آمین ثم آمین وَمَا تَوفِیقِی اِلّا بِاللّٰہِ عَلَیہِ تَوَکَّلتُ وَاِلَیہِ اُنِیبُ ۔

شروع قصہ جنگ امبیلا

اخیر سنہ ۱۸۶۳ء مطابق سنہ ۱۲۸۰ ہجری سرحد غربی ہند پر خود سرکار کی زبردستی سے ایک جنگ عظیم شروع ہوگیا ۔ جنرل چمبرلین صاحب اس جنگ کے سپہ سالار تھے ۔ امبیلے کی گہاٹی مین جاکر فوج سرکار کو بہت تکلیف ہوئی سرکار کی مداخلت بیجا کے سببے اخوند سوات بھی بغرض اعانت اہل قافلہ اپنے بہت سے مریدون کو ساتھہ لیکر شامل جنگ ہوگیا ۔ ملکی افغان چارون طرف سے اپنے بچاؤ کی واسطے مقابلہ سرکار پر لوٹ پڑے سخت جنگ ہونے لگا جنرل چمبرلین صاحب خود مجروح شدید ہوئے قریب نشان ہزار کے کشت وخون کی نوبت پہونچی ۔ تمام پنجاب کی چہاونیون سے فوج کہنچ کر سرحد پر پہنچی گئی ۔۔ اودہر یہہ گرما گرمی تہی ایدہر لارڈ ایلجن صاحب ویسرائے ہند چمبے کی پہاڑ پر اپنی اس حرکت اور زبردستی چہیڑ چہاڑ پر نادم ہوکر یکبیک مرگئے ہندوستان بے گورنر ہوگئی ۔ ایسے نازک وقت اور گہا گہمی کے ایام مین ۱۱ - نومبر

مخبری غزن خان مخبر

سنہ ۱۸۶۳ء مطابق ۲۸ - ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۰ ہجری کو ایک سوار پولس متعینہ چوکی پانی پت ضلع کرنال مسمی غزن خان نام ایک ولایتی افغان نے کسی ذریعہ سے میرے حال سے واقف ہوکر اور ایسے وقت مین اپنی دنیوی بہلائی کا موقع جان کر ایک بڑی لمبی چوڑی کیفیت خیرخواہانہ کے ساتھہ جنکا سارا بیان خیرخواہانہ سوائے اس بات کے کہ کسی ذریعہ سے اسکو میرے حال کی خبر ہوگئی تہی محض دروغ ہے بحضور صاحب ڈپٹی کمشنر کرنال کے حاضر ہوکر یہہ مخبری کی "کہ یہہ جنگ جو ہندوستانی قافلہ والون کی ساتھہ سرحد پر ہو رہا ہے اُن لوگون کو فلان شخص سنہردار تہانیسر روپیہ اور آدمیون سے مدد دیتا ہے مینے اُس قافلہ کے کچہہ لوگ راہ گیر گرفتار کرکے واسطے سزا کی عدالت مین پیش کیئے تہی مگر بوجہہ عدم ثبوت ضابطہ کے وہ رہا کر دیئے گئے تہے اور میرے

بیان کو انکی نسبت عدالت نے دروغ سمجھا تھا اونہین راہ گیر زنگی زبانی اسوقت مجکو اس مخبر دار تھا سرکار کا حال بھی معلوم ہوا تھا پھر بمزید احتیاط اور ثابت کرانے اپنے بیان کے مینے یاغستان سے اپنے اکلوتے بیٹے فیروز کو خط لکھہ کر یا بانی پت بلوایا جب وہ آیا تو اُسکو سب زیروزبر سمجھا کر لشکر قافلہ کو روانہ کیا۔ یہہ ایسا نازک وقت تھا کہ ادہر سرکار انگریزی سرحد پر جنگ کی تیاریان کر رہی تھی اودھر وہ لوگ اپنی تیاریان کر رہے تھے۔ اگر میرا بیٹا سرکار انگریزی کے ہاتھہ پڑتا تو وہ دشمن سمجھہ کر اُسکو پھانسی دیدیتے اور اگر دشمنون کو میرے بیٹے کی نیت کا حال معلوم ہوجاتا تو وہ مخبر سرکار سمجھہ کر اُسکو گردن مارتے۔ لیکن مینے محض بنظر خیرخواہی سرکار اور اپنے کو سچا ثابت کرنے کے واسطے ایسی جائے خطرہ گویا موت کے مُنہہ مین اپنے بیٹے کو جھونک دیا۔ خیر جب میرا بیٹا لشکر مخالفین مین پہونچا تو مدت تک اپنے کو اونکا شریک ظاہر کرکے اُنکی ساتھہ رہا اور جب اون سے خوب ہل ملکر شیر وشکر ہوگیا تو وہان بھی یہی معلوم ہوا کہ بھی مخبر دار تھا سرکار روپیہ اور رنگروٹ اس لشکر کے واسطے بھیجتا ہے۔ جب میرے بیٹے کو یہہ مطلب کی بات معلوم ہوگئی تو وہ وہان سے کافور ہوکر ہزارون سختیان اوٹھاتا ہوا ہزار دشواری نو ۹ ماہ بعد میرے پاس پانی پت مین پہونچا"۔ افسوس ہے کہ اس بناوٹی داستان خیرخواہی کو سب انگریزون نے صحیح تصور کرلیا اور ڈاکٹر ہنٹر نے تو اس مقام پہ اسکو بڑے بڑے خیرخواہان روم قدیم سے افضل لکھہ کر وہ تعریف کی ہے کہ جسکا وہ کسی طرح بھی شایان نہین ہے خیر ڈپٹی کمشنر کرنال نے یہہ داستان سُن کر بذریعہ تاربرقی ضلع انبالہ کو جسکی حدود ارضی کے اندر ہمارا شہر واقعہ ہے خبر بھیجدی۔ ایدہر مخبر مخبری کرکے باہر نکلا تھا کہ اُدہر ہمارے ایک دوست ڈپٹی کمشنر صاحب کرنال کی ملاقات کو اونکے بنگلے پر پہونچے جن سے عند التذکرہ صاحب موصوف نے ذکر اُس

مخبری کا بھی گیا جب بعد الفراغ ملاقات یہہ صاحب اپنے ڈیرے کو تشریف لا چکے تو
اونہون نے مسمی کادا نام ایک اپنے نوکر سے جو میرا اسہا یہہ تہا بطور افسوس حال اس
مخبری کا بیان کیا کادا مذکور یہہ حال سُنکر اُسی وقت اس کی خبر کرنیکو تہانیسر کو دوڑ
پڑا لیکن خوبی تقدیر سے کچھہ زیادہ رات گئے یہہ شخص تہانیسر مین پہونچا اور سب سے پہلے
میرے مکان پہ آیا مگر مین اوسوقت گہر کے اندر جا کر سو رہا تھا وہ اُسوقت رات کو مارا
دروازہ بند اور ہمکو سوتے دیکھہ کر ایسے آرام کے وقت مین ہمکو تکلیف دینا مناسب نسمجھکر
اپنے دلمین سوچا کہ فجر کو خبر کر دونگا ایدہر تقدیر اُسکو تو دروازے پر سے ہٹا لیگئی اب
اودہر انبالے کی کیفیت سُنیئے جب انبالہ مین یہہ خبر تار مین پہونچی ایک وارنٹ میری خانہ
تلاشی کا جاری ہوا اور کپتان پارسن صاحب دسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس ایک جماعت
کثیر پولس کی ساتھہ لیکر راتون رات میرے مکان پر پہونچے یہان قدرت الٰہی کا تماشا
دیکھیئے ایک ہی وقت مین دو آدمی ایک کرنال سے مجھکو خبر دینے کو اور دوسرا انبالہ سے
میری خانہ تلاشی کو روانہ ہوئے کرنال والا جو میرا خیرخواہ تھا پہلے پہونچا اور کچھہ نکر سکا
مگر یہہ دوسرے صاحب بوقت ۲ دو بجے رات کے میرے گہر پہ پہونچ گئے پہلے چارون
طرف سے میرے مکان کو گہیر لیا اور پہر مجھکو باہر بولایا مینے باہر جاکر دیکھا کہ سپرنٹنڈنٹ
پولس معہ وارنٹ خانہ تلاشی کے میرے دروازے پر موجود ہین اونہون نے اول
مجھکو وارنٹ دکھلایا بعدہٗ کہا کہ آپ اپنی تلاشی دو اُسوقت مین سمجھا کہ کچھہ دال مین
کالا ہے تب مینے چاہا کہ اول تلاشی میرے گھر کے اندر کی ہوئے تو بہتر ہے تا کہ
بیٹھک مین جو بلا کا بھرا ہوا خط رکھا ہے کسی طرح پولس کے ہاتھہ نہ آوے لیکن
ہونی کو کون روک سکتا ہے باوجودیکہ صدر دروازے کے اندر داخل ہوکر میری دلہیز
مین سراسر اندہیرا تھا اور مکان بیٹھک جو اُسی دلہیز کے جانب شمال تھا اوسکا
دروازہ اُس اندہیرے مین بالکل نمعلوم ہوتا تہا تو بھی سپرنٹنڈنٹ صاحب اسی بات

روانگی وارنٹ خانہ تلاشی

پہ مصر ہوے کہ پہلے بیٹھک ہی کی تلاشی کیجاوے۔ اُسوقت بیٹھک مین جانے کے واسطے
دو دروازون کا کہلوانا ضرور ہوا جو اندر سے بند تہے۔ مینے چالاکی سے منشی عبدالغفور کا نام
جو اُسکے اندر تہا اور چند آدمیونکے (جو سوتے تہے) پکار کر بہ آواز بلند کہا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب
تلاشی کے واسطے کہڑے ہین تم جلد دروازہ کہول دو اور اِس کہنے سے میری یہہ غرض تہی
کہ کسی طرح وہ لوگ تلاشی کی بات سمجہہ کر دروازہ کہولنے کے پہلے اُس زہریلے خط کو
پہاڑ کر پہینکدین اور میری پکار کو صاحب سپرنٹنڈنٹ سمجہہ کر مجکو مانع بہی ہوئے مگر مین
کہان سنتا تہا لیکن تقدیر پہاڑنے دیوے تو پہاڑا جاوے۔ اُن اندر والون نے
نا سمجہی کی ہٹ کے میرے شور شرا اور اشارون کو کچہہ بہی نہین سمجہا اور دروازہ کہول
دیا۔ اب بیٹھک کی تلاشی ہونے لگی اور وہی خط جس کا ڈر تہا سب کے پہلے پولس کے
ہاتہہ مین آیا اور اوسی شام کو اُنکی گرفتاری سے فقط چہہ گہنٹہ پہلے تقدیر نے وہ خط میرے
ہاتہہ سے لکہوا رکہا تہا۔ وہ خط قافلے کے نام تہا اور اوسمین چند ہزار اشرفیون کی روانگی
کا ذکر تہا۔ اسکے سوا اور بہی چند خطوط بارینہ آمد پٹنہ و مرسلہ محمد شفیع انبالوی پولس کے
ہاتہہ لگ گئے گو اُن خطوط مین کوئی ایسا مضمون مخبرہ نہ تہا مگر اُن سے پولس کو یہہ پتہ
علم ملگیا کہ محمد شفیع انبالوی اور اہل پٹنہ کی تلاشی اور تفتیش بہی ضرور کرلنی چاہئے منشی
عبدالغفور میرے ایک محرر اور عباس نام ایک بنگالی لڑکے کو بہی میرے گہر سے پکڑ کر لیگئے
گو میری نسبت بہی پولس کو شک قوی ہو گیا تہا لیکن بوجہہ ہونے وارنٹ گرفتاری کے
اور بلا حصول منظوری گورنمنٹ کے جو ایسے مقدمات مین ہونا ضرور ہے جسمہہ سے اُسدم
کچہہ مزاحم نہوئے جب پولس میرے گہر سے چلی گئی تو یہہ بات غور طلب ٹہری کہ اسوقت
مجکو کیا کرنا چاہئیے مینے بلحاظ اُس شہادت و ثبوت کے جو انکو میرے گہر سے ملگئی تہی اور
میری سزا کیواسطے بظاہر کافی و وافی تہی اپنا فرار ہو جانا مناسب جانا۔ گو مین پولس کی
حراست مین نہ تہا مگر دسے چارون طرف میری سراغ لگا ئے ہوئے تہے اور میری

حرکات کو تاک رہے تھے مینے اپنی والدہ ماجدہ سے جو اسوقت زندہ موجود تھین اور اپنی
بیوی سے صلاح لیکر اور اونکو اپنے فراق پر راضی پاکر یہہ داو کھیلا کہ مین اپنے شہر سے روانہ ہوکر
اول موضع بتیسلی مین جہان تحصیل اور تہانہ وغیرہ ہے آیا اور وہان ملازمان تحصیل اور
پولس سے بھی رائے لی کہ اب مجکو کیا کرنا چاہیئے سب نے باتفاق یہہ رائے دی کہ تم
انبالہ کو جاؤ اور وہان دریافت کرو کہ یہہ کیا مقدمہ ہے اور کسنے یہہ مخبری کی ہے غرض
یہہ سب صلاح اور مشورہ ظاہری اُن سب سے کرکے مین بوقت شام براہ سڑک انبالہ
بتیسلی سے انبالہ کو روانہ ہوا اوسوقت بہت سے آدمی چشم محبت اور افسوس سے میری
طرف دیکھہ رہے تھے ـ جب مین ایک گھوڑی پر سوار ہوکر چلا ہر کسی کو یہہ یقین ہوگیا کہ
مین انبالہ کو جاتا ہون ـ جب تک دن کی روشنی تھی مین برابر سڑک کو سڑک انبالہ کو چلا گیا
کوئی ایک میل بھر راستہ چلنے کے بعد خوب تاریکی ہوگئی اور مسافر بھی دور دور تک
نظر نہ آتے تھے اُس وقت مین سڑک انبالہ چھوڑ کر جنگل کی راہ سے ایک جگہہ مقررہ
پر اپنی زمینداری کی زمین مین تہانیسر کے متصل قریب آٹھہ بجے رات کے پہونچگیا
جب مین وہان پہونچا مینے دیکھا کہ میری والدہ اور بیوی بچے اور میرا بہائی محمد سعید وغیرہ
میری آخری ملاقات کے واسطے وہان حاضر ہین ـ خیر مین اون سے ملکر اور اپنی بیوی
اور بچونکو ساتھہ لیکر بسواری ایک عمدہ بہلی کے صبح ہوتے ہی ۲۲ کوس پانی پت
پہونچا مین پانی پت شہر کے اندر نہین گیا سڑک پر سے اپنی بیوی بچون کو رخصت
کرکے وہان سے بسواری یکہ دوسرے دن چالیس کوس دہلی مین پہونچا اور وہان
میان نصیر الدین سوداگر کی کوٹھی مین ٹہرا وہان جاکر میان حسینی ساکن تہانیسر اور
حسینی ساکن پٹنہ اور عبد اللہ نام ایک بنگالی سے میری ملاقات ہوئی یہہ دونون
آدمی آخر الذکر پٹنہ سے کچھہ اشرفیان لیکر آئے تہے مینے وہ اشرفیان اُن سے
لیکر حسینی ساکن تہانیسر کے حوالہ کرکے اوسکو ہدایت کردی کہ جیسے ممکن ہو اِس

مال کو انبالہ کو بہیجا دو - بعد روانہ کرنے کسینی تہا میری کے میں ان ہر دو ارندہ زر کو
اپنی ساتھ یورپ کو واپس لیجانا چاہا - اسوقت تک میرے دلمین یہہ خیال تھا کہ اس وار
کے معیت اس طرف میری تلاش کو کوئی نہ آوے گا میری تلاش انبالہ اور اوسکے غرب
مین ہو گی اس خیالی حکمت پر دہلی پہونچ کر مینے اپنے مخفی رکہنے کے واسطے کوئی احتیاط نکی
مین جو اپنے معمولی لباس مین ایک شکرم کرایہ کرنیکو چاندنی چوک تک گیا اور پہر پندرہوین
دسمبر کو ہم تینون آدمی بسواری شکرم علی گڑہ کویل کو روانہ ہوگئے - راہ مین گاڑی
ہانکنے والونکو بہت سا انعام اکرام دیکر چاہا کہ کسی طرح جلدی کویل پہونچ کر ریل پر سوار
ہو جاوین کیونکہ اوسوقت تک کویل سے اسطرف ریل نہ آئی تھی مگر تقدیر کہان جلدی
ہونے دیتی ہے - کئی چوکیون پر گہوڑا نملنے سے گاڑی کہڑی رہ گئی لاچار اس گاڑی
کو راہ مین چہوڑ کر ایک دوسری گاڑی بدلی کی مگر با اینہمہ معمولی مدت سے ایکدن
زیادہ راہ مین لگ گیا - گو دیر ہو گئی تھی مگر مجکو اوسوقت تک یہہ خیال تہا کہ مین ایسی
چال سے آیا ہون کہ شاید مدت تک میری تلاش کو کوئی اس طرف کو نہ آویگا اب
مجکو یہین چہوڑ کر پولیس انبالہ کی کارروائی کو سنیئے -

بارہوین دسمبر کو جب سپرنٹنڈنٹ پولیس میرے خطوط اور آدمیونکو جو میرے گہر سے
لے تہے انبالہ کو لیگئے تو اونکو دیکہہ کر بعد حصول منظوری گورنمنٹ میری گرفتاری کا
وارنٹ جاری ہوا وہی پارسن صاحب دوسرے دن میری گرفتاری کا وارنٹ لیکر
تہانیسر آیا اور مجکو وہان نہ پاکر شہر مین آفت مچادی سیکڑون گہرون کی تلاشی ہوئی
پچاسون مرد عورت پکڑے گئے میری بوڑہی والدہ اور میرے بہائی محمد سعید کو جو اسوقت
صرف بارہ تیرہ برس کا تھا اور اوسکی بیوی کو قید کر کے ان پر سخت عذاب اور مار پیٹ
شروع کی ایسا ظلم اور بے عزتی عورات پردہ نشین کی ہوئی کہ جسکو سنکر دل
کانپ جاتا ہے میری بیوی کے پکڑنے کو بہی ایک وڈر پانی پت کو گئی مگر میان [illegible] الاسلام

اجرائے وارنٹ گرفتاری

بے جا ظلم پولیس

صاحب کی جوانمرد والدہ کی دلیری سے میری عورت بچ گئی ـ غرض ان مار کہانیوالون مین
ایک میرا بہائی محمد سعید نہایت کم سن اور لذت ایمانی اور فضایل ثابت قدمی سے مطلق
بے بہرہ تھا اُس سخت مار پیٹ کو نہ اوٹھا سکا اور ڈر گیا اور اپنی جان بچانیکے واسطے بول
اوٹھا کہ میرا بہائی دھلی کو گیا ہے اُسی وقت پارسن صاحب میرے بہائی کو ساتھ لیکر
بسواری ڈاک دھلی پہونچا ـ ادہر پنجاب مین جابجا میری تلاش شروع ہوئی دس ہزار
روپیہ کا اشتہار میری گرفتاری کے واسطے جاری ہوا ـ کیمپ انبالہ مین محمد شفیع کے مکان
کی تلاشی ہوئی اتفاق سے اوسوقت محمد شفیع لاہور مین موجود تھے ـ یہان اونکے بہائی
محمد رفیع اور محمد تقی و عبد الکریم اونکے کارندے گرفتار کیے گئے اور اونکو ڈرایا گیا کہ اگر
تم سب حال نہ بتلاؤ گے تو تمکو پھانسی دی جاوے گی ـ جان کے ڈر سے محمد رفیع حقیقی
بہائی محمد شفیع کے اور مولوی محمد تقی صاحب بڑے پورانے کارندے اور واعظ سب
غریب محمد شفیع پر گواہ ہوگئے اور جو پولیس نے اونکو سکہلایا سو گواہی دیکر اپنی جان بچائی
اور منشی عبد الکریم جنہون نے حسب تعلیم پولس گواہی ندی تھی بلا قصور محمد شفیع کے ساتھ
وایم الحبس ہوگئے ـ غرض پارسن صاحب نے دھلی مین پہونچ کر آفت مچادی سراؤن
اور شہر کے دروازے بند کردیے ہزارون آدمیون کی تلاشی ہوئی سیاہیون آدمی
پکڑے گئے ـ اُسی پکڑ دھکڑ مین پارسن صاحب کو یہہ پتہ بھی مل گیا کہ مین فلان شکرم مین
سوار ہوکر فلان وقت سو دو دوسرے آدمیون کے علی گڑہ کو چلا گیا ہون ـ اُسی
دم بذریعہ تار برقی میری گرفتاری کے واسطے علی گڑہ کو خبر دی گئی ـ اور خوبی تقدیر
سے علی گڑہ مین جو میرے گہر سے قریب دوسو میل کے ہے عین میرے وہان پہونچنے
کے وقت یہہ خبر تار پہونچی ـ اوسی وقت پولس نے آکر ہمکو گہیر لیا اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ
کے بنگلے پر لیگئے اور سینے ہمکو مجسٹریٹ صاحب کے پاس بہیجدیا اور مجسٹریٹ نے جیل مین مین
اور میرے دونون ہمراہی تا آنے جواب ثانی تار کے حوالات مین رکہے گئے اوسی دن

گرفتاری مولف بمقام علی گڑہ

شام کو جب مین تیمم کرکے نماز پڑہ رہا تہا پارسن صاحب وہان پہونچ گئے اور مجکو قید مین
دیکہہ کر بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ اسکو پہانسی گہر مین بڑی حفاظت کے ساتہہ بند کرو۔
اوسی دم مین ایک بڑے تنگ تاریک کمرے مین بند کیا گیا اور دو تین پہرے اوسکے چوگرد
مقرر کر دیئے گئے۔ سب سے پہلے جیل کا کہانا مجکو اس جیل مین ملا۔ دو روٹی اور تہوڑا سا ساگ
میرے حوالہ کیا گیا ساگ مین تو سوائے موٹے موٹے ڈنٹہلون کے پتی کا نام نہ تہا جنکا چبانا
بہی دشوار تہا روٹیون مین قریب چوتہائی کے بالو مٹی ملی تہی خیر خدا کا شکر کرکے تہوڑا بہت
اوسمین سے کہایا۔ پہر اسکے بعد اکثر جیلخانون مین مینے وقتاً فوقتاً مکرر دیکہا تو سب جگہہ قیدیون
کا کہانا ویسا ہی پایا کیونکہ قیدیون کو دراصل خوراک کم ملتی ہے جس سے اونکا پیٹ
نہین بہرتا اور جب انکو گیہون پیسنے کے واسطے دی جاتی ہے تو وہ مارے بہوکہہ کے سیرون
گیہون چبا جاتے ہین یا کچا آٹا پانی مین گہول کر پی لیتے ہین اور آٹے کا وزن پورا کرنیکے
واسطے آٹے مین بالو ملا دیتے ہین اور اسی طرح جو عمدہ ترکاری جیل کے باغون مین پیدا ہوتی
ہے اوسکو تو فروخت کر دیتے ہین یا جیل کے عہدہ دار کہا جاتے ہین ناکارہ ڈنٹہل جنکو جانور
بہی نہ کہاوین گنڈاسون سے کاٹ کوٹ کر قیدیون کے واسطے پکا دیتے ہین وہ بہوکے اسی
کو غنیمت جانکر ہاتہون ہاتہہ اوڑا جاتے ہین گو نو آمد قیدیون کو دو ایک دن اسکے کہانے
مین ایذا ہوتی ہے مگر جب عذاب الجوع ان پر مسلط ہوتا ہے تو پلاؤ قورمے سے بہی زیادہ
اوسمین مزہ پاتے ہین اور کہا جاتے ہین کیونکہ دنیا مین اصل مزہ بہوکہہ کا ہے۔

بہلا کہانا جو جیل مین ملا

دوسرے دن پارسن صاحب ہم تینون آدمیون کو ساتہہ لیکر خوشی خوشی بسواری شکرم
دہلی کو روانہ ہوا شکرم مین سوار کرنیکے پہلے مجکو بیڑی ہتہکڑی طوق پہنا کر اور طوق مین
طوق کے ڈوہ ایک اور زنجیر ڈال کر اوسکا ایک سرا ایک مسلح سپاہی پولس کے ہاتہہ مین
دیکر وہ محافظ میرے پیچہے اور پارسن صاحب اور ایک دوسرا انسپکٹر پولس میرے دہنے
باہین بہرے ہوئے تپنچون کی جوڑیان لیکر اور میرے بدن سے بدن ملا کر بیٹہ گئے۔

[illegible]

اسکے سوا پارسن صاحب بار بار مجکو راہ مین کہتا ہوا آتا تھا کہ اگر تم ذرہ بھی شرارت کروگے
تو مین اس تمنچے سے تمکو مار دونگا - علی گڑہ سے چل کر دہلی تک کہانا پانی تو کہان پیشاب پاخانہ کی
حاجات کی واسطے بھی ہم کہین راہ مین نہ اوتارے گئے - آخر بصد مصیبت اوس حال سے لوہے
مین جکڑے ہوے ہم دہلی مین داخل ہوئے جہان لیجاکر زیر بنگلہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس
ہمکو ایک تہہ خانہ مین زندہ در گور بند کردیا - دوسرے دن دہلی سے کرنال اور پہر کرنال
سے انبالہ ہمکو لیگئے - جب ہم انبالہ مین پہونچے بہت رات جاچکی تھی اوسی طرح لیجاکر
ہم تینون آدمیون کو علیحدہ علیحدہ تین پہانسی گہرون مین بند کردیا جہان ہم شروع اپریل
تک برابر بند رہے - دوسرے دن فجر کے وقت پارسن صاحب اور میجر ٹنکمنل ڈپٹی انسپکٹر
جنرل پولس اور کپتان ٹائی صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ مثل منکر نکیر کے میری کوٹہری مین
آئے اور مجہہ سے کہا کہ تم اس مقدمہ کا سب حال بتلا دو تمہارے واسطے بہت بہتر ہوگا -
مینے کہا کہ مین کچہہ نہین جانتا اوسوقت پارسن صاحب نے مجکو پہلے بہت دہمکایا اور پہر مارنا
شروع کیا جب میری مار حد کو پہونچی اور مین گر پڑا تو ٹائی صاحب اور ٹنکمنل صاحب کوٹہری
سے باہر جا کھڑے ہوئے اور جب اسقدر مار پر بھی مینے کچہہ نہ بتلایا تو وہ سب کے سب مایوس
ہوکر چلے گئے مینے جب یہہ کیفیت ظلم اور تعدی کی دیکھی تو مجکو یقین ہوگیا کہ اب مجکو یہہ لوگ
زندہ نہ چہوڑینگے - میرے ذمہ کچہہ روزے رمضان کے باقی تھے دوسرے دن سے اونکی قضا
رکہنی شروع کردی - دوسرے دن جب مین روزہ رکھے تہا علی الصباح پارسن صاحب پہر آیا اور
وہی کارروائی پہر شروع کی اور تہوڑی زد و کوب کے بعد مجکو اپنی بگھی مین بٹہلا کر ٹائی
صاحب کے بنگلے پر لیگیا جہان پہر وہ تینون ظالم موجود تہے اوسدن اونہون نے میری
بڑی چاپلوسی کی اور کہا کہ ہم تحریری عہد کرتے ہین کہ اگر تم دوسرے شرکاء اور معاونین جہاد
کو بتلا دو تو سواے تمکو سرکاری گواہ کرکے رہا کردینے کے بڑا عہدہ بھی دیوینگے اور
بصورت نہ بتلانے کے تمکو پہانسی دلوینگے - مینے اس چاپلوسی پر بھی انکار کیا تو پارسن

ترغیب اور مار پیٹ مولف کو -

صاحب اُن سے انگریزی مین کچھہ باتین کرکے مجکو ایک الگ کمرے مین لیگیا جہان لیجاکر پہر مارنا شروع کیا مین کہان تک لکھون آٹھہ بجے فجر سے آٹھہ بجے رات تک مجپر اسقدر مار پیٹ ہوئی کہ شاید کسی پر ہوئی ہو لیکن بفضل الٰہی مین سب سہار گیا مگر اپنے رب سے ہر دم یہہ دعا کرتا جاتا تہا کہ اے رب یہی وقت امتحان کا ہے تو مجکو اسوقت ثابت قدم رکہیو۔ جب وہ ہر طرح مایوس ہو گئے تو لاچار بعد آٹھہ بجے رات کے مجکو جیلخانہ کو واپس بہیجدیا۔ مین دن بہر روزہ سے تہا سنگلہ سے باہر نکلکر درخت کے پتون سے روزہ افطار کرلیا اور جیل مین پہونچکر جو میرے حصہ کا کہانا رکہا تہا اُسکو کہاکر اور شکر الٰہی کرکے سو رہا۔ جسدن مین ٹائی صاحب کی بنگلہ پر اس مارپیٹ کی لذت بنگلہ کے اندر اوٹہا رہا تہا اُسوقت ایک مسلمان تحصیلدار صرف اس قصور پر کہ اُسنے میری گرفتاری سے چند برس پہلے اپنے کسی دُنیوی معاملہ مین مجکو ایک خط لکہا تہا اور بعض عملہ کچہری نے جو اُسکے دشمن تہے اُس خط کے معنے غلط بیان کردئے تہے جسپر وہ غریب معزز عہدہ دار معطل ہوکر باہر برآمدہ مین غمگین بیٹہا تہا مین اوسکا غمگین چہرہ دیکہہ اپنی تکلیف بہول گیا اور یہہ خیال دلمین آیا کہ مجھہ منحوس نالائق کو فقط ایک خط لکھنے پر یہہ بیچارہ بھی بیگناہ پکڑا گیا اگر اسکے بدلے بھی مجکو ہی سزا ہو جاوے اور یہہ رہا ہو جاوے تو بہت بہتر ہے مین اپنی اُس حالت زار مین اُسکے واسطے بہت دُعا کرتا رہا مگر بفضل الٰہی سے وہ ناکردہ گناہ آخر بری ہو کر پہر اپنے عہدہ پر بحال ہوگیا اور اب تک اول درجہ کا عہدہ دار انگریزی ہے۔ اس تاریخ بعد پہر مجکو کبہی گواہ شاہد ہونے کی ترغیب نہین دی گئی۔

گرفتاری محمد شفیع مخبری شفیع و تقی

جب میری طرف سے قطعی مایوسی ہوگئی تو محمد شفیع اور مولوی محمد تقی جو میری طرح قید مین تہے مخبر بناکر رہا کردئیے گئے انہین کے بیان سے بیچارہ محمد شفیع جسکو اس مقدمہ سے بہت ہی تہوڑا تعلق تہا لاہور سے پکڑا آیا اور پہر انہین کی رہبری سے پارسن صاحب پٹنہ کو گیا جہان الیشری پرشاد نام ایک ملازم پولس اور کہہ معین اور پیروکار ہوا اِن دونون

پٹنہ کو جانا پارسن صاحب کا

پٹنہ مین بڑی کوشش کرکے مولوی یحیی علی صاحب اور مولوی عبدالرحیم صاحب و
الٰہی بخش سوداگر و میان عبدالغفار کو گرفتار کرکے انبالہ کو بہیجدیا اور پہر پارسن صاحب
بنگال کو گئے جہان جگہہ بجگہہ بہت لوگون کو گرفتار کیا اکثر لوگ تو لاکہون ہزارون روپیہ خرچ
کرکے رہا ہوگئے اور بہتون کو پہانسی دینے کی دہمکیان دیکر گواہ بنالیا فقط ایک قاضی میان
جان ساکن کمارکہلی ثابت قدم رہے جو گرفتار ہوکر انبالہ کو آئے ۔ بصیر الدین و علاءالدین
سوداگران ڈہلی اور دوسرے بہت سے لوگ ڈہلی سے بہی گرفتار ہوکر آئے ۔ پشاور
سے لیکر مشرقی و شمالی کنارہ بنگال تک شاید کوئی مالدار مسلمان یا مولوی یا نمازی متقی
رہا ہو جسکو ایک دفعہ پولس نے پکڑ کر بقدر وسعت اوسکے اپنا ہاتہہ گرم نکر لیا ہو غرض اس
پہلے چہوکے مین دسمبر سے اپریل تک بڑی پکڑ دہکڑ رہی صدہا آدمیونکو ڈرا اور پہسلاکر
گواہ بنالیا ۔ اس پارسن گردی کے دورہ مین وہ بیچارہ حسینی تہانیسری بہی جب ڈہلی
سے اشرفیان لیکر لوٹا چلا آتا تہا پکڑا گیا اور کل اشرفیان ضبط کراکے ہماری ساتہہ
ہی دایم الحبس ہوا ۔ اس مقدمہ مین ہمنے دیکہا کہ بڑے بڑے صاحب لوگون نے قانون
و آئین سب طاق پر رکہدیا تہا اور الہیشری پرشاد وغیرہ ہندو مسلمانون نے اپنے فایدے کیواسطے
اس مقدمہ کو رسی سے سانپ اور رائی سے پہاڑ بنادیا اور ہم لوگون کو نکو بناکر مولیین
یا مہدی سوڈانی سا فرضی دشمن دولت انگلشیہ ٹہراکر اپنا مطلب نکالنا چاہا چنانچہ
الہیشری پرشاد وغیرہ جو نہایت ادنیٰ عہدون پر تہے ڈپٹی کلکٹر وغیرہ ہوگئے اور بڑی بڑی زمینداری
اور جاگیر دہوکہہ دیکر سرکار سے لیلی اور غزن خان مخبر نے تو ایک محض جہوٹہا قصہ اپنے
بیٹے کے قاتل کو پہنچنے کا گہڑ کر ایک دوگانو جاگیر سرکار سے لیلیئے اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے
جو اپنی کتاب آور انڈین مسلمان مین غزن خان کی تعریف اور نمک حلالی و خیرخواہی بیان
کی ہے قابل دید ہے اور اس سے یہہ بات ثابت ہے کہ جب آدمی مارے تعصب
اندہا ہوجاتا ہے یہہ طرح طرح کے دہوکے اور لغزش بہی کہاتا ہے ۔

اس مقام پر تھوڑی سی اصلی حقیقت اس مقدمہ کی بیان کردینا خالی از لطف نہوگی اور
چونکہ مین بقدر انداز اپنے قصور کی ایک دفعہ سزا کامل وافی پاچکا ہون اسواسطے اب مجکو صحیح
حالات کے اظہار مین کچہہ خوف بھی نہین ہے مینے جسقدر اس کتاب مین اول سے آخر تک
بیان کیا ہے بقدر اپنی یاد اور علم کے نہایت صحیح اور راست حالات کو لکہا ہے۔

سید احمد صاحب کا حال بیان کرنا فضول ہے ہند کے سب مسلمان انکے حالات سے
واقف ہین اور انگریزون کے واسطے ڈاکٹر ہنٹر نے اپنی کتاب مین اول سے آخر تک چند جزون
پر سید صاحب کی تواریخ بیان کردی ہے گو براہ تعصب اس بیان مین چند مقامون پر
غلطی بھی کی ہے مگر ہمکو اس سے کچہہ بحث نہین ہے۔ بعد معرکہ جنگ آخری سید صاحب
ممدوح کے جسمین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید ہوئے تھوڑے سے ہندوستانی لوگ بقیہ قافلہ
سید صاحب بمقام ملکہ وستہانہ ملک یاغستان مین بطور درویشون کے رہنے لگے اونکو
اکثر ہند کے مسلمان فقرا بقیہ قافلہ جانکر بطور خیرات کچہہ دیا کرتے تھے اسواسطے تعداد اس قافلہ
کی ہمیشہ بقدر چار پانسو فقرا کے رہی ہے مسلح رہنا یاغستان کا فرض ہے اسواسطے یہہ
لوگ ہتہیار بند رہتے تھے اوس ملک کے لوگون اور اس قافلہ والون کے عقاید مذہبی
مین بہت فرق ہے اوس عداوت مذہبی سے ہمیشہ اس ملک والے آدمی اس قافلہ کی دشمن
رہے ہین اور اونہین کی جہوٹی خبرون سے حکام انگریزی متعینہ اوس اطراف کی ہمیشہ اس
قافلہ فقرا سے برافروختہ رہے یہان تک نوبت پہونچی کہ بتحریک اُنہین ملکیون کے صاحب
کمشنر پشاور نے ایک لمبی چوڑی رپورٹ خلاف اوس قافلہ کے گورنمنٹ پنجاب مین کردی
اور کسی نے حق ناحق یا واجب غیر واجب کچہہ دریافت نکیا آخر کو سکرٹری آف اسٹیٹ
سے ان فقرائیون پر لشکرکشی اور جنگ کا حکم آگیا جسکا نتیجہ وہی سنہ ۱۸۶۳ء کی امبیلا
کی لڑائی ہے۔ جب انگریزی فوج بلا وجہہ زبردستی سے اپنی عملداری کے باہر یاغستان
غیر عملداری مین چڑہائی کر گئی تو سارا ملک یاغستان کا معہ اخوند سوات کے سرکار سے

بگڑگئیں اور درہ اقبال پر سخت لڑائیان ہوئیں اگر لاکھون روپیہ رشوت ان بگڑے ہوئے
افغانون کو دیکر راضی نکیا جاتا ایک آدمی بھی فوج انگریزی کا واپس نہ آتا - یہہ ظاہر اور طبعی
بات ہے کہ جب کوئی کسی غیر ملک مین اپنی حد سے باہر زبردستی لڑنے جاویگا تو اُس ملک
والے اپنے بچاؤ کو ضرور مقابلہ کرینگے اس سبب سے اس فضول اور زبردستی کی جنگ
مین سرکار کا بہت نقصان ہوا اور سخت زک اوٹھا کر مثل ہر دو جنگ افغانستان کے
سرکار کو آخر بے نیل مرام لوٹ آنا پڑا مگر بموجب اس مثل کے کہ کمہار پر بس نچلا تو گدہی
کے کان اینٹھے سرکار اون لوگون کا تو کچہہ نہین کر سکی مگر ہم غریب رعایا پر جو اونکے ہاتھ
مین تھی طرح طرح کے طوفان قایم کرکے جسکو چاہا سزا دیدی اور کروڑون روپیہ کا مال
صدہا مسلمانون کا ضبط کرلیا - اور آخیر ۱۸۶۳ء سے دس برس تک برابر ہندوستان
کے مسلمانون پر قیامت برپا رہی صدہا مسلمان مارے خوف کے گھر بار چہوڑ کر عرب وغیرہ
ملکون مین جا بسے خود غرضون اور خوشامدیون اور ہماری مدعی اور دشمنون نے خوب
دل کے چاؤ نکالے دس برس تک اخبارون مین سوای اس قصّہ اور بحث کے کوئی
دوسری بات کم ہوتی تھی - ایک محکمہ محض گواہ شاہدون کے اس دار وگیر کے واسطے سرکار
تیار رہا جسکو چاہا پکڑ لیا اور جو چاہا رشوت لے لیلی اور جسنے ندی اوس پر ان معمولی گواہون
سے گواہی دلا کر دایم الحبس کردیا - اور ان خود غرضون نے ان سو دو سو فقیرون ساکنان
ملک غیر کا ڈر اور رعب ہماری ایسی بہادر اور دانا سرکار کی دل پر اتنا جمایا اور اوسمین
ایسا مبالغہ کیا کہ گویا سلطنت انگریزی کا قلع قمع کرنیوالے یہی لوگ ہین اور جسقدر اس جادو
کا اثر ہماری فاتح قوم پر ہوا ہے وہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کی دیکھنے سے بخوبی
معلوم ہوسکتا ہے کہ اوسمین کیسے رسی کا سانپ اور رائی کا پہاڑ بنایا گیا ہے - اور کن کن
لا یعنی دلایل سے فاتح اور مفتوح مین عداوت ثابت کی ہے اور طرہ یہ کہ علی العموم بلا
تخصیص تمام ہند کے مسلمانون پر حملہ کیا ہے حالانکہ اس تحریر کے بعد بڑے بڑے معتبرون

پر ہند کے مسلمانون کی خیر خواہی و خیر سگالی ثابت ہوکر وہ کتاب جو بے وجہہ فاتح اور
مفتوح کے دلون کو بگاڑنیوالی ہے قابل جلوہ دینے کے ہوگئی ۔ اور مولوی سید احمد صاحب
بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ امام نیچر نے شروع ہی مین بڑی دلایل سے اس خیالی پلاؤ ڈاکٹر
ہنٹر کو رد کرکے اسکی دہجیان اوڑادی ہین اور ہر دعوی کو اصول ہی سے غلط ثابت کردیا
ہے مگر تو بھی اُس کتاب ڈاکٹر ہنٹر کا جادوانہ اثر ابھی تک اکثر انگریزون کے دلون پر
ہے جو وہابیون کو اپنا جانی دشمن جانتے ہین اور اگرچہ ابتدائے عملداری پنجاب سے افغانون
نے صدہا بڑے بڑے معزز انگریزون اور میم اور بچون کو بلکہ گورنر جنرل تک مار ڈالا اور
ابھی تک جہان موقع پاتے ہین اپنی وحشیانہ حرکت سے باز نہین آتے اور اونکے مولویون
نے عام فتوی دے رکھا ہے کہ انگریزون کا مارنا بڑا ثواب ہے مگر تو بھی انگریز افغانون
کو اپنا اُسقدر دشمن نہین جانتے جسقدر وہابیون کو ڈاکٹر ہنٹر کی بدولت اپنا دشمن فرض
کر رکھا ہے حالانکہ ابتدائے عملداری سرکاری وہابیون سے قتل انگریز تو درکنار کبھی
کوئی بات خلاف تہذیب بھی سرزد نہین ہوئی عین بغاوت ۱۸۵۷ء کے عام فتنہ کے
وقت بجائے بغاوت اور فساد کے وہابیون نے انگریزون کے میم اور بچون کو باغیون
کے ہاتہہ سے بچاکر اپنے گہر مین چہپا رکہا اور جہان کہین جیب چہپاکر یہہ لوگ ملازم سرکار
ہین یا جب کبھی ان لوگون سے سرکار کا کوئی معاملہ آپڑا ہے تو وہابیون کو ہمیشہ سچے
دیانت دار وفادار بے طمع مہذب عادل خدا سے ڈرنے والے پایا ہوگا مگر ڈاکٹر ہنٹر کے
جادو نے دونو قومون کے درمیان براہ تعصب سخت نفرت اور دشمنی کیوا رکھی ہے
جسکا نتیجہ دیکہیے آخر کیا ہوئے ۔
خیر آمدم برسر مطلب دسمبر سے اپریل تک یہہ سب وار وگیر ہوکر ماہ اپریل مجسٹریٹی
ضلع انبالہ مین یہہ مقدمہ پیش ہوا اور ہم لوگونکو چہاونی کے گہرون سے نکال کر کچہری مین
لے گئے اوسوقت معلوم ہوا کہ میرا حقیقی بہائی محمد سعید میرے اور اور محمد رفیع

حقیقی بہائی محمد شفیع کا اسکلے اوپر پہانسی کی دہمکی سے گواہ ہوگئے اور اسی کارروائی سے پچاس ساٹہہ آدمی جنمین اکثر مولوی مُلّان تہے ہمارے اوپر گواہ بنائے گئے لیکن اکثر گواہ گواہی دیتے وقت بھی ہمارے مُنہونکو دیکھہ کر زار زار روتے بھی جاتے تہے مگر بے بس اگر گواہی نہ دلوین تو قطع نظر مارپیٹ کے پہانسی کا سامہنا تہا اور یہہ سب گواہ تا اوائے شہادت محکمہ سشن کے مثل قیدیون کے زیر حراست پولس رکہے گئے تہے اور پولس ہی سے اُنکو عمدہ خوراک اور لباس ملتا تھا چنانچہ لاکہون روپیہ سرکار کا ان بیجا کارروائیون مین صرف ہوگیا اور مارپیٹ کی تو یہہ حالت تھی کہ عباس نام ایک لڑکا جو مدت تک میرے گہر مین رہکر پرورش پایا تھا جب مجسٹریٹی مین گواہی دیتے وقت مجکو دیکھہ کر مارے مُحبت کے جہوٹہا اور آموختہ بیان میرے اوپر کرنے سے ہچکچا یا تو اوسی روز رات کو اُسکو ایسی سنزا سخت کئی گئی کہ وہ بچہ اوسی صدمہ سے قبل از درپیشی مقدمہ سشن کے مرگیا مگر رفع بدنامی کے واسطے پارسن صاحب نے اوسکا مرنا مرض چیچک سے مشہور کر دیا تھا جس دن ہم اول روز مجسٹریٹی مین حاضر کئے گئے تو میرا بہائی بھی بزمرہ گواہان زیر حراست پولس تھا اوسنے مجکو بذریعہ ایک سپاہی پولس کے یہہ خبر بہیجدی کہ مجکو پولس نے مار پیٹ کر تمہارے اوپر گواہ بنالیا ہے سو اب جسوقت برسر اجلاس میرے اظہار تحریر ہونگے تو مین اپنے اوس بیان سے جو مارپیٹ کر لکھایا ہے پہر جاؤنگا اوسکے جواب مین مینے اوسکو کہلا بہیجا کہ میری قید اور رہائی کچھہ تمہارے بیان پر موقوف نہین ہے وہ خدا کے ہاتہہ مین ہے۔ اگر تمہارا اظہار بحلف ہوا ہے تو اب اوس سے پہر جانے پر جرم دروغ حلفی تمکو سنزا سخت ہو جاوے گی۔ مین تو پہلے سے پہنسا ہوا ہون تمہارے پہنس جانے سے والدہ ضعیفہ صدمہ پر صدمہ کہا کر ہلاک ہو جاویگی اسواسطے بہتر ہے کہ جو تمنے پہلے لکہایا ہے وہی اب بھی بیان کرو گے چنانچہ جب اوسکا اظہار میرے سامہنے ہونے لگا تو وہ پہلے اظہار سے منکر ہوگیا۔ صاحب لوگ برسر اجلاس اوسکے

بیان سنکر اول تو بڑے غصے ہوئے مگر بوجہہ اوسکی صغر سنی کے اوسکو کچہہ سزا نہ دے سکے فقط اوسکا نام گواہون سے کاٹ کر اونسکو نکال دیا ۔کثرت گواہون کے سبب سے ایک ہفتہ تک فقط یہی مقدمہ کچہری مجسٹریٹی مین پیش ہوتا رہا ۔ صاحب لوگو نکا تعصب ہملوگون سے یہان تک تہا کہ جب بر وقت درپیشی مقدمہ کے ہمنے یہہ درخواست کی کہ ہماری نماز کا وقت آگیا ہے ہمکو نماز پڑہنے کی اجازت بخشی جاوے تو یہہ اجازت بھی ہمکو نہ دی گئی مگر وہ ہمارا کیا کر سکتے تہے ہمنے عین دوران مقدمہ مین تیمم کر کے بیٹھے ہوئے اشارون سے نماز پڑہ لی ۔ ایک ہفتہ کی کارروائی کے بعد ہمارا مقدمہ سپردِ سشن ہوا اسوقت تک ہم ہپالسی گہرون مین علیحدہ علیحدہ قید ہتے بعد سپردگی سشن کے ہم سب کو ایک جگہہ حوالات مین بند کر دیا اب بعد ایک مدت کے تنہائی اور چلہ کشی کے ہم جو سب دوست ایک جگہہ جمع ہوئے تو بڑی خوشی ہملوگون کو ہوئی مین تو سعدی کا یہہ شعر اکثر پڑہا کرتا تہا ۔ پائے در زنجیر پیش دوستان ٭ بہ کہ با بیگانگان در بوستان ٭ مگر ایک مدت دراز چار ماہ تک کے تخلیہ اور تنہائی سے بھی ہم لوگون کو بہت روحانی فایدہ ہوا تہا انوار الٰہی آئینہ صافیہ قلب مین کو خوب محسوس ہوتے تہے نماز روزے مین کمال لذت حاصل ہوتی تھی کہ شاید وہ کیفیت برسون کے چلہ کشی اور گوشہ نشینی مین بھی حاصل نہوتی مولوی یحییٰ علی صاحب کی صحبت ایک مغتنمات سے تھی ۔ محمد شفیع اور عبدالکریم یہہ دو تو آدمی کسی قدر کشیدہ خاطر رہا کرتے تہے باقی ہم نو آدمی اوس حوالات مین بھی نہایت شادان اور فرحان تہے اور یہہ خاکسار تو جب اپنی ذلیل النسبی اور کم علمی پر خیال کر کے انعامات الٰہی اور اوس سرفرازی کو جو میرے حال بدمال پر مبذول تھی مقابلہ کر کے دیکہتا تو سمجہتا تہا کہ میری مثل ٹہیک ایسی ہی ہے کہ جیسے کسی چمار کے سر پر بلا واسطے سفارش و بلا استحقاق و لیاقت ذاتی کے تاج شاہی رکہدیا جاوے مین اور میرا حسب نسب اور لیاقت کہان اور یہہ سرفرازی خدا کے راہ مین امتحان

بوجہہ تعصب ممانعت نماز

قید تنہائی سے نکال کر سبکو ایک جگہہ حوالات مین کر دیا۔

ہوکر ثابت رہنے کی کہان کیونکہ اللہ تعالی قران مجید مین فرماتا ہے کہ ایسے امتحانون مین
پیغمبر اور صحابہ لوگ بھی گھبرا جاتے تھے جیسے فرمایا ہے ۔ وَزُلْزِلُوا حَتّٰى يَقُولَ الرَّ
سُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ت خداوند تعالی فرماتا ہے کہ ہمنے ایسا
سخت امتحان کیا اور پکڑ کر جہر جہرایا یہانتک کہ خود پیغمبر اور اوسکے صحابی بول اوٹھے
کہ کہان ہے مدد اللہ کی اس صبر اور استقلال کے انعام کو خیال کرکے اول سے
آخر تک میری زبان پر تو شکر ہی شکر جاری رہا کبھی صبر کرنے کی نوبت ہی نہ پہونچی
مولوی یحیی علی صاحب کی کیفیت اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھی وہ اکثر اس رباعی کی
کے مضمون کو ادا کیا کرتے تھے لَسْتُ اُبَالِي حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ۔ عَلٰى اَيِّ شِقٍّ
كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ ۔ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَّشَاءْ ۔ يُبَارِكْ
عَلٰى اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ ت نہین پرواہ کرتا ہون مین جبکہ مارا جاؤن مین اور ہون مین
مسلمان کسی کروٹ پر ہو راہ خدا مین پہر کر جانا میرا طرف خدا کی اور یہہ اللہ کی ہاتہہ مین ہے
اور اگر چاہے برکت دیوے اوپر ٹکڑون پراگندہ کے اور یہہ وہ رباعی ہے جب ایک صحابی
کو کفار مکہ پہانسی دینے لگے تو اوسنے نہایت جوانمردی سے یہہ رباعی پڑھ کر راہ خدا مین جان
دی اور شہید ہوا ۔

پیشی بحضور سشن

کچھہ عرصہ کے بعد آخر اپریل مین یہہ مقدمہ باجلاس میجر ایڈوارڈس صاحب محکمہ سشن مین پیش
ہوا وہان بھی ایک ہفتہ تک روبکاری ہوتی رہی ۔ محمد شفیع اور عبد الکریم کی طرف سے
مسٹر گڈال ایک بارسٹر محکمہ مجسٹریٹی سے وکیل اور پیروکار تھے اور جب یہہ مقدمہ
کچہری سشن مین پیش ہوا تو مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب نے

پلوڈن صاحب کا وکیل ہونا۔

جو ٹینہ والون کی طرف سے پیروکار تھے مسٹر پلوڈن نامی ایک دوسرے وکیل کو بولایا ۔
یہہ وکیل بڑا جہان دیدہ اور فہمیدہ ایک مسن آدمی تہا ۔ جب پلوڈن صاحب اپنا
مختارنامہ لیکر حوالات مین ہمارے دستخط کرانے کو آیا تو مولوی عبد الرحیم صاحب

مولوی یحیی علی صاحب والٰہی بخش سوداگر دہر دو تھنیسری و قاضی میان جان صاحب عبد الغفار و منشی عبد الغفور آٹھہ۔ مدعاعلہم نے اوس پر دستخط کر دیئے مگر مینے اپنے دستخط نہین کئے اور کہا کہ مین خود وکیل ہون مین اپنی جوابدہی آپ کرونگا۔ اب سرکار کی طرف سے مسٹر تکفیل صاحب اور پارسن صاحب پیروکار اور وکیل تہے اور دس مدعاعلہم کی طرف سے دو وکیل اور مین ایک بذات خود اپنی جوابدہی کرتا تہا۔ جب کوئی گواہ پیش ہوتا تو پہلے اوسکا بیان صاحب سشن جج آپ لکہتے اور سوال جرح کرتے بعد اوسکے سرکاری وکلا اور اوسکی بعد ہر دو وکلا مدعاعلہم ایک دوسرے کے بعد اور سب کے آخر مین یہہ خاکسار سوالات جرح کرتا چونکہ مین سبسے زیادہ اس مقدمہ سے واقف اور اون گواہون کے حالات اور علم اور لیاقت سے بھی بخوبی آگاہ اور اس فن وکالت مین بھی پورا تجربہ حاصل اور اوسوقت بہ نسبت دوسرون کے مجکو خداتعالیٰ سوالات جرح بھی خوب سوجہاتا تہا اکثر گواہ میرے سوالات کے جواب سے تنگ آکر دوہائی دوہائی کرنے لگتے تہی۔ اور بوجہہ اجلاس عام ہونے کے بہت سے یورپین اور دیسی تماشہ مین حاضر ہوکر یہہ تماشا دیکہا کرتے تہے۔ چار اسیسر دو ہندو دو مسلمان روساء ضلع انبالہ سے بولائے گئے تہے۔ جب سب شہادت طرفین تمام ہوگئی تو مدعاعلہم کی جواب لئے گئے دس مجرمون کا جواب تو اونکے وکیلون نے تحریری داخل کیا آخر مین صاحب سشن جج نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا بولو اب تمہارا کیا جواب ہے تب مینے ہر ایک ثبوت مدخلہ سرکار کی تردید بیان کرکے اپنا جواب نہایت مشرح اور مدلل لکہانا شروع کیا صاحب جج نے اوسمین سے کسی قدر لکہہ کر بڑے غصہ سے مجہہ سے کہا کہ اس جواب سے کچہہ فائدہ نہین ہے بہتر یہہ ہے کہ تم اپنے قصور کا اقبال کرکے عدالت کی مہربانی اور رحم سے اپنی معافی مانگو مین یہہ مخالفانہ تعلیم کا سبق سنکر چپ ہو رہا اور کہا کہ مین فقط انصاف چاہتا ہون سو آپ سے اوسکی امید نظر نہین آتی۔ اوسکے بعد مین نے دس بارہ آدمی گواہ اپنی برئیت کے بولانے چاہے سو وہ بھی بولائے نہ گئے بلکہ جب واقعہ ۲۔ مئی

بات مجرمان

روز سُنانے حکم کے اپنے گواہون کو میٹے آپ حاضر کرادیا تو بھی اونکے اظہار نہ لیکے گئے مگر محمد شفیع اور دوسرے اکثر مدعا علیہم کی طرف سے بہت سے گواہ گذرے لیکن بے سود کون سُنتا ہے بلکہ محمد شفیع کی طرفسے ایک سّو سے زیادہ سارٹیفکٹ خیرخواہی دخیرسگالی سرکار و عُمدہ کارگذاری کے بھی پیش ہوئے جنکی نسبت اس متعصب جج نے یہہ لکھا ہے کہ ہر فقرہ ان سارٹیفکٹون کا محمد شفیع کے مجرم اور مستحق سزا سخت ہونے پر ایک دلیل ساطع اور بُرہان قاطع ہے۔ ہمارے لایق اور دیرینہ وکیل مسٹر پلوڈن نے بہت سی قانونی کتابون اور نظایر ولایت سے ثابت کر کے یہہ جواب لکھا تھا کہ ملک ستھانہ وغیرہ مقامات جہان یہہ جنگ جسکی اعانت کرنیکا ان لوگون پہ الزام ہے واقعہ ہوا عملداری سرکار سے باہر ہین اور لفظ جنگ کرنا با ملکہ معظمہ یا بغاوت مصرحہ دفعہ ۱۲۱ تعزیرات ہند کسی جنگ وقوع بیرون حدود عملداری سرکار پر صادق نہین آتا چنانچہ تمثیل ب زیر دفعہ ۱۲۱ مین صاف لکھا ہے کہ زید جو ممالک ہند مین ہے باغیون کو ہتیار بہیجنے سے ایک بغاوت مین اعانت دے جو گورنمنٹ ملکہ معظمہ واقعہ سیلون کے مقابلہ مین (اندر حدود ممالک مقبوضہ ملکہ کے) ہوئی ہو تو زید ملکہ معظمہ کے مقابلہ مین جنگ کرنیمین اعانت کا مجرم ہوگا۔ اسواسطے ان لوگون کو اس دفعہ کے نیچے سزا نہین ہو سکتی"۔ جب صاحب سشن جج اور دوسرے انگریزون نے یہہ دلیل وکیل کی سُنی تو ایک دم سرد ہوگئے اور سوائے ہان اور بجا و مرحبا کے کوئی جواب بن آیا مگر اس مقدمہ مین تو انگریزون کو تیرلے سر لکا لتعصب تہا شروع کارروائی سے اسمقدمہ مین قانون طاق پر رکھدیا تھا اسواسطے بعد لینے اس جواب کے واسطے مشورہ باہمی کے مقدمہ کو چندروز کے واسطے ملتوی کردیا گیا اور جان لارنس صاحب بہادر گورنر اور دوسرے بڑے بڑے افسرون سے جو خواہ نخواہ ہمارا قلع قمع ہی چاہتے تھے مشورہ لیا گیا اونکو تو خودغرضون نے یہہ سُوجہا رکہا تہا کہ اگر ان چندغیر مون لو یہا انی دیگر وہابیون کا ہند سے قلع قمع

محمد شفیع کے سارٹیفکٹ اولٹے مضر ہوئے

پلوڈن کا قانون

نکردو گے تو عملداری سرکار ہند مین رہنا محال ہے پھر قانون کو کون سنتا ہے بعد ایک
التوائے دراز کے ۲- مئی ۱۸۶۴ء کو پھر ایک آخری اجلاس سشن ہوا اور جج صاحب
اپنی تجویز اور فتوی سزا اپنے گھر پر بیٹھ کر حسب ایمائے گورنر صاحب کے لکھ لائے تھے اوسدن
اجلاس مین بیٹھنے کے ساتھ ہی پہلے چارون اسیسرون سے سشن جج صاحب نے مخاطب
ہوکر فرمایا کہ آپ لوگون نے اس مقدمہ کو اول سے آخر تک سنا اب جو آپکی رائی ہو
لکھکر پیش کرو- ہمنے دیکھا کہ یہے چارون اسیسر اوسوقت بھی ہماری شکلون کو دیکھ دیکھ
آنسو بھر لاتے تھے اور دل سے ہماری رہائی کے خواہان تھے مگر جب صاحب جج و کمشنر
کی رائے کو ہماری سزا پر مائل پایا تو مارے ڈر کے اونہون نے بھی لکھدیا کہ ہمارے
نزدیک بھی جرم مندرجہ فرد قرارداد ان پر ثابت ہے- پھر تو صاحب جج و کمشنر نے بعد
حصول اس حیلہ قانونی کے اپنی تجویز جو پہلے سے میز پر لکھی ہوئی رکھی تھی پڑھنی شروع
کی جسمین آئین بائین شائین کرکے پلوڈن صاحب کی عمدہ دلیل کا جواب تھا اور
پھر پہلے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم بہت عقلمند اور ذی علم اور قانون دان اور
اپنے شہر کے نمبردار اور رئیس ہو تمنے اپنی ساری عقلمندی اور قانون دانی کو
سرکار کی مخالفت مین خرچ کیا تمہارے ذریعہ سے آدمی اور روپیہ سرکار کے دشمنون
کو جاتا تھا تم نے سوائے انکار بحث کے کچھ حیلتاً بھی خیرخواہی سرکار کا دم نہین بھرا اور
باوجود فہمایش کے اوسکے ثابت کرانے مین کچھ کوشش نکی اسواسطے تمکو پھانسی دیجاوے
گی اور تمہاری کل جایداد ضبط سرکار ہوگی اور تمہاری لاش بھی تمہارے وارثون کو
ندیجاویگی بنہایت ذلت کے ساتھ گورستان جیل مین گاڑ دیجاویگی- مین تم کو
پھانسی پر لٹکتا ہوا دیکھکر بہت خوش ہونگا- یہہ سارا بیان صاحب موصوف کا مینے
نہایت سکوت سے سنا مگر اوس آخری فقرہ کے جواب مین مین نے کہا کہ جان دینا اور
لینا خدا کا کام ہے آپکے اختیار مین نہین ہے وہ رب العزت قادر ہے کہ میرے

فتوی اسیران

مرنے سے پہلے تمکو ہلاک کرے لیکن اس جواب باصواب پر وہ بہت خفا ہوا مگر پہانسی کا حکم
دینے سے زیادہ اور پیر اکیا کرسکتا تہا جسقدر سزائین اوسکے اختیار مین تہین سب دیچکا تہا
لیکن اوسوقت میرے منہ سے یہہ الہامی فقرہ کچہہ ایسا نکلا تہا کہ مین تو اسوقت تک زندہ موجود
ہون مگر وہ منکر اس حکم دینے کے تہوڑے عرصہ کے بعد ملک روم مین راہی ملک عدم ہوا مجکو
اپنی اوسوقت کی کیفیت خوب یاد ہے کہ مین اس حکم پہانسی کو سنکر ایسا خوش ہوا تہا
کہ شاید ہفت اقلیم کی سلطنت ملنے سے بہی اسقدر سرور نہ ہوتا فقط اس حکم موت کے سننے سے
وہ کیفیت ہوئی کہ گویا جنت فردوس اور حورین آنکہون کے سامنے پہرنے لگ گئین میرے
بعد مولوی یحیی علی صاحب اور اونکے بعد محمد شفیع اور اونکے بعد نمبروار گیارہ آدمیون کو
حکم سزا کا سنا دیا جنمین مین اور مولوی یحیی علی صاحب اور حاجی محمد شفیع تین آدمیون کے
واسطے پہانسی وغیرہ حسب مذکورہ بالا اور باقی آٹہہ مجرمون کو دایم الحبس بعبور دریاے شور
مع ضبطی کل جایداد کی سزا ہوئی میںنے مولوی یحیی علی صاحب کو بہی نہایت بشاش پایا
لیکن محمد شفیع کے چہرے کا رنگ بدل گیا تہا تاہم اونہون نے بہی اپنی طبیعت کو بہت تہاما
اوسدن پولس والے اور تماشہ بین مرد عورت بکثرت حاضر تہے قریب تمام کے احاطہ کچہری
ضلع انبالہ کا خلقت سے بہرا ہوا تہا حکم سنا کر اوسکا چپ ہونا تہا کہ صد ہا مسلح اہل پولس
زیر حکم کپتان پارسن صاحب ہمارے گرد ہو گئے۔ جب مین عدالت کے دروازے سے باہر
نکلا تہا تو کپتان پارسن صاحب میرے نزدیک آکر کہنے لگا کہ تمکو پہانسی کا حکم ملا ہے تمکو
رونا چاہیئے تم کسواسطے اتنا بشاشت ہے مین چلتے چلتے اوسکو بولا کہ شہادت کی امید جو
سب سے بڑی نعمت ہے اور تم کافر ہو اوسکو کیا جانو۔ اس مقام پر یہہ بات بہی بیان کرجانا
ضرور ہے کہ پارسن صاحب بہی اڈورڈس صاحب سے بڑہکر متعصب تہا اور اس مقدمہ
مین شہود سے اپنے بہلوگون پر بہت ظلم کیا تہا کہ جسکی تفصیل یہہ قلم بہی نہین کرسکتی
مگر خداوند تعالی منتقم حقیقی تو موجود تہا گو اوسکے کام دیر اور سہولیت سے ہوتے ہین ہمکو

سزا ہوکر تھوڑے دن گذرے تھے کہ یہہ بے خوف اور تکبر بھی دنیا ہی مین پاگل ہوکر
اور اپنا غصہ آپ کہا کر راہی ملک عدم ہوا۔ اوسدن تماشہ بین لوگ ہماری پہانسی کا حکم
سنکر اکثر زار زار روتے تھے کوئی خدا کی مرضی اور رضا بقضا سے اپنے رنج کو روکتا تھا جیلخانہ
تک بیٹیون مرد عورت ارد گرد سٹرک کے ہمارا منہہ دیکہتے ہوئے چلے گئے۔ اوسی حالت کے
اندر پولس ہمکو جیلخانہ مین لیگئی اور وہان پہونچ کر ہمارے کپڑے اور لباس معمولی اوتارکر
ضبط کرلئے اور ہم سب کو گیرد الباس پہنا دیا۔ ہم تین پہانسی والونکو علیحدہ علیحدہ تین پہانسی
گہرون مین بند کر دیا باقی آٹہہ آدمیونکو جیلخانہ مین دوسرے قیدیون کے ساتھہ ملا دیا۔ ہمارے
واسطے بڑے انتظام سے تین نئی پہانسیان اور اوسکے رسے ریشمین تیار ہوئے اور دستاویز
متعلقہ ہمکو واسطے منظوری پہانسی کے محکمہ چیف کورٹ پنجاب مین بہیجدیا۔ ہمارے دونون وکیل
جو پہلے ذکر ہو چکا ہے معہ مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب و محمد سعید
برادر و عبد اللہ پسر محمد شفیع وغیرہ کے چیف کورٹ مین پہونچے اور میجر ڈنکفیل وغیرہ سرکاری
وکلا اور ہمارے وکیل سب سے پہلے جا حاضر ہوئے۔ ادہر جیل مین نقل حکم منگوا کر مینے بھی ایک
اپیل خوب مدلل لکہہ کر معرفت سپرنٹنڈنٹ جیل کے چیف کورٹ کو روانہ کر دیا۔ مین نے سنا
ہے کہ محکمہ چیف کورٹ مین بھی چند اجلاسون مین بڑی دہوم دہام کے ساتھہ یہہ مقدمہ پیش ہوا
اور وہان بھی مسٹر پلوڈن ہمارے وکیل نے بڑی دلایل سے باصرار تمام یہہ کہا کہ زیر دفعہ ۱۲۱
یہہ لوگ ہرگز قید نہین ہو سکتے اس دفعہ کی روسے اونکو قید کرنا سراسر ظلم اور خلاف قانون ہے
کوئی دوسری دفعہ اون پر قایم کرو۔ مسٹر رابرٹ کسٹ صاحب نے جو اوس زمانہ مین جوڈیشل
کمشنر تھے اس قانونی دلیل وکیل کو بر سر اجلاس تسلیم کر لیا لیکن وہان بھی مشورہ کرنیکے
واسطے چند روز کا التوا کیا گیا اس بیچ مین اخبار والون نے اپنی اپنی رائے لگادی کہ یہہ
لوگ رہا ہو چکے فقط حکم سنانا باقی رہ گیا ہے۔ ہمارے گہر والونکو تو ہماری رہائی پر اسقدر
یقین ہو گیا تہا کہ ہمارے گہر سے ایک نیا جوڑہ کپڑون کا بھی تیار ہوکر آ گیا تھا کہ بروز رہائی

تیاری پہانسی و پہونچنا کاغذات کا چیف کورٹ

پیشی مقدمہ در چیف کورٹ

ہم اوسکو

ہم اوسکو پہن کر گہر لو اوینگے چیف کورٹ کا التوا بہت لمبا ہوا غالباً ولایت تک کی رائے
ہمکو خلاف قانون قید کرنے پڑی گئی - ۲ مئی تاریخ شنالے حکم پہانسی سے ۱۶ ستمبر تک ہم
پہانسی گہر مین بند رہے - اہالیان جیل ہمارے پہانسی دینے کا سامان تیار کر رہے تہے
اور ادہر ہم انگریزون کا تماشہ بن رہے تہے صدہا صاحب لوگ اور میم روزانہ ہمارے دیکہنے

اکثر یورپین کا ہمارے دیکہنے کو پہانسی گہر مین آنا

کو پہانسی گہر مین آتے مگر بخلاف دوسرے عام پہانسی والون کے ہم کو نہایت شادان اور
فرحان پاکر یہہ یورپین زوار بہت تعجب کرتے اور اکثر ہمکو پوچہتے کہ تمکو بہت جلد پہانسی
ہوگی تم خوشی کسواسطے کرتے ہو ہم اوسکے جواب مین صرف اسی قدر کہدیتے کہ ہمارے
مذہب مین خدا کے راہ مین ایسے ظلم سے مارے جانے پر درجہ شہادت کا ملتا ہے اسواسطے
ہمکو خوشی ہے - شان الہی سے ہم پہانسی گہر مین ہی تہے کہ بقرا عید آگئی ہمکو خیال ہوا

پہانسی گہر مین بقرا عید کو پلاؤ قورمہ غیب سے پہونچنا

کہ آج مسلمان خوب قربانی کا گوشت اوڑاتے ہونگے - اس خیال کے تہوڑی دیر بعد پلاؤ
اور قورما اور قلیہ اور کباب وغیرہ بقرا عید کے کہانے سب ہماری واسطے اوسی پہانسی
گہر مین غیب سے موجود ہوگئے - ہمنے خوب سیر ہوکر کہایا اور شکر ادا کیا - ایک دن رات
کو اوسی پہانسی گہر مین ہم تینون آدمی ایک جگہہ بیٹہے ہوئے باتین کرتے تہے کہ اوسوقت
ہمارے سب محافظ آپسمین صلاح کرکے ہمسے کہنے لگے کہ تم تینون آدمی اسوقت اندہیری

خود محافظین کا فرار کی ترغیب دینا

رات مین بہاگ جاؤ ہمکو بجرم غفلت کچہہ قید وغیرہ کی سزا ہوجاوے گی سو ہم اوسکو بہگت
لیوینگے لیکن تمہاری تو جان بچ جاوے گی ہم لوگون نے یہہ بات سنکر اونکی ہمت
اور نیت خیر کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ خداوند کریم دونون جہان مین اس نیک نیتی کا اجر
تمکو دیوے مگر ہم نہین بہاگینگے جب خدا چہوڑاوے گا آپ سے آپ چہوٹ جاوینگے
اور مین نے یہہ بہی کہا کہ جب اوسکی مرضی نہتی تو بہاگا ہوا مین علی گڑہ سے پکڑا ہوا آگیا
اب ہم سے ایسی حرکت نہوگی - بقول شاعر * رشتہ در گردنم افگندہ دوست
میبرد ہرجا کہ خاطر خواہ اوست *

وفات قاضی میان جان

جب ہم پھانسی گھر مین قید تھے تو قاضی میان جان صاحب بیمار ہوکر ہسپتال مین گئے مگر ہسپتال سے بھی اکثر ہماری ملاقات کی واسطے پھانسی گھر مین آیا کرتے تھے۔ اپنے مرنے سے ایک دو دن پہلے اونہون لے خواب دیکہا تہا کہ ایک تخت جواہر نگار آسمان سے اوترا اونکو اوسپر بٹہلاکر آسمان پر لیگئے اوسکے دوسرے دن اونکی وفات ہوگئی اور تعبیر خواب یہی ہوئی کہ وہ تخت فردوس برین سے اونکے لینے کے واسطے آیا تہا اور لیگیا۔ یہہ بزرگ ہم لوگون مین سب سے زیادہ مسن تہے مگر باایہمہ بڑے صابر اور مستقل مزاج تھے خداوند کریم اونکو جنت نصیب کرے۔ ہمارے ہمراہیون لے اونکو غسل اور کفن دیکر اور اونکی نماز جنازہ پڑہ کر گورستان مین لیجا کر اونکو دفن کردیا۔ جب ہم پھانسی گھر مین بند تھے اونہین ایام مین ایک رات کو

وفات والدہ مولف

سنا تہا کہ میری والدہ کو ایک سانپ لے کاٹا۔ سنا ہے کہ وہ بھی بہت استقلال سے جان بحق تسلیم ہوئی۔ بہت لوگون لے کچہہ شرک جہاڑ پہونکنے والونکو بولاکر اونکی صحت کے واسطے کچہہ رسومات شرک کرنا چاہا تہا مگر اونہون لے فرمایا کہ میرے گہر سے شرک بدعت مدت سے اوٹہہ گیا ہے اب مین اپنے بیٹے کی غیر حاضری مین اپنے گہر مین شرک نہونے دونگی۔ جب اوسکے مرلے کی خبر ہمکو پھانسی گہر مین پہونچی تو مولوی یحیٰی علی صاحب لے مراقبہ مین اوسی رات کو دیکہا کہ وہ بڑی شان شوکت سے جنت مین ہین مولوی صاحب لے اُن سے پوچہا کہ یہہ مرتبہ عالی آپکو کس سبب سے ملا اونہون لے فرمایا کہ میرے بیٹے کی مصائب پر صبر کرنیکے سبب سے مجکو میرے ربّ لے بخشدیا اور یہہ درجہ عنایت کیا۔

پیشین گوئی ہونا قبل از موقوفی حکم پھانسی

ایک یہہ بات بھی اس مقام پر قابل تذکرہ ہے کہ جس زمانہ مین ہم لوگ پھانسی گہر مین قید تھے اونہین ایام مین ایک مقبول بارگاہ الہی پر اللہ رب العزت لے یہہ منکشف کرادیا تہا کہ ہم لوگون کو پھانسی نہوگی اور کالے پانی کو جانا ہوگا اور مین وہان سے پہر زندہ باعزت واپس آؤنگا۔ ہماری پھانسی کی موقوفی کا حکم اس پیشین گوئی کے کوئی دو ماہ بعد ہوا مگر ہم لوگون مین اس پیشین گوئی سے پورا پورا یقین کالے پانی کو جالے اور موقوفی پھانسی کا

ہوگیا تہا چنانچہ مین نے اپنے بہائی اور بعض دوستون کو اُسی وقت اِس خوشخبری کی
اطلاع بہی لکہدی تہی مگر اوسوقت کہ جب ساری سلطنت انگریزی باتفاق ہماری پہانسی
دینے پر مستعد تہی اور ظاہرا کوئی صورت موقوفی پہانسی کی نظر نہ آتی تہی شاید کسی کو اِس
پیشین گوئی کا یقین ہوا ہو کیونکہ وہ ایک ایسا وقت تہا کہ اگر کوئی شخص ہمارے واسطے
ذرہ بہی کلمہ خیر کہتا تو قید ہو جاتا تہا بیسیون آدمی ہمارے شہر کے فقط اسی قسم کے قصور مین
قید ہو گئے کہ اونکے پاس سے کوئی ایک میرا اسباب نکل آیا یا بعد ضبطی و نیلام میرے مکانات
کے میرے بال بچون کو کسی نے اپنے گہر مین رہنے کو جگہہ دیدی اُس وقت اگر شاہ روم بہی
میری سفارش انگریزون سے کرتا تو کبہی منظور نکرتے ایسی حالت مین موقوفی پہانسی
کی محض غیر ممکن اور بعید از قیاس تہی ۔ اب اوس مقلب القلوب کی ظاہری کارروائی
کو سنئے جب بہت سے صاحب اور میم ہمکو پہانسی گہر مین نہایت شادان اور فرحان دیکہہ گئے
تو یہہ خبر جا بجا صاحب لوگون مین پہیلا تب تو اون صاحب لوگون نے جو ہماری جانی دشمن
تہے یہہ خیال کیا کہ ایسے دشمنون کو منہہ مانگی موت شہادت دینا نہین چاہئیے بلکہ
اونکو کالے پانی بہیج کر وہان کی مصائب اور سختیون سے ہلاک کرانا چاہئیے ۔ ہم نے دیکہا
کہ مطابق اوسی ہماری پیشین گوئی کے ایکایک صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ ۲ ستمبر کو پہانسی
گہر مین تشریف لائے اور چیف کورٹ کا حکم ہمکو پڑہ کر سنا دیا کہ تم لوگ پہانسی پڑنے کو
بہت دوست رکہتے ہو اور شہادت سمجہتے ہو اسواسطے سرکار تمہارا دل چاہتی سزا ہمکو نہین
دیوے گی تمہاری پہانسی سزا دائم الحبس بعبور دریائے شور سے بدلی گئی ہے بمجرد سننے
اِس حکم کے ہمکو پہانسی گہر سے نکال کر دوسرے قیدیون کے ساتہہ بارگون مین ملا
دیا اور جیلخانہ کے دستور کی موافق مقراض سے ہماری داڑہی موچہہ سر کے بال وغیرہ
سب تراش کر منڈہی بہیڑہ بنا دیا ۔ اوسوقت مین نے دیکہا کہ ہماری مولوی یحیی علی
صاحب داڑہی کے کترے ہوئے بالون کو اوٹہا اوٹہا کر کہتے تہے کہ افسوس نکر تو

تبادلہ حکم پہانسی کا ساتہہ حبس بعبور دریائے شور کے

داڑہی موچہہ کا مونڈا جانا

خدا کی راہ مین پکڑی گئی اسکے واسطے کترنی گئی۔

ایک تماشہ قدرت الہی کا اور بھی قابل ذکر کرنے کے ہے اور وہ یہہ ہے کہ بوجہہ میری بہاری مُجرم ہونے کے میرے واسطے ایک ریشمین رسّہ اور پھانسی کی لکڑی خاص طور پر نہایت مضبوط تیار ہوئی تھی مگر زبردستی تقدیر سے میری پھانسی تو موقوف ہوگئی اوسی اثنا مین بجرم قتل ایک خاص ولایت زاانگلستمین گورہ کو پھانسی کا حکم ملا اور وہ سب سامان پھانسی جو میرے واسطے تیار ہوا تھا اوس بیچارے یورپین ہم قوم کے نصیب ہوا چاہ کندہ را چاہ درپیش جو رسّہ بڑی اہتمام سے میرے گلے مین ڈالنے کے واسطے تیار ہوا تھا اوس قادر مطلق مقلّب القلوب نے ایک ذات بھائی کے گلے مین ڈلوایا اور مجکو صاف بچا لیا اس وقوعہ عجیبہ کے بعد لوگ اس اسرار الہی کو ایک بڑی آیات الہی سے سمجھتے تھے اسی سبب سے بعد پھانسی اوس گورہ کی وہ رسّہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تبرکاً لوگون مین تقسیم ہوگیا۔ اس مقام پر کوئی یہہ خیال نکرے کہ کسی کالے حیوان کے قتل پر یہہ یورپین پھانسی پائے تھے ہرگز نہین کیونکہ ابتدائی عملداری سرکار سے اوس پاک بوم کے لوگون نے ہزارون کالے حیوان مار ڈالے کبھی کسی کو وطنی بھائی ڈاکٹر نے مسئلہ علم تشریح سے صاف نکلوا دیا کبھی بھائی ہندون کی جوری نے چھوڑ دیا کبھی پولس یا مجسٹریٹ کی مہربانی سے بوجہہ عدم ثبوت رہا ہوا اگر کسی ایسے ہی بدبخت نے کوئی حیلہ نہ پایا اور نوبت بسزا ہی پہونچی تو کالون کے قتل پر فقط جرمانہ یا ایک دو ماہ قید خفیف کی سزا ہوئی اور جہان قید مین بھی ہمارے نوابون سے زیادہ اونکے واسطے سامان عیش مہیا رہتا ہے یہہ مقام اس بحث کا نہین ہے اسی قدر پر اکتفا کرکے اب آگے ہماری بپتا کو سُنیئے۔

دوسری فجر کو ہم تینون آدمی بھی دوسری قیدیون کی ساتھہ مشقت مین بھیجے گئے۔

نبی بخش داروغہ جیل اور رحیم بخش نایب داروغہ اور دوسرے سب دیسی افسر گو ہمارے اوپر عنایت فرماتے تھے مگر بوجہہ خوف صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل کے ہم تینون آدمیونکو کاغذ کوٹنے

میرے ریشمین رشتہ سی ایک یورپین کا پھانسی پانا

کی ڈہینکلی مین جو اوس جیل مین سب سے زیادہ سخت کام ہے دیدیا۔ تہوڑی دیر تک
جب ہمنے اوسکو ہاتہون سے ہلایا تو ہاتہ شل ہوگئے مگر اوسی وقت ڈاکٹر ہٹسن صاحب عرف
ریلو سپرنٹنڈنٹ جیل کاغذ گہر مین تشریف لائے اور ہمکو ڈہینکلی کے سخت کام مین دیکہہ کر
داروغہ پر بہت خفا ہوئے اور ہم کو اوس سخت کام سے نکال کر محمد شفیع اور مولوی یحیی علی
صاحب کو تو سوت کہولنے کے آسان کام مین دیدیا اور میرا ہاتہہ پکڑ کر مجکو ایک ناد کلی کے
پاس جسمین کاغذ پہاڑ کر بہگوتے تہے لیگئے اور مجہہ سے فرمایا کہ یہہ دفتر کی ردی ہے غالبًا
تمہارے ہاتہہ کے لکہے ہوئے کاغذ بھی اسمین ضرور ہونگے تم اپنا دل بہلانے کو ان کاغذات
کو ٹکڑے ٹکڑے کرو اور ردی کو پہاڑ کر اس ناد مین ڈالتے جاؤ۔ بفضل الہی یہ میری مشقت
بھی دل لگی اور تفریح طبع سے خالی نہ تہی۔ اور ہمارے دوسرے ساتہی بھی تائید
الہی کیسی سخت کام مین نہ تہے۔ دن بہر کام کرکے رات کو بارگ مین جاکر سو رہتے۔

جیل کی مشقت جو ہمکو ملی۔

جب ہم جیل مین گئے تو قیدیون کو روٹی اور دال اور ہفتے مین دو یا تین دن
ترکاری تیل سے بگہاری ہوئی ملا کرتی تہی گہی اور گوشت یا دودہ دہی کبہی کسی
قیدی نے ابتدائے عملداری سرکار سے خواب مین نہ دیکہی ہوگی اب تائید الہی کا کار
خانہ دیکہئے ہمارا جیل مین داخل ہونا تہا کہ بحکم انسپکٹر جنرل محبس پنجاب کل قیدیان
پنجاب کو عمدہ گوشت اور گہی اور دہی ملنے لگی بیایون پر بیالے اس گوشت کے ہمارے
واسطے لائے جاتے اور سب قیدی ہمکو دعا دیا کرتے کہ تمہارے سبب سے ہم نے بھی یہہ نعمتین کہائین
مگر کیفیت یہہ کہ جب تک ہم جیل ہائے پنجاب مین رہے تب تک یہہ چیزین سب جیلخانون
مین برابر ملتی رہین ہمارا کالے پانی کو روانہ ہونا تہا کہ پہر وہ چیزین ایکقلم بند ہوگئین
بلکہ بجائے گیہون کی روٹی کے ہمارے جانے کے بعد جوار باجرے کی روٹیان بیچارے قیدیونکو
ملنے لگین ٭٭ ہم جیل انبالہ ہی مین تہے کہ وبائی بخار معہ سرسام بڑے زور شور سے
قیدیون مین پہیلا کوئی چہارم قیدی اوسی مرض سے فوت ہوگئے۔ یہہ کیفیت تہی

ہمارے جانے پر گوشت دہی گہی قیدیونکو سرکار سے ملنے لگا۔

ہمارے ہوتے جیل میں وبا پڑنا۔

کہ ایدہر بخار آیا اودہر سرسام ہوا اور جہٹ سے مرگیا مہینے دو دو مہینے کی میعاد والے قیدی بھی بہت مرگئے جیل کے باہر خیمے کہڑے کرکے قیدیونکو وہان لے گئے مگر حضرت بخار وہان بھی ساتھ ہی گئے - یہہ خاکسار بھی اوس وباء عام سے نہ بچا اور سخت بیمار ہوکر شفاخانہ جیل مین داخل ہوا ڈاکٹر ٹیلبن صاحب بہت توجہہ اور دل سے میرا علاج کرتے تھے لیکن بخار کو ذرہ بھی افاقہ نہوا گو سرسام کی نوبت نہ پہونچی تھی مگر مین بے آب و دانہ چند روز تک بیہوش پڑا رہا انگریزی دوا ذرہ بھی اثر نکرتی تھی لاچار ہوکر ڈاکٹر صاحب نے مجہہ سے فرمایا کہ تم اپنے گہر مین بخار کے واسطے کیا دوا کہاتے تھے مین نے کہا ہندوستانی دوائین کہاتا تہا اور ایسے مرض مین مین نے انگریزی دوا کبھی نہین کہائی غالباً اس سبب سے اونکا کچہہ اثر مجہپر نہین ہوتا تب اونہون نے فرمایا اون دوائیون کا نام تمکو معلوم ہے مین نے کہا مجکو معلوم ہے تب اونہون نے کہا اچہا وہ دوائین ایک کاغذ پر ہمکو لکہدو ہم بازار سے تمہارے واسطے منگوا دیوینگے۔

ہندوستانی دوائین مولف کیواسطے جیل مین آنا۔

تب مین نے۔ مربہ سیب و مربہ بہی و شربت انار و شربت بنفشہ و نیلوفر و ورق نقرہ وغیرہ عمدہ عمدہ اور مزیدار و مقوی و مفرح دوائیان ایک پرزہ کاغذ پر لکہدین اونہون نے اوسی وقت وہ سب بازار سے منگواکر میرے حوالہ کردین ماری بیماری کے زبان کا مزہ تو بگڑا ہوا تہا مین نے مزہ سے اونکو یکے بعد دیگرے کہانا شروع کیا بخار تو قسم محرقہ سے تہا اون شربتون کے استعمال سے دوسرے دن دفع ہوگیا اور مربون اور اوراق نقرہ سے بدن اور معدہ مین طاقت اور قوت بھی آگئی۔ ڈاکٹر صاحب نے جب دوسرے دن مجکو تندرست پایا تو بہت خوش ہوئے اور قوت کے واسطے شوربا گوشت اور دودہ میرے واسطے مقرر کردیا۔

مجکو اس مقام پر اس دولت دنیا اور حشم و جاہ کی ناپائداری اور حالت بیحالی اور ہرجائی کا تہوڑا سا ذکر کرنے کا بھی موقع ملا ہے اور اوسکی کیفیت مختصر اسطرح پر ہے کہ ۱۲ تاریخ دسمبر کو اپنی خانہ تلاشی سے تہوڑی دیر پہلے تک مین ہزارون روپیہ کی جایداد منقولہ غیر منقولہ مثل مکانات و دکاکین و اراضی و چاہ و باغات وغیرہ کا مالک تہا

مولف کا دمِ دولت یک شب مین دوسرے ہو جانا۔

ہزارون آدمی میری رعیت رہتے تھے ایسے بڑے شہر کا ممبر دار تھوڑی اور گاڑیون مین سوار ہوا پھرتا تھا ہر ایک کام کے مرد عورت میرے گہر مین نوکر چاکر تھے یا اوسکے چند گھنٹے پیچھے جب بعد تلاشی مین فرار ہوگیا وہ سب جاہ و حشم خاک مین ملگیا بوجہہ میری فراریا زیادہ غصّہ کے انگریزون نے قبل از صدور حکم آخیر مقدمہ کی میری کل جایداد قرق کرلی دوسرے دن خود میرے عزیزون کو کوئی اپنے برآمدہ مین بھی کھڑا ہونے دیتا تھا ایک ہی رات مین وہ سب مال دوسرون کا ہوگیا میرے وارثون کو اسقدر موقع بھی ملا کہ کوئی جایداد قبل از قرقی علیحدہ کر لیوین اور بعد صدور حکم ضبطی جب میرے بھائی نے جو نصف کا وارث تھا اپنے حصّہ کا دعوی کیا اوسکو بھی فقط ایک کوٹھری دیکر کل جایداد منقولہ غیر منقولہ ضبط کر کے نیلام کردی - مینے بنظر دور اندیشی اپنے حصّہ کی کل جایداد کو اپنی بیوی کے مہر مین مکفول کر کے ایک بیعنامہ شرعی اوسکے نام لکھدیا تھا وہ بیعنامہ بھی پیش ہوا مگر مارے غصّے اور تعصب کے کسی نے بھی نہ سنا - اور میری بیوی کو معہ دو نابالغ بچون کے خود آپ ہاتھہ پکڑ کر گہر سے نکال دیا -

بعد تبدیلی حکم پہانسی کے ہم ستمبر ۱۸۶۴ع سے فروری ۱۸۶۵ع تک جیل انبالہ مین رہے اکثر اوقات محمد شفیع کے گہر سے بہت سا کہانا عمدہ عمدہ قسم کا ہمارے واسطے آیا کرتا تھا اور ہملوگ اوسکو جیل مین نعمت غیر مترقبہ سمجھہ کر بڑے مزے سے کہایا کرتے اور شکر الٰہی بجا لاتے یہان تک اپنی تعریف آپ لکہہ کر میرا نفس بہت پہول گیا ہے اور اکثر مقامات پر اپنی تعریف مین بہت مبالغہ کرنا چاہتا ہے اسواسطے یہان اسکے دو عیب بھی تحریر کردون تاکہ اس موذی خود پسند کو ذرہ ذلت ہو اور پھر مجکو مبالغہ کرنیکی ترغیب نہ دے - اور وہ یہہ ہین کہ ایک دن رات کو جب ہم ایک مقفل بارگ مین سوتے تھے ایک سپاہی محمد شفیع کے گہر سے پلاؤ لیکر آیا - ایک جنگلے کے راہ سے وہ پلاؤ لینے کو مین گیا - پلاؤ لیتے وقت میرے اس نفس سے نہ رہا گیا ایک بڑی سی بوٹی پلاؤ کی اوٹھا کر منہہ مین ڈال لی اور تھوڑا

سا جیا کر جھٹ پٹ اوسکو نگل لینا چاہا وہ مسروقہ مال حلق مین کیسے اوترے ۔ وہ حلق
مین جاکر اٹک گئی نہ نیچے جاتی تھی نہ اوپر آتی تھی میرا دم بند ہوگیا مین لڑکہڑا کر گر پڑا وہ
نفس کا عیب ہماری سب ساتھیون پر ظاہر ہوگیا جب میرا گلا ملا گیا تو وہ بوٹی بجنس باہر نکل
آئی مین نے اپنی جان بری اور مال مشتبہ حلق سے نیچے نہ جانے پر شکر الٰہی کیا گو محمد شفیع
سے ہمارا معاملہ واحد تہا اور اوسکی معناً اجازت بھی ہر طرح سے ہمکو حاصل تھی مگر تو بھی یہہ
حرکت سفلانہ اور نہایت نازیبا تھی مگر حمد ہے اللہ کا کہ اوسنے نفس موذی کو بھی وہ ذلت
دلائی کہ اب تک اوسکو یاد ہے اور مجکو اوس مال مشتبہ یا مسروقہ کے کہانے سے بھی محفوظ
رکہا ایک اس سے بڑہ کر اپنے نفس کی شرارت کا حال اور سناتا ہون ایک دفعہ دس روپیہ کا
نوٹ جیل انبالہ مین بذریعہ ڈاک منشی عبد الغفور ہمارے ایک ساتھی کے گھر سے میرے پاس آیا تہا
اوسوقت میرے بہائی کو کچہہ روپیہ کی ضرورت تھی مین نے منشی عبد الغفور سے اوسکے آنے
کی کچہہ اطلاع نہین کی اور باہر سے باہر اپنے بہائی کو وہ نوٹ دلا دیا جب منشی عبد الغفور کو
اسکی اطلاع ہوئی تو اوہنون نے میری کچہہ شکایت نکی کیونکہ وہ میرے گہر مین برسون تک
رہے تہے اور مجکو اپنا بزرگ جانتے تہے اور اوسی بہروسے پر میرے نفس نے یہہ جرات بھی
کی تھی تاہم دوسرے لوگون نے مجہپر بہت طعن لعن کئے مگر مین کیا کرون میرے مین اسوقت
اسقدر طاقت نہ تھی کہ دس روپیہ اونکو پہر دیدون لیکن بعد پہونچنے پورٹ بلیر کے جب میری
ہاتہہ مین پہلے روپیہ آیا تو مین نے وہ دس روپیہ بذریعہ نوٹ اونکو جیل لاہور مین بہیجدیے
اور اب بعد اظہار ان ہر دو عیب اپنے نفس کے اللہ رب العزت سے امید کرتا ہون کہ
مجکو معاف فرماوے اور میدان محشر مین نیکون کے سامہنے مجہے ذلیل نکرے ۔

جس زمانہ مین ہمارا اپیل چیف کورٹ پنجاب مین دایر تہا اوسوقت ہمارے وکیل پلوڈن
صاحب نے ہمکو یہہ خبر دی تھی کہ انگریزون کا یہہ ارادہ ہے کہ اگر عند الاپیل ہم لوگ
چیف کورٹ پنجاب سے رہا ہوجاوین تو خیر ہے ورنہ بعد نامنظوری اپیل کے یہہ لوگ مولوی

احمد اللہ صاحب کے اوپر منجملہ ہم گیارہ نفر سزا یافتہ کے جھوٹے گواہ سکھلا پڑھا کر بنانے
شروع ہوئے میر مجیب الدین تحصیلدار جو کسی قصور رشوت ستانی میں جیلخانہ میں قید تھا
اور بظاہر ہم لوگوں سے بڑے اخلاق سے پیش آتا تھا اوسکو انگریزوں نے وعدہ دیا کہ اگر تم
بہکا سکھلا کر اہنیں میں سے کسی آدمی کو مولوی احمد اللہ صاحب کی اوپر گواہ بنا دو تو تمکو رہا کر کے
پھر تحصیلدار کر دیوین گے چنانچہ اپنی دُنیوی بھلائی کی اُمید پر اس نے اپنی کارروائی
شروع کی مگر جب ہماری کان میں اوسکے بہکانے اور گواہ بنانے کی خبر پہنچ گئی تو ہم اپنے
ساتھیوں کو یہہ کہکر کہ بھائیو ہماری دُنیا تو خراب ہو گئی ہے اب فقط دین باقی رہگیا ہے
جھوٹے گواہ بنکر اوسکو نہ بگاڑو کہیں تمہاری وہ مثل نہو جاوے کہ دو نو طرف سے گئے
پانڈے ایدہر حلوا نہ اودہر مانڈے جسقدر دن وہ شیطان گواہ بنانے کی ترغیب دیتا اوسکا
اثر ہماری تھوڑی دیر کی نصیحت سے پہر رفع ہو جاتا اسواسطے اوسنے صاحب لوگوں سے
کہا کہ جب تک یہہ شخص (مولف) اور مولوی یحیی علی صاحب اسی جیل میں رہینگے تب تک
کوئی گواہ نہین ہو سکتا اسواسطے ۲۲ فروری ۶۵ سنہ کو مجھکو اور مولوی صاحب موصوف اور
میان عبد الغفار کو سنٹرل جیل لاہور کو روانہ کردیا اور محمد شفیع و عبد الکریم و الٰہی بخش و
منشی عبد الغفور وغیرہ کو جیل اپنا اوسی رکہہ لیا پس ہمارا اس جیل سے روانہ ہونا تھا کہ محمد شفیع
و عبد الکریم وغیرہ گواہ سرکاری ہو کر پٹنہ کو روانہ ہو گئے اور اونکی شہادت پر لیاہ وقت شمس الاسلام
مولوی احمد اللہ صاحب بماہ مئی ۶۵ سنہ دائم الحبس بعبور دریائے شور مع ضبطی جائداد کے
سزایاب ہو کر ہم سے پہلے جون مہینے مین داخل انڈمان ہو گئے اور پھر ۱۸۷۱ سنہ تک جو جو مقدمات
گرفتاری وہابیان مثل مقدمہ امیر خان صاحب سوداگر چرم و مولوی تبارک علی صاحب
مولوی امیر الدین صاحب ساکن پٹنہ و ابراہیم منڈل ساکن اسلام پور ہوتے رہے بھی
معمولی گواہ یا گوئندہ سرکار جھوٹی گواہی دینے کو بولائے جاتے تھے اور مین نے خود بھی
سے ایک گواہ کی زبانی سُنا ہے کہ جب کبھی گواہی خلاف دینے سے ہم نے انکار بھی کیا

تو ہمکو یہہ کہا گیا کہ تم لوگ سٹرٹیفیکیٹ طور پر فقط اسی گواہی دینے کے واسطے بطور گوینده رکہے گئے ہو اگر تم گواہی ندوگے تو پہر تمکو داہم الحبس کرکے پہلے ہی وارنٹ پر کالا پانی کو بہیجا جاکا جب مین اپنا انبالہ جیل سی لاہور جانے کو تیار ہوا تو میری بیوی بچے بھی میری ملاقات کو جیل پر آئے تھے جسدن میری ملاقات اُن لوگون سے ہوئی ماہ رمضان تہا اور مین روزے سے تہا جیل کے باہر ایک کوٹھری مین بہت دیر تک میری اونکی بات چیت رہی میرا گیرو الباس اور کمبل کا کرتہ اور پانو مین بیڑی دیکھہ کر میرے اقربا بہت متعجب اور غمگین ہوئے مگر مین نے اونکی بہت تسلی کی اور ایمان اور صبر کا مضمون اونکو سمجہایا۔ اسیدن کوئی سوا برس کے بعد مین نے اپنے بیٹے محمد صادق کو بھی دیکہا تہا ایسا بڑہ گیا تھا کہ مین نے مشکل سے اوسکو پہچانا یہہ گویا اُس سے میری آخری ملاقات تھی پہر دوبارہ مین نے اوسکو اس دُنیا مین نہین دیکہا۔

وقت روانگی لاہور مولف کے جورو بچے اگر ملاقی ہوئے

۲۲۔ فروری ۱۸۶۵ء کو ہم جیل لاہور کو روانہ ہوئے۔ گیرو الباس جوگیانہ صورت کمبل اوڑہے ہوئے بیڑی ہتہ کڑی کے زیور سے آراستہ پیراستہ ہم منزل درمنزل کوچ در کوچ چلے جاتے تھے دو ایک گاڑیان بھی ہمارے ساتھہ تہین بقدر تینتیس چالیس قیدیون کے ہم جیل انبالہ سے روانہ ہوئے تہے سب پا پیادہ چلتے تھے جب کوئی تہک جاتا تو اوسکو گاڑی پر بھی سوار کرلیتے تھے ورنہ پاپیادہ خلخال آہنی کو پہن چہناتے چلے جاتے تھے خیر سوا برس کے بعد جو ہم نے باہر کی ہوا کہائی اور راستے مین جو چاہتے سو خرید کر کہاتے اور مولوی یحییٰ علی صاحب کی بردم مصاحبت اس سبب سے ہمکو تو اوس سفر مین دن عید اور رات شب برات ہوگئی تہی۔ اتفاق حسنہ سے جسدن ہم نیا گیرو الباس پہن کر اول منزل سے روانہ ہوئے۔ تو مہاراجہ مہندر سنگہ والی پٹیالہ کی برات بڑی دہوم دہام سے ادہی راہ سے عین ہمارے آگے جنوب سے شمال کو جاتی تھی اسوقت سورج نکلتا تہا۔ فجر کا سہانا وقت آخیر فروری کے گلابی جاڑے تھے ایک طرف سورج کی کرنون مین بارات کی سونا چاندی اور تاش بادلہ اور ہیرہ مرصع کی چمک دوسری طرف ہماری بیڑی ہتہکڑی

روانگی لاہور

راجہ پٹیالہ کی برات اور ہمارے چالان کا راہ مین ملنا۔

لے لوہے کی دمک اودہر دوشالون اور کمخواب وبانات کا رنگ ادہر ہماری جولیانہ لباس
اور کمبلون کی سیاہی سفیدی کا ڈہنگ اودہر ہاتہی گہوڑون کی ہنکار ادہر ہماری بیڑیون
اور ہتہ کڑیون کی جہنکار ایک دوسری کے مقابل اس دنیا فانی کی عزت وذلت اور کمی
بیشی مدارج کا فرق عجب خوبی سے دکہلا رہی تھی مگر افسوس کہ یہہ راجہ غالباً جسنے ہمکو اوس وقت
بڑی چشم حقارت سے دیکہا ہوگا میری واپسی ہند سے بہت برس پہلے راہی ملک بقا ہوا۔
جہان امیر فقیر دونون خالی ہاتہ جیسے آئے تہے ویسے ہی حاضر ہوتے ہین۔ اور اوسنے اس
عروس دنیا سے جسکے واسطے اسقدر دہوم دہام تھی بہت ہی تہوڑا فایدہ اوٹہایا۔ قُلْ مَتَاعُ
الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (کہہ فایدہ دنیا کا بہت تہوڑا ہے) اوسپر خوب صادق ہوا ہم جو ایک مدت دراز کے بعد جیل کی تنگ
تاریک کوٹہریون سے باہر میدان مین پہونچے تو ہمکو بھی مہاراجہ پٹیالہ کے باراتیون کی خوشی
سے کم خوشی نہ تھی ہم ہر طرح سے اوڑے چلے جاتے تھے جن جن قیدیون کے پاس کچہہ
نقد تہا اوسکا جو کچہہ چاہتے راہ مین خرید کر کہاتے اور خوشی مناتے۔ لودہانہ پہلور جالندہر
امرت سر ہوتے ہوئے آخر منزل پر لاہور مین شالا مار باغ کے سامنے ہر کسی نے اپنا اپنا
من بہر کر جو چاہا سو کہالیا کیونکہ جیل مین جاکر تو سوائے معمولی کہانے کے دیگر چیزین ملنی محال بلکہ جرم ہین۔

لاہور جیل مین پہونچنا

قریب ۴ بجے شام کے ہم لوگ سنترل جیل لاہور کے دروازہ پر پہونچے اور ہماری چالان کی
کل قیدی ایک قطار کر کے دروازہ جیل پر بٹہلا دئیے گئے۔ اول ایک کشمیری ہندو دارغہ
آیا اوسنے پہلے ہماری مقدمہ والونکو بغور تمام دیکہا اور کسی قدر افسوس بہی کیا اوسکے بعد
ڈاکٹر گرے صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل رونق افروز ہوئے اوہنون نے سب سے اول ہم لوگون

ہمارے پاؤن مین ایک اڑا ڈنڈا ڈالا گیا۔

کا ملاحظہ کیا اور بڑے غصہ سے حکم دیا کہ ایک ایک اڑا ڈنڈا ابہی ان لوگون کے پاؤنمین
ڈال دو چنانچہ بمجرد صدور اس حکم کے لوہار ڈنڈے آہنی لیکر حاضر ہو گئے اور ہمارے دونون
پاؤن کے دونون کڑون کے درمیان سے ایک ایک اڑا ڈنڈا جو ایک فٹ (۵ گرہ) سے
زیادہ لمبا نہ تہا ڈال دیا گیا یہہ حکم از راہ تعصب فقط ہم ہی لوگون کے واسطے تہا اور

تمام جیل پسایا ہمین ہم نے کسی قیدی کے پانؤمین بیہڑ نہ انہین دیکہا - چلنا پہرنا اوٹہنا بیٹہنا نہایت مشکل ہوگیا اور رات کو پانؤ پسار کر سونا بہی محال تہا - اوس جیل کے بیچ مین ایک برج اور اوسکے جوگرد آٹہ علیحدہ علیحدہ بارکین مع صحن اور کارخانہ مشقت کے بنے ہوئے تہے - صاحب موصوف نے حکم دیا کہ اس مقدمہ کے جتنے قیدی ہین ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بارکون یا نمبرون مین رکہو تاکہ ایک دوسرے سے ملنے نپاوین - اپنے دوستون سے جدا ہونا اوس آہنی ڈنڈے سے بہی بڑہ کر ہم پر شاق ہوا - مجکو نمبر اول مین جو سب سے زیادہ سخت تہا لیگئے لیکن قریب ۶ بجے شام کو اوس سپرنٹنڈنٹ کے دلمین خیال آیا یا کہین سے کوئی خبر یا حکم پہونچا کہ یہہ قیدی آمدہ جیل انبالہ ہماری والے جیل سے آئے ہین انکو دوسرے سب قیدیون سے علیحدہ رکہنا چاہئیے تاکہ انکی بیماری اس جیل مین بہی نہ پہیل جاوے وہی پہلا نمبر جہان مین بند تہا اونکے علیحدہ رکہنے کے واسطے تجویز ہوکر ہمارے کل ساتہی بلکہ سارا چالان اوسی بارک مین جمع ہوگیا اور ہم آپسمین ملکر بہت خوش ہوئے اور اس حکمت الٰہی اور اسرار مکنونہ پر سجدہ شکر بجا لائے بوجہہ ہونے ایک مسلمان جمعدار اوس نمبر کے ہمکو کچہہ مشقت بہی نکرنی پڑی اور ایک ہفتے کے بعد اوس سپرنٹنڈنٹ نے خود مجکو اوسی نمبر کا منشی مقرر کردیا مگر وہ ڈنڈا جو غالباً کسی بڑے حاکم کے حکم سے تہا بدستور زیب پا رہا جسکے سبب سے جب ہر فجر کو صاحب سپرنٹنڈنٹ وہان تشریف لاتے تو مجکو ہر قیدی کی مشقت کا حساب دکہلانے کے واسطے مثل ہرن کے اوچہل اوچہل کر اونکے ساتہہ رہنا پڑتا تہا -

ایک دن مین اپنے نمبر مین ایتوار کے دن اپنے بستره پر بیٹ مین بیٹہا ہوا تہا کہ ناگہان صاحب سپرنٹنڈنٹ ہمارے نمبر مین پہونچے اور کل قیدیان نمبر کی تلاشی کرنیکا حکم جاری کیا - بعد دیگرے میرے بستر کی بہی تلاشی ہوئی جسمین کچہہ تہوڑا سا لپٹا ہوا نمک میرے بستر سے بہی برآمد ہوگیا - ایسے قصور پر وہان بیت کی سزا ہوتی ہے

ہم کو علیحدہ علیحدہ بارکون مین رکہنا اور پہر قدرت الٰہی سے جمع ہوجانا

[illegible]

ہوتی ہے اب میں حیران تہا کہ کیا جواب دوں اس میں صندل نام ایک مسلمان قیدی جو جیل انبالہ سے میری ساتھہ آیا تہا اور میری خدمت کیا کرتا تہا بول اوٹہا کہ یہہ بستر اور نمک میرا ہے اسکا نہیں ہے صاحب نے پوچہا یہہ کیسے اوسنے کہا کہ حضور کی تشریف لانے سے پہلے میں اور یہہ دونوں پیشاب کرنیکو پاخانہ میں گئے تہے اس بیچ میں حضور آگئے ہم جلدی سے جو دوڑکر آئے اوس گہبراہٹ میں یہہ میرے بستر پر اور میں انکے بستر پر بیٹہہ گیا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ اس بیان کو سنکر بہت ہنسا اور ہم دونوں کو نمبر سے باہر جہاں بیت لگا کرتے تہے لیگیا۔ دوسرے قیدیوں کو جنکے بستروں سے کچہہ کچہہ نکلا تہا بیت لگنے شروع ہوئے آخیر میں پہر اوسنے ہماری طرف متوجہ ہوکر صندل مذکور سے پوچہا کہ یہہ بات سچ ہے اوس نے کہا ہاں نمک اور بستره تو میرا ہے آگے آپکو اختیار ہے یہہ جواب سنکر اوسنے ہم دونوں کو بری کردیا اور کچہہ سزا نہ دی اور صندل سے کہا کہ اچہا تم مولوی کو بچانا چاہتا ہے ہمنے تم کو بہی معاف کیا جاو آگے کو ہوشیار رہو۔

آخیر اکتوبر ۶۵ء میں ایک بڑا بہاری چالان قیدیوں کا تیار ہوکر ملتان کو روانہ کرنیکا بند وبست ہوا۔ ایک ایک ہتہہ کڑی دو دو آدمیوں کے ہاتہوں میں لگائی گئی میرے ساتہی نے مجہہ سے یہہ رعایت کی کہ میرا بایاں اور اپنا دہنا ہاتہہ ہتہہ کڑی میں ڈلوایا ہماری مقدمہ کی فقط تین آدمی یعنے میں اور مولوی یحیی علی صاحب اور میاں عبد الغفار ملتان کو روانہ ہوئے۔

مولوی عبد الرحیم صاحب کو جو ہماری ساتہہ انبالہ سے روانہ نہیں کیا تہا غالباً وہ دوسری غرض کے واسطے وہاں رکہے گئے تہے اور جیسے میں نے اوپر بیان کیا کہ بعد نامنظوری ہمارے اپیل کے دو کارروائیاں جیل انبالہ میں شروع ہوئیں تہیں ایک کارروائی کا بیان تو میں نے کردیا کہ جس سے عبد الکریم اور منشی عبد الغفور و محمد شفیع و حسینی ساکن پٹنہ و الہی بخش سوداگر نے اس جیل دنیوی سے تو رہائی پائی مگر اوس جیل اخروی کا

لاہوری عبدالرحیم کا سوالات کے پاس سے بلٹ بر آمد ہونا۔

لطف کا قدرت الہی سے اوس الزام سے بری ہوجانا

ملتان کو روانہ ہونا

مولوی عبد الرحیم کا ساتہہ چلنے کے انکے ہمیں رہ جانا۔

کہ جسکے ایکدم سرد سے چھہ مہینے سردی اور ایکدم گرم سے چھہ مہینے گرمی رہتی ہے
کچہہ خیال نکیا اور دوسری کارروائی یہہ تھی کہ قافلہ والونکو یہہ ترغیب دیجاوے کہ وہ ہندوستان
کو چلے آوین اونکو اس ملک مین جاگیر وغیرہ سب کچھہ دیا جاویگا اور سب ہمارے قیدی بھی
چھوڑ دیئے جاوینگے مگر اس آخری کارروائی مین ناکامیابی رہی - وہ فقرا تارک الدنیا
جو اس عملداری کو ملک کفرستان سمجھہ کر مہابن کی پہاڑ مین گوشہ گزین ہوئے مین بھلا
طمع دنیا پر یا ہماری رہائی کی خاطر کیسے اپنا ماموں اور محفوظ گوشہ چھوڑ کر اس ملک کفرستان
مین چلے آتے جب یہہ کارروائی نہ چلی تو ہمارے دو برس بعد مولوی عبدالرحیم صاحب
کو بھی کالے پانی کو بھیجدیا -

جسدن ہم لاہور سے روانہ ہوئے ریل کی اسٹیشن تک سر برہنہ ایک ہاتھہ سے تہامے ہوئے
اور دوسرے ہاتھہ مین ہتھکڑی کی گلچوٹ اور سپاہیون کی مار مار جلدی چلو جلدی
چلو ریل کہل جاویگی - خیر بہرصورت ہم ریل تک پہونچے وہان جاکر ریل کی کوٹہریون مین
ہمکو بند کرکے قفل لگادیا - اور لاہور سے ملتان تک راہ مین کہین نہین کہولا مثل
جانورون یا مال کے گاڑیون مین بہر دیا تہا کوئی آٹھہ بجے رات کے بعد ہم ملتان پہونچے
وہان بھی اندہیری رات مین سر برہنہ رکھے ہوئے کشان کشان اسٹیشن سے جیل
تک پہونچے جہان بے آب ودانہ مثل جانورونکے رات کو بند کردیئے گئے - دو دن ہم
اوس جیل مین رہے شہر کدہر بستا ہے بازار کہان ہے وہ ہم نے آنکہہ سے نہین دیکہا
دو روز بعد وہان سے ایک مین یا گہاٹ دریای سندہ پر جو ملتان سے قریب پانچ کوس
کے ہے ہمکو لیجاکر اگنبوٹ پر سوار کرادیا - سوار ہونے کے بعد ہم سب کو قطار قطار کرکے
اوسپر بٹہلادیا اور سوائے بیڑی اور ہتھکڑی اور ڈنڈ ہی کے جو پہلے سے زیب تن تہے
یہان ایک بڑی موٹی زنجیر آہنی بھی ہمارے بیڑیونکے بیچ مین کو پہنائی گئی کہ جس سے
اپنی اپنی جگہہ سے کوئی ہل بھی نہین سکتا تہا جب تک ہم جہاز پر رہے اپنی اپنی جگہون

ملتان پہونچنا

ملتان سے اگنبوٹ پر سوار ہونا -

پر بیٹھے ہوئے پاخانہ پیشاب کرتے رہتے - اسوقت قریب آدھا آدھا من کے لوہا ہمارے جسم پر پہتا - باجود اسقدر کثرت پانی کے کہ دریائے سندہ ہمارے زیر پا تہا ہم بڑے بڑے تیمم سے نماز پڑہتے تہے - گو ہم جکڑے ہوئے پڑے تہے مگر جیل سے نکل کر اور دوستوں کی مصاحبت اور آب دریا کی روانی اور آسپاس کے جنگلون کی سبزی کو دیکھہ کر بہت بشاش تہے - اس کیفیت سے ہم پانچ چھہ روز بعد کوٹلی مین پہونچ گئے سکہر نکھر اور ٹھٹے کا نامی قلعہ بھی ہمکو راہ مین سندہ کے کنارے پر ملا تہا - کوٹلی کے سامنے دوسرے کنارہ سندہ پر حیدر آباد سندہ کی نامی بستی بھی دیکھنے مین آئی - کوٹلی سے اوسیدن ریل پر سوار ہو کر ہم کراچی مین پہونچ گئے - اس ملک مین بڑی بڑی اونچی ٹوپیان والے اور لوگ سی بڑی بڑی پگڑیان والے سندہی ہمنے دیکہے غالباً ٹوپیان والے منشی اور کلارک تھے اور بڑی پگڑیان والے ہندو مہاجن ہندوستانی زبان اور اردو فارسی کا دفتر ملتان مین ختم ہو گیا سندہ مین سب سندہی زبان اور سندہی دفتر دیکھا گیا سندہی علم کے حروف تو فارسی کے ہین مگر زبان سندہی ہونے کے سبب ایک لفظ سمجہنا بھی دشوار ہے - الحمد للہ کہ کراچی کے جیل مین پہنچنے کے ساتہہ ہی ہماری ہتہ کڑی اور آڑے ڈنڈے سے تو نجات ہوئی فقط بیڑی ہماری زیب تن رہی - بمقابلہ سب دوسرے جیلخانون کے جہان جہان پہنچا کسا رہا کراچی کے جیل کو جیل کیا ایک عمدہ مہمان سرا کہنا چاہئے وہان رات کو قیدیون کو بارک یا کوٹہری مین مثل جانورون کے بند نہین کرتے بنگلون کی طرح سے کہلے ہوئے مکان چٹائیون کا فرش بچھا ہوا قیدیون کے واسطے موجود ہے رات کو جہان چاہو پھر و جہان چاہو سوؤ کوئی مانع نہین پہرے والے فقط جیل کی فصیل پر پہرے دیتے ہین رات کو جیل کے اندر محافظ یا پہرہ دار کا نام نہین - دو برس کے بعد یہان رات کو آسمان اور ستارون کی زیارت ہوئی جناب باری مین سجدات شکر بجا لائے - یہان قیدیون کا کہانا بھی بہ نسبت

کراچی مین پہونچنا

کیفیت جیل کراچی

زیارت

اور جیلخانون کے نہایت عمدہ ہتا مگر پاخانہ پہرنے کی بڑی دقت کیونکہ پیپون کو دوبارہ گری
میدان مین رکہوا دیا ہے جسکے اوپر بدشواری چڑہکر تن برہنہ سب کے سامنے قیدی پاخانہ
پہرتے ہین۔ ایک ہفتہ کراچی مین ٹہر کر ایک بادبانی جہاز پر جسکو لنگر کہتے ہین ہم سوار ہوئے
سب سے پہلے سمندر اور جہازون کی زیارت ہمنے کراچی مین کی۔ یہہ جہاز بہت چہوٹا تہا مگر
قیدیونکو مثل بورہ مال کے نیچے کی تہہ مین اوپر نیچے کرکے بہر دیا تہا۔ قیدی نیچے بیچ ایکدوسرے
کے اوپر نیچے پڑے تہے اور یہہ بیت پڑہتے تہے ٭ جائے تنگ است مردمان بسیار ٭ وقنا ربنا
عذاب النار جب لنگر اوٹہاکر تہوڑی دور سمندر مین پہونچے تو دریا کی تلاطم اور امواج سے
جہاز ہلنے لگا اور قیدیون کو قے متلی شروع ہوئی تنگی جگہہ کے سبب سے ایکدوسرے پر قے
کرتا جاتا تہا۔ اس جہاز پر کچہہ مسلمان خلاصی تہے جنہون نے ہمکو مولوی سمجہہ کر حتی المقدر
خود کہانے پینے سے بہت تواضع کی خیر دو تین روز کے بعد بمشکل تمام ہم داخل بندر بمبئی کے
ہوئے وہان دیکہا تو کوسون تک ہزارون جہاز کہڑے تہے اوسکو ایک جہازون کا جنگل
کہنا چاہیئے۔ زیر قلعہ بمبئی ڈونگیون مین بہٹلا کر ہمکو جہاز سے اوتارا اور وہان سے بذریعہ سواری
ریل جیلخانہ تہانہ کو جو بمبئی سے دس بارہ میل ہے ہمکو لیگئے۔ بمبئی مین پارسی مرد عورتون
کو ہمنے پہرتے ہوئے دیکہا اس قوم کے لوگ بہت خوبصورت گورہ رنگ ہوتے ہین اور
مالدار بہی ہین یہہ لوگ آتش پرست زردشت کی اُمت سے ہین خلیفہ دوم کی چڑہائی
کے وقت ایران سے بہاگ کر اس حصّہ ہندوستان مین آباد ہو گئے۔ بمبئی کی عمارات
جہان تک ہمکو دیکہنے کا موقع ملا نہایت اونچی اور دیوارونمین بے شمار کہڑکیان بنی ہوئین
بمبئی شہر بہی ایک ٹاپو ہے ایک بندہ باندہ کر اوسکو بر اعظم ہند سے ملادیا ہے بمبئی
اور تہانہ کے بیچ مین بہی سمندر بہتا ہے اور اوسکے پانی کو کہیت اور کیاریون مین روک
دیتے ہین دہوپ کی تپش سے وہ پانی خشک ہوکر عمدہ نمک خودبخود تیار ہو جاتا ہے
ہزارون من نمک کے انبار ریلوے سڑک کے گذرے کنارے لگے ہوئے تہے۔ ناریل

تکلیف جہاز کراچی

بمبئی پہونچنا

کے درخت اور اوسکا تازہ پھل بھی ہمنے پہلے نہیں کبھی نہیں دیکھا - یہان کی عورتین اپنی
ساڑی کو مثل مردون کے دہوتی کے طور پر پیچھے کی طرف ٹانگ لیتی ہین پہننے کے اور ٹیک
اور اوسکا حوالی کہلا رہتا ہے - یہان کے ہندؤن کی پگڑیان بھی بڑی بڑی لمبی سیر پر ٹوکرہ
سا رکہا رہتا ہے اس ملک کی زبان گجراتی یا مرہٹی ہے - جب ہم ریل سے اوتر کر تہانہ
کے بازار مین کو جیل کی طرف پاپیادہ چلے جاتے تھے تو ہمارے ساتھی قیدیون نے چند مٹھائی
والون کی دوکانون کو لوٹ لیا اور بے محابا اوس مال مغروقہ کو کہانے لگے بیچارے دوکاندار بھی
قیدی سمجھ کر چپ ہو رہے بلکہ ہمنے دیکھا کہ بعض دوکاندار اپنی مٹھائی لٹوا کر بہت خوش
ہوگئے اور قیدیونکے منہ مین پڑنے کو ثواب سمجھے چلتے چلتے قریب شام کے ہم تہانہ کے جیل کے
دروازہ پر پہونچے - جیل کیا ایک مرہٹون کے وقت کا بڑا مستحکم اور مضبوط قلعہ ہے جسکے
چارون طرف ایک بڑی گہری پختہ خندق بنی ہے - جیل کے اندر داخل ہونے کے ساتھ
ہی ہماری تلاشی شروع ہوئی اور ہم سب کی جوتیان اوتروا لی گئین اور پھر چلتے وقت
تک واپس نہ ملین - سنا ہے کہ ایک دفعہ کسی دل جلے قیدی نے داروغہ جیل کو جوتیون
سے مارا تہا اوسوقت سے یہہ قانون یہان ہوگیا کہ قیدی جیل مین جوتہ نہ پہنے اور ننگے
پانو پہرا کرے تاکہ دوبارہ ایسی نامعقول حرکت نکرے - رات کو دو دو جوار کی روٹیان
اور تہوہر کی دال دیکر علیحدہ علیحدہ کوٹہڑیون مین ہمکو بند کر دیا مگر بتائید الٰہی دوسرے دن سے
ہمارے پنجابی قیدیون کو گندم خور ملک کے آدمی سمجھ کر گیہون کی روٹیان ملنے لگین
اور ہمارے بعد سے یہہ خصوصیت کل چالان آمدہ پنجاب کے واسطے ہمیشہ کے واسطے
مقرر ہوگئی - فجر کو ہمارے سب چالان کو پتھر توڑنے کی مشقت دی گئی جسکو بمشکل
تمام ایک دو دن ہمنے کیا دو روز بعد ہمارے پہونچنے سے وہان دری بافی کا کام شروع
ہوگیا اور ہمارے چالان کے پنجابی قیدی اوسکے مہتمم ہوئے مگر اوہنون نے مجکو
اور مولوی یحیٰی علی صاحب کو دریون کا استاد بیان کرکے اپنے ساتھ لے لیا جہان

تہانہ مین پہونچنا -

قیدیونکا بازار تہانہ کو لوٹنا -

قلعہ تہانہ

تہانہ مین جوتیان چہین جانا -

ہمارا ایک مہینا بڑے ارام کے ساتھہ طے ہوا۔ اس جیل اور ملک مین مرہٹی زبان کا دفتر ہے فارسی اردو خوان یہان بھی ناخواندوں مین شمار ہوتے ہین اب کراچی اور پشاور کے دفترون کا یہہ حال دیکھہ کر ہمکو تو یقین ہو گیا تھا کہ ہم اب باقی تمام عمر ناخواندون مین شمار ہونگے اور قلم پکڑنے کی نوبت شاید ہی آوے وہ اُمید جو ہمکو فن منشی گری سے تھی قطع ہو گئی اب فقط فضل الٰہی کی امید باقی رہگئی۔ اس جیل کا بڑا جیلر یا داروغہ تو ایک برہمن بڑا بدمغز آدمی تھا مگر ابراہیم نام ایک مسلمان نائب داروغہ حتی المقدور خود ہماری بہت خاطر داری کرتا تھا۔ اب ایک مہینا رہنے کے بعد یہان سے بھی ہماری چلنے کی تیاری ہوئی اس مسلمان نائب داروغہ نے چلتے وقت ہماری بھاری بیڑیان نکلوا کر برائے نام ہلکی ہلکی بیڑیان ڈلوا دین۔ ہند کے جیلخانون مین دیسیون کو خصوصاً شریفون کو بڑی مشکل ہے نہ کھانے کپڑے کا بندوبست ہے نہ پاخانے کا رات کو ہر موسم مین بارکون مین مثل جانورون کے بند کر دیتے ہین بدمعاشون کو البتہ ارام ہے ہمارے دیسیون کے مدارج کا کچھہ لحاظ نہین کالے کالے سب ایک سمجھہ کر راجہ نواب مہتر چمار سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہین مگر کوٹ پتلون والون کی بڑی عزت ہے یورپین وہ دوغلے دونون مثل صاحب لوگون کی وہان بھی چین کرتے ہین۔

روانگی انڈمان کو بمبئی سے۔

واقعہ ۸۔ دسمبر ۱۸۶۵ء لبوارسی جہاز جمنا ہم بمبئی سے روانہ ہو گئے۔ یہہ جہاز ولایت انگلینڈ کا تھا اسکے کل خلاصی اور افسر گورے تھے ہندوستانی بات کوئی نہ جانتا تھا موتی لال بابو ایک انگریزی دان اس جہاز پر ہماری ساتھہ تھا اوسکی معرفت سے جہاز والون سے ہم کچھہ بات چیت کیا کرتے تھے مجکو تو اوس وقت ایک انگریزی بات بھی معلوم نہ تھی۔ جہاز پر دال بھات اور سوکی مچھلی مسلمانون کی خوراک تھی اور ہندون کو چینا ملتا تھا ہمارے ساتھی پنجابیون کو جو ہمیشہ روٹی کھاتے ہین مہینا بھر دو وقتہ چاول کھانے سے بڑی تکلیف ہوئی۔ جب جہاز سمندر مین پہونچا طوفان اور تلاطم سے بہت ہلتا تھا

[illegible]

[illegible]

البتہ آدمی قی کی قلت سے بیمار ہو گئے - ایک بنگالی قیدی میعادی ہفت سالہ جسکے صرف پانچ برس اوسوقت باقی رہگئے تھے بیمار ہوکر جہاز پر مر گیا ہم لوگون نے موافق ملت شریعت کے اوسکو غسل اور کفن دیکر اور جنازے کی نماز پڑھ کر اوسکی لاش کے ساتھ بہت سے پتھر باندہ کر سمندر مین چہوڑ دیا - ہماری محافظ مرین پلٹن کے سپاہی جو بمبئی سے ساتھ آئے تھے ہم لوگون پر بہت مہربانی کیا کرتے تھے - جب سیلون یا لنکا کی برابر ہمارا جہاز پہونچا تو سمندر مین بہت بلفا اور تلاطم معلوم ہوا وہ ہزارون من کا جہاز مثل گیند کے پانی پر اوچہلتا تہا کبھی سمندر کا پانی مثل پہاڑ کے ایکطرف سے آتا اور کبھی جہاز نیزون نیچے پانی مین چلا جاتا ۳۴ روز کے سفر دریائی کے بعد ۱۱ - جنوری ۱۸۶۶ء کو جہاز قبل از دوپہر پورٹ بلیر انڈمان مین پہونچا - انبالہ سے چلکر گیارہ مہینے کے بعد ہم داخل انڈمان ہوئے - دور سے سمندر کنارہ کے کالے کالے پتھر ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا بہینسون کے جہنڈ کے جہنڈ پانی مین پہر رہے ہین لنگر ڈالنے کے تہوڑی دیر بعد محافظ بندر پورٹ بلیر ایک کشتی مین سوار ہو کر ہمارے جہاز پر آئے اوسکے ایک ہندوستانی ملاح سے مین نے پوچہا کہ یہان کچھہ منشی محررون کی بھی قدر ہے اور دفتر کس زبان مین ہے وہ شخص قرینہ سے مجکو منشی معلوم کرکے میری تسلی کے واسطے مبالغہ کرکے بولا کہ یہان کے حاکم اور مالک تو منشی ہی ہین وہ جو چاہین سو کرین جیسا اوس ناامیدی پر ہوکر اچہی اور تنہا میری ہوئی تھی یہہ مژدہ سُن کر کسی قدر تسلی ہوئی پہر بڑے بڑے بوٹ اور کشتیان کنارے سے آئین اور ہمکو سوار کرکے روس نام ٹاپو صدر مقام انڈمان مین لیگئے - جب ہم کنارے کے نزدیک پہونچے تو ہم نے دیکھا کہ بہتیرے منشی مولوی سعید اور فاخرہ لباس پہنے ہوئے ہماری منتظر کہڑے ہین ابھی ہم کشتی مین سوار تھے کہ ایک آدمی نے کنارہ پر سے بہ آواز بلند پوچہا کہ فلان شخص (مولف) اور مولوی یحیی علی صاحب بھی اس جہاز مین آئے ہین مین نے جواب دیا ہان وہ دونو آئے ہین میرا جواب سُن کر وہ لوگ ٹاپو نمبر

ایک میعادی قیدی کا جہاز پر مرجانا اور پانی پر پہینکنا

انڈمان مین داخل ہوجانا -

کو دیدے اور ہم لوگون کو ہاتہون ہاتہہ کشتے سے نیچے اوتار لیا نیچے اوتر کر ہمکو یہان معلوم ہوا کہ مولوی احمد اللہ صاحب ہم سے ایک برس بعد پٹنہ مین قید ہوکر ۱۵- جون ۱۸۶۵ء کو ہم سے چہہ مہینے پہلے پورٹ بلیر مین پہونچ گئے اور ایک دوسرے جہاز کے قیدیون سے جو ہم سے اول اوسی جیل تہانہ سے چلکر فقط دو روز پہلے ہم سے پہونچے تہے ہماری آمد کا حال معلوم کرکے مولوی صاحب ہماری منتظر تہے اور یہہ سب لوگ اونہین کے اشارے سے ہماری لینے کو گہاٹ پر آئے تہے چنیر ہم لوگ کوٹ سے اوتر کر اوسی مجمع کے ساتہہ مصافحہ اور معانقہ کرتے ہوئے اپنے چالان کے قیدیون سے جدا ہوکر منشی غلام نبی صاحب محرر میرن ڈپارٹمنٹ کے مکان پر پہونچے وہان مولوی صاحب اور دوسرے اکثر معزز لوگون سے ملاقات ہوئی اور اوسی مکان مین ہم تینون آدمی رہنے لگے - ہماری بیڑی کٹوائی گئی اور عمدہ لباس جو ہماری واسطے پہلے سے تیار کرکے رکہا تہا ہمکو پہنایا گیا اور تمام جلسہ کے ساتہہ ہمنے دسترخوان پر بیٹہہ کر کہانا کہایا اور اس تاریخ سے تاریخ رہائی تک ہم نے پہر بارک یا لباس یا کہانا قیدیون کا کبہی نہین دیکہا گویا اوسی تاریخ سے ہم قید سے رہا ہوگئے گو اٹہارہ برس تک مثل ملازمان جلاوطنی مین رہے - اوسی شام سے گہر گہر ہماری دعوتین ہونے لگین اور وہ وہ لطیف اور عمدہ کہانے ہمکو کہلائے گئے کہ ہند مین مجکو تو کبہی ایسے کہانے نصیب بہی ہوئے تہے - وہ ہمارا خیال کہ اب ہمکو ساری عمر صرف جیل کا کہانا کہانا پڑے گا اوس قادر مطلق نے بذریعہ اس نعم البدل کے ہمارے دل سے قلع قمع کرادیا اور اپنی قدرت کو دکہلا دیا-

جب ہم اس جزیرے مین پہونچے ہزارون مرد عورت قیدیون کو دیکہا کہ ماتہا اونکا گود کر پیشانی پر اونکا نام اور جرم اور لفظ دایم الحبس لکہا ہوا ہے - کہ وہ نوشتہ مثل نوشتہ تقدیر کے تمام عمر نہین مٹتی مگر یہہ تائید الٰہی سنئے کہ ہمارے پہونچنے سے کچہہ عرصہ پہلے وہ حکم ماتہا گودنے کا تمام عملداری سرکار سے ہمیشہ کے واسطے موقوف ہوگیا

وہان پہونچکر مولوی صاحب سے ملاقات

ہماری دعوتین ہونا

ماتہا گودنے کا حکم منسوخ ہونا

اس سبب سے اوس داغ دائم الکسی سے بھی ہم محفوظ رہے -

جزائر انڈمان خلیج بنگال کے مشرق کو ۹۲ درجہ ۴۰ دقیقہ طول شرقی اور ۱۱ درجہ ۳۴ دقیقہ عرض شمالی کلکتہ سے قریب ۶۰۰ چھہ سو میل کے واقع ہین یہہ مجموعہ جزائر ۴۶ ۱۷ میل کے گہیرے مین جسمین قریب ایکہزار جزیرون کے شامل ہین بنام انڈمان مشہور ہے علم طبقات الارض کے محققون کا یہہ قول ہے کہ یہہ جزائر کسی زمانہ مین برّ اعظم ایشیا سے ملے ہوئے تھے پہر زمانہ کے پہیر پہار اور سمندر کی موجون سے کٹتے کٹتے اول یہہ ٹکڑہ برّ اعظم ایشیا سے علیحدہ ہوگیا تہا اور پہر آخر کو ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہوتے ہزارون چھوٹے چھوٹے جزیرے ہوگئے - یہان پانچ روز مین کلکتہ سے اگنبوٹ پہونچتا ہے اور تین روز مین رنگون سے مولمین یہان سے تین سو میل مشرق و شمال مین اور سنگاپور چار سو میل گوشتہ مشرق وجنوب مین اور پنانگ تین سو پچاس میل مشرق مین اور نکو باریا نکوڑی انسٹی میل جنوب مین اور مدراس آٹھہ سو میل مغرب مین اور لنکا آٹھہ سو میل گوشتہ مغرب وجنوب مین واقع ہین یہہ جزائر سب پہاڑ ہین ہموار زمین بہت کم ہے یہان سب سے اونچا پہاڑ مونٹ ہرٹ کا ہے جو سطح سمندر سے ۱۱۱۶ فٹ اونچا ہے میٹھے پانی کا کوئی ندی نالہ یہان جاری نہین ہے برسات کی موسم مین بعض اونچے ٹیکرون اور ٹیلون سے پانی کے جہرنے بہا کرتے ہین لیکن ایام خشکی مین بند ہو جاتے ہین - کوئین اور ڈگیان یہان بکثرت ہین - یہان کے جزایر مین پورٹ بلیر کے اوتر کو ایک گندہک کا پہاڑ ہے اوس سے ہر وقت آگ کے شعلے نکلا کرتے ہین - یہان کے جنگل مین سوائے سور کے اور کوئی چوپایہ درندہ یا چرندہ نہین ہے

لعاب ابابیل یہان کا ایک عمدہ تحفہ ہے قوت باہ کے واسطے ماہی سقنقور سے بڑہکر سمجہا جاتا ہے اور روپیہ تولہ بکتا ہے - یہان کے جنگلون مین ہزارون قسم کی عمدہ اور پائدار لکڑیان موجود ہین مگر ہماری ملک کی لکڑیون سے سراسر غیر ہین بید بھی یہان کے جنگل مین کئی قسم کا ہے اور اوسکی گہڑیان بطور تحفہ کے ملک ملک کو جاتی ہین عقیق البحر کی

جغرافیہ انڈمان وتواریخ قدیمہ

ابابیل

پتھریان مثل کالی ناگنی کے اور گھونگے اور سنکھہ اور ہزارہا قسم اور رنگ برنگ کی کوڑیان
اور طرح بطرح کی سیپیان یہان کے سمندر سے نکلتی ہین اور ملکون کو بطور تحفہ کے جاتے ہین
آم املی جامن کمھٹل بڑہل جائفل ناریل اور پان وغیرہ کے درخت جو گرم ملک کی جنگلون
مین ہوتے ہین سب خودرو موجود ہین ۔ اب جنگل کے صاف ہو جانے سے پچاس ساٹھہ گانو
یہان آباد ہو گئے اور ہر قسم کی ترکاری اور گرم ملکون کے پھل اور دھان اور مکئی وار ہر
مونگ ماش وا اوکھہ وغیرہ کثرت سے پیدا ہوتے ہین مگر گیہون چنا وغیرہ ربیع اور سرد ملکون کے
اناج یہان بالکل پیدا نہین ہوتے مگر سرکار گیہون چنا وغیرہ کلکتہ سے لاکر بحساب پائی
فی پونڈ کے فروخت کرتی ہی اس سبب سے اس ملک مین کبھی قحط نہین پڑتا ہمیشہ ایک ہی
نرخ سے غلہ بکتا ہے ۔ آب و ہوا اس جزیرے کی اب تو ایسی عمدہ اور صحت بخش ہے کہ
اوسکا ثانی پردہ زمین پر کوئی مکان نہین ہے ہیضہ اور چیچک اور وبائی بخار اور آشوب چشم
کے متعدی امراض یہان بالکل نہین ہین بیس برس مین ہمنے کبھی ایک بیمار بھی ان بیماریون کا
نہین سنا ۔ خط استوا کے قریب ہونیکے سبب سے ہمیشہ بارہ ماس یہان دن رات برابر
ہوا کرتا ہے بہت ہی تہوڑا فرق پڑتا ہے سردی گرمی یہان دونو نہین ہمیشہ ہمارے ملک کے
چیت بیساکھہ کی کیفیت رہتی ہے ۔ دسمبر جنوری مین رات کو ایک چادر اوڑہنے کی نوبت
آتی ہے نہ گرمی مین گرمی ہوتی ہے نہ لو یہان چلتی ہے سرمائی کپڑون کا یہان بالکل
دستور نہین نہ کوئی رضائی بناتا ہے نہ دولائی نہ یہان روئی ہے نہ دھنیا یہان نہ کبھی
موسم خزان ہے نہ بہار بارہ مہینے درخت ہرے بھرے رہتے ہین غالباً یہان کی موسم [illegible]
حال جنگلیون کے جو ننگے مادرزاد پھرتے ہین اوس حکیم اور علیم نے بنائی ہے اگر سردی یا
یا گرمی ہو تو وہ ننگی مخلوق خدا فوراً ہلاک ہو جاوے ۔ یہان بارش کی بہت کثرت ہے
مئی سے نومبر تک آٹھہ مہینے برابر رات دن برستا رہتا ہے اسی سبب سے یہان کے مکانون
کی چھت ڈھلوین ہوتی ہے ہمارے ملک کی کچی اور چپٹی چھت اوس بارش کا ایک دن

بھی

حالات جنگلیان

بھی مقابلہ نہین کر سکتی اولے وہان کبھی نہین پڑتے نہ کبھی آندہی چلتی ہے جنگل نہایت گنجان اور دشوار گذار ہے درخت اتنے اونچے ہین کہ گویا آسمان سے باتین کر رہی ہین جب کسی درخت کو کاٹ کر گراتے ہین تو سیکڑون گز تک اوسکی ڈالیان اور شاخون کا اثر پہونچتا ہے - یہان کے سانپ اور بچھو مین زہر نہین لیکن یہان کنکھجورے بہت زہریلے ہوتے ہین - یہان کے جنگل مین قدیم سے ایک وحشی ننگی مادرزاد قوم رہتی ہے مرد عورت کپڑا کوئی نہین پہنتے اور نہ کپڑا اونکو میسر آتا ہے - ان جنگلیون کا صحیح حال اب تک معلوم نہین ہوا کہ کب اور کس ملک سے آکر یہان آباد ہوئے اور ہمیشہ سے ایسے ہی وحشی ہین یا کبھی مہذب بھی تھے یا نہین - یہہ جنگلی جیسا کہ مشہور تہا آدم خور نہین ہین نہ انکے بدن پر بال ہین قریب سو برس کے ہوئے سب سے اول لفٹنٹ بلیر ایک جہازی سردار نے یہان آکر لنگر ڈالا تہا اسی سبب سے پورٹ بلیر اسکا نام ہوا - اونہین ایام مین جسکو سو برس ہوگئے سرکار نے پہلے بھی یہان قیدیان حبس دوام بعبور دریائے شور کا رکھنا تجویز کیا تہا مگر ناموافقتی آب و ہوا کے سبب سے ۱۷۹۶ء مین وہ لشکر پھر اوجڑ گیا - ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے بعد سرکار کو پھر اسکی ضرورت ہوئی اور مارچ ۱۸۵۸ء سے گویا دوبارہ اسکی آبادی شروع ہوئی اور پہلے پہل بغاوت کے قیدی یہان لاکر رکھے گئے شروع آبادی مین مدت تک جنگلی سخت مخالف رہے چنانچہ دو مرتبہ اونہون نے ڈاکٹر واکر صاحب سپرنٹنڈنٹ اول کے عہد مین ٹہری بہاری جنگلیون کی فوج جمع کرکے ایک دفعہ بدوپر دوسرے نے ابرڈین پر حملہ کیا - آخر ملایمی اور حکمت عملی سرکار سے وہ فرمانبردار ہوگئے اور اب جنگل یا بستی مین جہان کہین وے ملتے ہین تو نہایت خاطر داری سے پیش آتے ہین گو شروع آبادی مین اون وحشیون نے بہت خون خرابے کیئے تھے - یہہ لوگ چار فٹ سے پانچ فٹ ۲ انچہ تک اونچے مثل حبشیون کے سیاہ فام گول سر آنکھین ابہری ہوئی سر پر بہیڑ کیسے بال مگر نہایت مضبوط اور قوی ہوتے ہین - ان کل جزایر انڈمان مین انکی بارہ ذاتین ہین ایک ذات

کی زبان دوسرے قوم سے بہت کم ملتی ہے - یہہ جنگلی اسبات کی قایل ہین کہ خدا آسمان
مین رہتا ہے وہی خالق ہر شئے کا ہے اور سب سے بڑا ہے وہ کسی سے پیدا نہین ہوا
وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اوسکا محل بہت عمدہ اور نفیس آسمان مین ہے اوسکو
کوئی دیکھہ نہین سکتا اوسی کے گہر سے پانی برستا ہے بجلی کا شعلہ اور کڑک بھی اوسی کے
پاس سے آتی ہے موت بھی اوسی کے حکم سے ہوتی ہے بہلائی اور روزی بھی وہی
دیتا ہے مسماۃ جانا یالک ایک اوسکی بیوی بھی ہے اوسکی جورو کو بھی فنا نہین اور نہ
وہ کسی سے پیدا ہوئی مگر اوسکا درجہ خدا سے کم ہے اوسکا کام ہے کہ سمندر مین مچھلیان
پیدا کرے وہی مچھلیون کو آسمان سے گراتی ہے - یہہ لوگ شیطان کے بھی قایل ہین
اور سمجھتے ہین کہ سب برے کام شیطان کراتا ہے مگر وہ کہتے ہین کہ شیطان دو ہین
ایک زمین کا شیطان جسکا نام ارم چوگلا ہے جب کوئی زمین پر ناگہانی موت سے مر
جاتا ہے تو یہہ سمجھتے ہین کہ ارم چوگلا نے مار ڈالا ہے ایک سمندر کا شیطان ہے جسکا نام
جورو ونڈا ہے جب کوئی آدمی ڈوب کر مرجاتا ہے کہتے ہین کہ اوسکو جورو ونڈا نے
مار ڈالا ہے - یہہ لوگ فرشتون کے بھی قایل ہین اور سمجھتے ہین کہ وہ مرد عورت دونو
جنس سے ہین اور جنگل مین رہتے ہین اور انسانون کی حفاظت کرتے ہین یہہ لوگ
بہوت پریت کے بھی قایل ہین مگر کہتے ہین کہ اونکو کچھہ اختیار نہین ہے یہہ لوگ خدا یا
غیر خدا کسی چیز کی پوجا نہین کرتے - یہہ لوگ طوفان نوح کے بھی قایل ہین اور کہتے
ہین کہ ایکبار زمین پر ایسا طوفان آیا تہا کہ ساری دنیا ڈوب گئی تھی - اور جنگلیون
کے بزرگ ایک کشتی بنا کر اوس پر سوار ہو گئے تھے اور ایام طوفان مین بہت دنون تک
اوس کشتی پر سوار رہے جب طوفان رفع ہوا تو وہ کشتی کسی پہاڑ پر منجملہ کوہ ہائے
جزایر انڈمان کے ٹھہری تھی - یہہ لوگ دو سے زیادہ گنتی نہین جانتے جب کوئی چیز
دو سے زیادہ گنتے ہین تو انگلیون پر اشارے کرتے ہین یہہ لوگ ننگے مادر زاد پہرتے

لیتے ہین فقط عورتین ایک چھوٹا سا پتّا اپنے اندام نہانی پر ٹانکا کر کمر سے مین لٹکا کر رکھ لیتی ہین مرد عورت اپنے بدن کو بوتل وغیرہ کے ٹکڑون سے گود کر چہرون کا چھتا یا کمیٹی کا کیٹرا سا بنا لیتے ہین موچھہ داڑہی یا سر کے بال مرد عورت کوئی نہین رکہتا اونکو بوتل کے ٹکڑون سے تراش ڈالتے ہین - انکا بیاہ بھی بہت سیدھے سادے طور پر ہوتا ہے ہر وقت شادی کے دولہا دولہن دونو کے بدن کو گیرو اور چرٔبی سے لال رنگتے ہین اور ساری رسم اسوقت صبح ہولی ہے - ایک آدمی اس جلسہ مین بطور قاضی کے ہوتا ہے وہی شخص دولہا کو اوٹھا کر دلہن کے پاس لیجاتا ہے اور دولہا کے سامنے بہت سے تیر و کمان رکھ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ان سے شکار کر کے اپنی عورت کی پرورش کرنا اور پھر وہی آدمی بہ آواز بلند لفظ آت اک یعنے لیجاؤ یہہ تمہاری بیوی ہے کہتا ہے اس کہنے کے بعد عقد پکا ہوگیا اور پھر تا حیات دونو کے نہ طلاق ہے اور نہ جدائی - شادی کے بعد ان مین زنا نہین ہے - لڑکا پیدا ہونے کے وقت پردہ کرنے کی انکے یہان کچھ ضرورت نہین ہے مردون کے سامنے عورتین بچے جنتی ہین بعد پیدا ہوجانے بچے کے ایک عورت پتون سے مکھیان ہانکتی ہے اور ایک عورت نال کاٹ کر بچہ کو گود مین لیکر بیٹھتی ہے پہلے دن غیر عورت کا دودہ پلاتے ہین دوسرے دن بچہ کی مان پلانے لگتی ہے اور بعد وضع حمل کے زچا اوسی دم چلنے پھرنے لگ جاتی ہے پھر بتئے جنگل کی کہاتی ہے پرہیز یا اچھوالی کا نام نہین جب بچہ تھوڑا سیانا ہوتا ہے تو تیر کمٹہ اوسکا پہلا کھیل ہے ان لوگون کا گھر بھی بہت چھوٹا سا ہوتا ہے - صرف چار کھنبے کھڑے کر کے اوسکے اوپر تھوڑی سی پتی ڈالکر ایک چند روزہ آسرا بنا لیتے ہین - انکے گھر مین اگر جا کر دیکھو تو سوائے میان بیوی کے اور کچھ جائداد اور ملکیت نہین رکھتے - تیر و کمان انکی اصل جائداد بلکہ جان ہے چھوٹی چھوٹی ڈونگیان (کشتی) بھی یہہ لوگ بناتے ہین جنپر سوار ہو کر ایک ٹاپو سے دوسرے ٹاپو کو جاتے ہین - اپنے مردون کی کھوپریان بھی یہہ لوگ ساتھہ لئے

پھرتے ہین جب کوئی مہمان کسی دوسرے ٹاپو سے اُنکے یہان آتا ہے تو پہلے تھوڑے فاصلہ
پر اُنکے گھر سے بیٹھتا ہے گھر والے اوسکو وہین کھانا پہونچاتے ہین جب کھانا کھا لیتا ہے وہ
سب گھر مین جاتا ہے جاتا ہے پھر سب اوس سے مل کر رو لیتے ہین - یہہ لوگ کچھہ کھیتی باڑی
نہین کرتے اور نہ اناج کھاتے ہین انکا کھانا مچھلی اور سمندر کے کیڑے مکوڑے گھونگھے
وغیرہ ہین اونکو پکڑ کر اور آگ پر نیم بریان کر کے بے نمک مرچ کے کھا جاتے ہین بعض درختونکی
جڑین اور پھلیان اور جنگل کے پھل اور پتی اور سور کا گوشت اور شہد بھی انکی خوراک ہے
غوطہ زنی کے یہہ لوگ بچپن سے ایسے عادی ہوتے ہین کہ شاید کوئی دوسری غوطہ زن
قوم دنیا کی ان سے سبقت لیجا وے - تیر انداز بھی یہہ لوگ بلا کے ہین سیدھا سیدھی
تیر مارتے ہین بہت کم ہے کہ انکے تیر کا نشانہ غلط لگے - ان لوگون مین کوئی حکیم یا ڈاکٹر
نہین ہے اور نہ وے کچھہ دوا جانتے ہین انکے یہان سب بیماریون کا علاج لہو نکالنا ہے
جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو وہ خود یا اوسکا کوئی عزیز نہایت بیدردی اور اناڑی پنے سے
بوتل کے ٹکڑون سے زخم کرکے خون نکال دیتا ہے - اور جب کوئی مرجاتا ہے تو ایک ٹوکری
مین مردے کو رکھہ کر اوسکے گھٹنون کو موڑ کر اوسکی چھاتی تک لا کر باندہ دیتے ہین اور
ساری اعضائون کو درخت کے چھلکون سے کستے ہین اور پھر قبر کھود کر اوسمین گاڑ دیتے
ہین اور قبر کے نزدیک ہمیشہ آگ جلتی رہتی ہے اور ایک یا دو مہینے کے بعد اوسکی قبر کھود
کر اوسکا ماتم کرکے اوسکی ہڈیون کو اوسکے سب عزیز آپسمین تقسیم کر لیتے ہین اور پھر
اونکو حرز جان کرکے اپنی ساتھہ رکھتے ہین اور کبھی لاش کو بجائے گاڑنے کے ایک
مچان پر رکھہ دیتے ہین یا کسی درخت کی شاخ پر لٹکا دیتے ہین -

اونکا عقیدہ ہے کہ مرنے سے آدمی نیست و نابود ہوجاتا ہے - وہ لوگ ناچنے اور گاتے
بھی ہین مگر کوئی باجہ اونکے پاس نہین ہے اور نہ سُر تال اونکو معلوم ہے - ان لوگون
کا کوئی مذہب اور ملت نہین ہے اور نہ کوئی اونکا مذہبی سردار اور مُلّان ہے مگر

نقشہ پورٹ بلیر
شمال
مغرب
مشرق
جنوب

اخلاق اور آدمیت اور دیانت و راست بازی اوسمین ہے۔ پہلے یہہ لوگ روپیہ
اشرفی اور پیسون کی کچہہ قدر نہین جانتے تہے جو کوئی انکو دیتا اوسکو لیکر اور دیکہہ بہال
کر زمین پر پہینکدیتے تہے مگر اب تو بڑے لالچی ہو گئے راہ چلتون سے پیسہ پیسہ کرکے
سوال کرتے ہین۔ ان جنگلیون کی عمر بہت کم ہوتی ہے اور انکی لڑکیان بہی بہت
جلد بالغ ہو کر اور تیس برس کی عمر تک بدہی پہوس ہو جاتی ہین دودہ ماتہہ نام
ایک ہندوستانی آدمی نے بہت عرصہ ہوا ایک جنگلی عورت سے شادی بہی کی تہی مگر
اوسکی رہائی ہو جانے کے سبب سے وہ ہندوستان کو چلا گیا اور بیچاری جنگلن کو وہین چہوڑ چلا گیا
۱۸۵۸ء سے ۱۸۶۵ء تک تو ان جزائر کی آب وہوا سم قاتل تہی جسکو زخم ہوا وہ تین روز
بعد سڑ گیا اور چوتہے دن مرگیا زخم کیا تہا گویا پیام اجل تہا شروع آبادی مین
یہان اسکروی کی بیماری بہی بڑے زور شور سے تہی۔ یہہ ایک جہازی بیماری ہے
منہہ پک جاتا ہے اور پنڈلیان سخت پتہر سی ہو جاتی ہین اور آدمی مرجاتا ہے۔
اس بیماری سے بہی ہزارون آدمی راہی آخرت ہوئی مگر الحمد للہ والمنۃ ہمارے وہان
پہونچنے سے ایک برس پہلے وہان کے سب امراض رفع ہو کر وہ جزیرہ خوبی آب وہوا مین
رشک کشمیر ہو گیا تہا جہان بیس برس تک ہمارا سر بہی نہ دکہا اور بڑی آرام اور
راحت سے ہماری قید بسر ہوئی۔ بوجہہ کثرت بیماری اور نئی آبادی کے انگریزون نے
یہان کے قوانین بہی قیدیون کے واسطے نہایت نرم کر رکہے تہے اور قیدیون سے
ہر طرح کا سلوک کرتے تہے مگر جب وہان کی آب وہوا عمدہ ہوگئی اور آبادی بہی
بڑہ گئی تب تو وہان کے ایسے سخت قانون بنائے کہ الامان ہند کے جیلون پر بہی سختی
بڑہادی۔ مگر ہم لوگ ایک ایسے وسط زمانے مین پہونچے تہے کہ آب وہوا تو عمدہ ہوگئی
تہی مگر ابہی قانون بر وجہ سختی ترمیم ہوئے تہے اسواسطے از روی قانون عام خبر ابر
مذکور کے ہمکو ہر طرح کا آرام اور آسائش اور عہدے اور تنخواہ وغیرہ جاتے ہی مل گئے

مگر ہمارے پہونچنے کے تھوڑے دن بعد وہاں کے قوانین سخت ہونے لگے آخر کو
یہاں تک نوبت پہونچی کہ نیا قیدی یہاں اگر دس برس تک سخت مشقت کرے اور ہمیشہ دال
سے پختہ کہانا پاوے اور وردی کا کپڑا پہنے اور بارک میں رہا کرے اور کسی قسم کی مہربانی
اوسپر نکیجاوے چنانچہ قانون انڈمان مصدرہ ۱۸۷۶ء کا ایک فقرہ بطور مثال ذیل میں لکھتا
ہوں اور وہ یہہ ہے کہ سزاے حبس بعبور دریاے شور سے سخت مشقت کا کرنا اور فقط
اسقدر کہانا پانا کہ جس سے آدمی زندہ رہے ضرور اور لازم ہوجاتا ہے" مگر یہہ بہی خیر ہی
کہ جسقدر نئے قانون سختی کے آتے رہے وہ فقط آمد جدید قیدیوں پر موثر ہوتے تہے ہم
پورانے قیدی ہمیشہ اُن سے مستثنیٰ ہوجاتے تھے میں نے وہاں جاکر دیکہا کہ اس غدر ۱۸۵۷ء
کی بدولت بنیٹوں راجے اور نواب اور زمیندار و مولوی مفتی قاضی و ڈپٹی کلکٹر منصف
وصدر امین وصدر الصدور و رسالدار و صوبہ دار و جمعدار وغیرہ وہاں قیدی ہیں مگر وہ
معزز ہندوستانی جنٹلمین بہی جنکے آگے سیکڑوں ہزاروں نوکر تھے بوجہہ سیاہ پوست اور
جنم ہند کے دوسرے چوہڑے چماروں کیطرح موٹا جہوٹا کہانا پاتے اور عام لوگوں کے
ساتہہ سخت مشقت کرتے تھے مگر حضرت یورپین گورے بلکہ اکثر دوغلے کالے کلوٹے بہی فقط
بوجہہ شرف کوٹ پتلون یا کلمہ عیسائی کے پلٹن کے گوروں کی برابر کہانا کپڑہ پاتے
تھے ایک علیحدہ بنگلہ انکے رہنے کو ایک نوکر بلا تنخواہ خدمت کو اور جس گورے یا دوغلے
کو لائیسنس ملگیا اونکو ۵ ماہوار نقد تنخواہ بہی ملتی تھی یہہ تو سب کچہہ تہا مگر ۱۸۷۹ء
کا ایک نیا واقعہ عبرت انگیز دیکہہ کر لوگوں کو رونا آتا تہا اور وہ یہہ ہے کہ ۱۸۷۹ء میں
ایک بدبخت راجہ جگنا تہہ پوری کا جسکے واسطے مدت تک اخباروں نے بہی سر پہوڑا
تہا قید ہوکر کالے پانی میں پہونچا مگر بوجہہ کالا چہرہ ہونیکے بیچارہ عام چوہڑے چماروں
کے ساتہہ کہانا پاتا اور مشقت کرتا تہا اور جب بوجہہ نازک مزاجی اوس سے مشقت
نہو سکی تو نوبت اور جیل اور چکی پیسنے کی سزا پاتا رہا آخر انہیں صدموں سے تہوڑے

روز بعد وہ وہیں جیل مین مرگیا اور اونہین ایام مین مسٹر لیمشیر نام ایک کرانی بہی گو بدن
سے کالا مگر یورپین نام اور کوٹ پتلون سے مشرف ملک اودہ سے قید ہوکر وہان پہونچا
اسکو گورنمنٹ کیسا عمدہ کہانا ملنے لگا ایک علیحدہ مکان پلنگ وغیرہ کل سامان عیش و آرام
کا ملگیا اور بجائے مشقت کی کچہری ڈپٹی کمشنر مین کلارک ہوگیا چونکہ یہہ کمبخت راجہ اور یہہ
خوش نصیب کرانی دونو ایک ہی وقت مین وہان پہونچے تہے یہہ اختلاف سلوک اور
طرفداری کوٹ پتلون اور ناقدری شرفا و اُمراء ہند دیکہہ کر ہر کسی کو رونا آتا تہا۔

اتفاق حسنہ اور فضل الہی سے ہمارے انڈمان مین پہونچنے کے ایک ہفتہ بعد پچاس
قیدی بغاوت ۵۷ کی جنمین اکثر منشی اور جمعدار وغیرہ بہی تہے حسب المطلب راجہ برونس
کے جزیرہ سرادک کو کہ ایک ملائی ملک سنگاپور کے مشرق کو واقع ہے بہیجے گئے تہے
اس سبب سے عمدہ عمدہ عہدے منشیون کے خالی تہے میری لیاقت کا حال اون
لوگون کو بذریعہ اخبارون اور نیز مولوی احمد اللہ صاحب سے معلوم ہوچکا تہا اسواسطے مین
تو جہاز سے اوترنے کے ساتہہ ہی کچہری صاحب سپرنٹنڈنٹ اور چیف کمشنر مین محرر سکشنوار
یا نایب میر منشی مقرر ہوگیا ایک گہر رہنے کو ایک نوکر بلا تنخواہ خدمت کو ملگیا مثل آزادون
کے جہان چاہتا رہتا جہان چاہتا جاتا روک ٹوک مطلق نہ ہی - اوسوقت میرا عین
عالم شباب تہا جسمین مجردی دینی دنیوی دونو قباحتون سے خالی نہ تہی اسواسطے اول
مین نے چاہا کہ ملک سے اپنی بیوی کو بولالون مگر اوسکو قانون مانع ہوا اسواسطے مین نے
اپنے پہونچنے کے چند ماہ بعد ایک نو آمدہ کشمیری عورت سے شادی کرلی - یہہ عورت
نہایت کم سن ایک بلاء ناگہانی مین پہنس کر وہان پہونچی تہی کچہہ عرصہ میرے ساتہہ
رہنے سے بڑی دیندار اور خدمت گذار ہوئی اب مین دیکہتا تہا کہ رفتہ رفتہ ہر ایک
چیز کا جو ہند مین مجہہ سے چہوٹی تہی نعم البدل مجکو ملنا شروع ہوا اور جنہون نے میری
دشمنی پر کمر باندہی تہی ایک کے بعد ایک تباہ ہونے لگے یہان تک کہ میرے ہند مین والبسر

آنے کے وقت تک ہر شخص حسب مدارج خود اپنی اپنی جزاء واجب کو پہونچیگا۔
۲۵ - دسمبر سنہ ۶۶ء کو جس زمانے مین یہہ خاکسار جزیرہ پرسویرنس پینٹ مین تھا مولوی
عبد الرحیم صاحب بھی انڈمان مین پہونچ گئے اور وہان جاکر گہاٹ منشی مقرر ہوے اور
پہر اوسکے کچھہ عرصہ بعد ہسپتال محرر ہوگئے اور قریب نو برس کے اسطرح سے کار سرکار
کرکے پہر اونہون نے دوکان بنرارہ کہولنے کا ٹکٹ لیلیا اور اوسی پیشہ دوکانداری سے
اونکی رہائی ہوگئی۔ سمندر کنارہ کی ملکون اور جہازی ملازمون اور سیاحون پر اکثر بحری
آفات بھی پڑا کرتی ہین جن سے ہند کے آدمی سراسر ناواقف ہین کالے پانی مین بھی
ہر سال بہت سے آدمی اور کشتیان سمندر کی نذر ہوتے ہین مجکو بھی اس مدت بست سالہ
مین بارہا اون آفات کا سامنا ہوا مگر جب ہم بالکل نراس ہوکر اوسی کی مدد کی التجا
کرتے تو ڈوبکر پہر بچ جاتے منجملہ بہت سی آفات کے مین فقط تین سخت آفتون کا
ذکر کرتا ہون اوسی پر باقی کو قیاس کرلیجئے ایکمرتبہ مین جزیرہ روس سے پرسویرنس پینٹ
تام ہالو کو جاتا تھا پرسویرنس پینٹ کے نزدیک پہونچکر ایسا سخت طوفان ہوا کہ کشتی
ڈوبنے مین کچھہ باقی نرہا تھا اوسوقت ایک موج نے اوس کشتی کو اوٹھا کر پل سنگ
کے نزدیک کردیا کہ مین اور ایک دو دوسرے مسافر پہرتی کرکے پل پر کود پڑے
ایدہر ہمارا کودنا تھا کہ ایک دوسری موج نے کشتی کو اوٹھا کر پل پر دے مارا کشتی
پرزہ پرزہ ہوگئی اور ملاح و مسافر باقی ماندہ سخت مجروح ہوئے اسی طرح ایک روز
ابرڈین سے روس کو جاتے وقت ایک طوفانی موج نے کشتی کو پل پر ٹپکنا چاہا
تھا کہ ہم کود کر پل پر جا کہڑے ہوئے تب کشتی پل سے ٹکرا کر پرزے پرزے
ہوگئی اور مسافر مجروح ہوئے اور بدشواری ڈوبنے سے بچے - ایک تیسری بار بھاری
کچہری کا سارا عملہ ایک کشتی مین سوار ہوکر روس سے ابرڈین کو آتا تھا وسط راہ مین
ایک ایسا سخت طوفان آیا کہ سب لوگ نا امید ہوگئے اور اپنے کو مردہ سمجھہ چکے تھے

بارش اور ہوا بھی بڑے زور سے تھی نہ نزدیک کنارہ تہا نہ کوئی فریادرس تہا اندہیرا ایسا تہا کہ کنارون سے بھی ہماری اس مصیبت کو کوئی نہ دیکھہ سکتا تہا - اوسوقت کشتی کا سکان ٹوٹ گیا - پانی سے کشتی بھر گئی کوئی چارہ کار و علاج باقی نرہا تب مین نے اوس فریادرس اور دستگیر درماندگان کو پکارا میرا دعا کرنا تہا کہ غیب سے ہماری نزدیک سے ایک بڑی کشتی جسمین سردار بگہیل سنگہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس سوار تھے ظاہر ہوئی اور ہمکو اوس حال تباہ مین دیکھہ کر جہٹ پٹ اونہون نے ہمکو اپنی کشتی مین لیلیا اور صحیح سلامت کنارہ تک پہونچا دیا -

جنوری ۱۸۶۸ء مین یہہ خاکسار جزیرہ مدو کو بدل آیا اور وہان اسٹیشن محرر مقرر ہوگیا ۲۰ - فروری ۱۸۶۸ء کو بمقام روس مولوی یحیی علی صاحب راہی فردوس ہوی اور گو مین اون سے بہت فاصلہ پر جزیرہ مدو مین تہا اور مجکو اونکی بیماری تک کی بھی اطلاع نہوی تھی مگر تقدیر مجکو عین اوسوقت جزیرہ روس کو لیگئی کہ جب اونکا جنازہ تیار ہوکر نماز پڑہنے کی تیاری ہو رہی تھی - ہماری مقدمہ کے کل آدمی اونکی تجہیز تکفین مین شریک تھے - میری بیوی مولوی یحیی علی صاحب سے مرید بھی تھی اور اون سے بہت محبت کرتی تھی اوسکو اس موت کی سبب سے زیادہ صدمہ پہونچا بلکہ ۳۰ - اپریل ۱۸۶۸ء کو مولوی صاحب کی وفات سی سوا دو ماہ بعد وہ نیک بخت بھی راہی فردوس ہوئی - اوسکا ہندسی قید ہوکر جانا گویا اسی خاتمہ بخیر کے واسطے تہا کہ تہوڑی دنون مین اوسکو نصیب ہوگیا -

اس بی بی کی وفات کے بعد مین نے سب زیور وغیرہ فروخت کرکے بقدر تین سو روپیہ کے دہلی کو اپنی بیوی کے پاس بہیجے تھے کہ انکا مال قسم جوتہ وغیرہ سے خرید کرکے میرے پاس بہیجدیوی کیونکہ اون ایام مین پورٹ بلیر مین دہلی کا مال تگنے چوگنے دام پر فروخت ہوتا تہا مگر یہہ مال راہ مین بہت ضایع ہوگیا اور دہلی سے روانہ ہونے کی تاریخ کے دو برس بعد سٹر گل کر تہوڑا سا مال ۱۸۷۰ء مین میرے پاس پہونچا تہا جسمین سے فقط

مولوی یحیی علی صاحب

وفات زوجہ مولف

تین سو روپیہ دہلی کو روانہ کرنا

پارسل روپیہ مجکو وصول ہوئے - اور وہ پارسل بھی جب دوبارہ ایک دوست کے پاس کلکتہ
کو واسطے منگانے اور مال کے روانہ کئے تو وہ اونکو لیکر کلکتہ سے کوچ کر گیا غرض ہمیشہ تجارت
میرے واسطے منظور نظر الٰہی نہ تہا جسکو اوس تاریخ کے بعد مین نے پہر کبھی نہین کیا -
اس بیوی کی وفات کے بعد مین اوپر دو برس مجرد رہا مگر یہ دیکہا کہ جہان اس حالت تجرید مین
میرا قیام تہا عورتون سے بہرا ہوا تہا اور مین اوس مقام مین افسر تہا بہت کسبی عورتون نے
مجکو اپنا شکار کرنا چاہا مگر حفاظت اور حضانت غیبی میرے شامل حال رہی الله رب العزت نے
مجکو ہلاک ہونے نہین دیا گو میرے عہدہ محرری اسٹیشن کے سبب سے رات دن مجکو اون فاحشون
کے ساتہہ رہنا پڑتا اور طرح طرح کے ایسے سرکاری کام پڑتے کہ وہ اکثر میرے گہر مین بہی آتین
مین نے یہہ کیفیت دیکہہ کر اپنی بیوی کو پانی پت سے بولانا چاہا مگر اوسوقت وہ راضی نہوئی
اور جب ایک دفعہ اوسکی کچہہ رضامندی بہی ہوئی تہی تو میری درخواست حاکم وقت نے
نامنظور کر دی اسواسطے مجبور کسی نیک بخت عورت سے وہین نکاح کرنیکی صلاح ٹہری اور
اسبابت درگاہ الٰہی مین بہی التجا کی گئی کہ اس مقدمہ مین جیسے تجہے پسند ہو پردہ غیب سے
اوسے ظاہر کردے اور کسی نیک بخت سے میرا سنجوگ کرا دے - اول بعض دوستونکی صلاح
سے یکے بعد دیگرے دو پنجابی مسلمان عورتون سے میرے نکاح کی بات چیت شروع ہوئی
مگر باوجود رضامندی طرفین اور نہونے کسی ظاہری مانع کے اون دونو جگہون کی صلاح
موقوف ہوگئی اور غیب سے وہ بات درہم برہم ہوگئی اوسوقت اوس موقوفی کے اسرار
بظاہر معلوم نہوتے تہے کیونکہ وہ دونو عورتین بارک مین بند رہتی تہین اونکی چال چلن پر
کوئی رائے قایم نہین ہوسکتی تہی مگر تہوڑی روز کے بعد جب وہ دوسرے آدمیون سے
شادی کرکے بارک سے باہر ہوئین تو پوری فاحشہ اور بدکار نکلین اوسوقت وہ حکمت
الٰہی موقوفی میری شادی کی معلوم ہوئی اور اس حفاظت غیبی پر مین شکر الٰہی بجا لایا -
اسی مابین مین کہ مین ایک صالح اور جوان عورت کا متلاشی تہا ایک ہندو عورت قوم

برس مین ضلع المورہ کی رہنے والی تہی قید ہوکر وہان پہونچی اور بارک عورات مذکورین
ہماری حوالہ ہوئی مین نے اوسکو دیکہا کہ نہایت خوش چلن اور شرمناک عورت ہے مگر
پہرلے سرے کی اپنے ہندو دہرم مین متعصب تہی کسی مسلمان عورت کی نزدیک کہڑا ہونا اور
کپڑا چہونا تک ہرگز گوارا نہین کرتی بارک کی مسلمان عورتین اوسکے تعصب سے تنگ آگئین
مین نے بر سبیل تذکرہ ایک روز اوس سے کہا کہ اگر تو مسلمان ہوجاوے تو تیرے واسطے دنیا
اور آخرت مین بہلا ہوگا اور آگ دوزخ سے نجات پاویگی وہ بولی کہ اگر تم مجہہ سے شادی
کرو تو مین ابہی مسلمان ہو جاتی ہون - مین نے یہہ جواب سُن کر سوچا کہ مجکو اور کیا چاہئے
غالباً یہہ میری دُعا کی تاثیر تہی کہ خداوند کریم اسکو المورہ سے اسی غرض کی واسطے لایا تہا
پہر ستائیسوین شب رمضان المبارک کو سیکڑون آدمیون کے مجمع مین بڑا بہاری عام
کہانا کرکے مین نے اوسکو مسلمان کیا اور کلمہ اور ارکان اسلام کے سکہلائے ایک
مسلمان عورت کو اوسکا اتالیق مقرر کردیا اوسنے اوسکو نماز وغیرہ سب سکہلادی جب وہ
خوب پکی مسلمان ہوگئی تو مین نے حاکم وقت سے اطلاع کرکے ۱۵- اپریل سنہ ۱۸۷۲ع
کو اوس سے نکاح کرلیا - صدہا مسلمان اور ہندو میرے نکاح مین شریک ہوئے ہمارے
مولانا احمد اللہ صاحب نے نکاح پڑہ کر دُعاء برکت اور موافقت کی خوب دل سے
کی نکاح کے دوسرے دن بڑی دہوم دہام کا اوسکا ولیمہ ہوا - اس بیوی نے مجہہ سے
بیان کیا وہ کہ مین نے اپنے مشرف باسلام ہونے کا خواب اپنے ملک مین دیکہا تہا سو
اب اوسکی تعبیر ظاہر ہوگئی اوس نے یہہ بہی بیان کیا کہ گو مین ہندو کے گہر مین پیدا
ہوئی اور ایسے ملک کوہستان المورہ مین پرورش پائی کہ جہان مسلمان کا نام بہی
نہین ہے مگر اپنی تاریخ پیدایش سے آج تک مین نے کبہی شرک نہین کیا نہ کسی دیوتا
کو پوجا یہہ بتون کی پوجا پاٹ مجکو نہایت بُری معلوم ہوتی تہی بلکہ اس سبب سے میری
والدہ مجہہ سے نہایت خفا رہتی اور اسیکے تدارک کی واسطے مجکو ایکمرتبہ میری مان نے

شادی دوم مولف

پنڈت کے پاس بھی لیگئی جس نے اپنی پوتھی دیکھ کر یہہ کہا تھا کہ یہہ لڑکی جلد تم سے جدی ہو جاوے گی اور تمہارے پاس نرہے گی - ہمارے مقدمہ کے سب آدمی جو اشنو پورٹ بلیر مین تھے میری شادی اور ولیمہ مین شریک ہوئے - ہمارے ایک شاگرد مسٹر ردپ اسٹراف اسسٹنٹ کمشنر انچارج مدد لئے اوس شادی مین نقد اور سامان ضروری سے مجکو مدد دی تھی میری یہہ دہی بیوی ہے جس سے مجکو ۹ بچے پیدا ہوئے اور پورٹ بلیر سے ہند کو میرے ساتھہ آئی اور یہہ سولہ سال نہایت رفاقت اور اطاعت اور عصمت سے اوسنے بسر کردئی اللھم زد فزد -

مین نے پورٹ بلیر مین پہونچ کر چند خطوط مشعر اپنے آرام سے رہنے اور شادی کرنے اور بطور آزاد نوکری سرکار کرنے کے حاجی محمد شفیع صاحب انبالوی کو وقتاً فوقتاً لکھے تھے اور اون لوگون کو جو دوسرے بے قصور مسلمانون کو پہنسا کر بطور نیم رہا شدہ کے ذلت کی جوتیان کہاتے پہرتے تھے حسرت دلانے کے واسطے اپنی راحت اور تائیدات الٰہی کو خوب لفاظی مبالغہ مین بیان کیا تھا لیکن کبھی کسی خط کا جواب میرے پاس نہین آیا مگر اس بابت مین یہہ معلوم ہوا کہ کسی نے اونمین سے وہ خطوط بنظر اظہار خیر خواہی سرکار کے سرکار مین پیش کردئے اور گورنمنٹ ہند تک پہونچ کر اون پر بہت بحث ہوئی اور سپرنٹنڈنٹ پورٹ بلیر سے کیفیت بھی طلب کی گئی اور قریب تھا کہ اگر فضل الٰہی میرے شامل حال نہوتا اور حکام پورٹ بلیر میرے واسطے بطور وکیل نہ جھگڑتے اور اون مہربانیون اور رعایتون کا مجھہ سے چھین لینا خلاف قاعدہ عام پورٹ بلیر کے نہوتا تو میرے واسطے ہمیشہ کو سخت مشقت کرنیکا حکم ہو جاتا اور یہہ بھی ایک شان الٰہی اور تائید غیبی تھی کہ جان لارنس صاحب سا گورنر جنرل مجھہ سے غریب قیدی سے جسکے وارنٹ مین تاحیات سخت مشقت کرنیکا حکم ہو سخت مشقت کرانا چاہتے ہیں اور وہ رب العزت ایسے جھگڑون پر بھی مجکو مشقت سے بچا لیوے -

[illegible]

ایک یہہ امر بھی تائید الٰہی سے ہوا کہ جب ہم پورٹ بلیر مین پہونچے اوسوقت وہان کے سب حاکم مدراس احاطہ کے تھے بغاوت ۱۸۵۷ء اور معرکہ دہابیون سے کچہہ بھی واقف نہ تھے اس سبب اونکے سینے بہت صاف اور خالی از تعصب تھے اونہون نے ہماری ساتھہ کچہہ تعصب نہین کیا بلکہ بوجہہ ہماری خوش چلنی اور عمدہ کارگذاری کے ۱۸۷۰ء تک سب قیدیون سے زیادہ مہربانیان اور رعایتان ہماری ساتھہ ہوتی رہین لیکن جب اول بار ڈاکٹر ہملٹن صاحب نے نمک مرچ لگاکر ہماری مقدمہ کو رائی سے پہاڑ اور رسی سے سانپ بنایا اور لکھدیا کہ وہابی اور باغی دونو کے ایک ہی معنے ہین اور پہر بنگال کے صاحب لوگ اوس خبر سرہ مین آنے لگے اوسوقت تو ہم لوگ ایک نشانہ ہوگئے راہ گلی چلتے مین ہماری طرف اشارے ہوا کرتے تھے اور بہت سے صاحب لوگ ہمیشہ اسی گہات مین رہے کہ کوئی موقع اور قانونی حیلہ پاکر ہمکو تکلیف دیوین۔ لیکن جب ایسا حافظ حقیقی کسی کی محافظت کرے تو اوسکو کون تکلیف دے سکتا ہے مین نے ہمیشہ دیکہا کہ جب ایک صاحب درپے تکلیف دینے ہماری کا ہوا تو اوسکے مقابل دوسرا صاحب اوس سے بھی بڑا ہماری مدد اور اعانت کو کہڑا ہوگیا۔

کرنیل مین صاحب کی عہد مین ایک بڑی یورپین افسر کی تحریک سے میرے اوپر ایک جہوٹا مقدمہ اعانت استحصال بالجبر کا دایر کیا گیا اور کرنیل مین صاحب جیسے متعصب حاکم مجہسے ایسا برافروختہ ہوگیا کہ مجکو فوراً عدالت مین طلب کرلیا اوسوقت میرے بہت دوستون نے مجکو یہہ صلاح دی تھی کہ جان بچانے کے واسطے جہوٹہہ بولنی جائز ہے تم اوس مقدمہ مین اپنی لاعلمی بیان کرکے اپنی جان بچالو مگر مین نے کہا کہ جو کچہہ ہو سو ہووین مین تو سچ بولونگا آخر جب مقدمہ پیش ہوا سب سے اول مین بولایا گیا اور کرنیل صاحب موصوف میرے اظہار لکہنے لگے مین نے صحیح طور پر حرف بحرف بیان کردیا کہ ہان میرے سامہنے مسٹر ہوڈ اور مسٹر مدعا علیہ نے مسمی حمید خان جمعدار مدعی کی جایداد چہپالی

جہان پانی بطور خود ضبط کرکے آپ نیلام اور فروخت کردی اور اوسکا زر ثمن آپ کہا گیا مین بوجہہ ہونے محرر اسٹیشن کے ضرور اوسکی ہمراہ تہا - میرا اسقدر بیان ہونے پر مسٹر ہیوڈ سے سب روپیہ حمید خان مدعی کو دلایا گیا اور ہیوڈ مذکور جو ششو روپیہ ماہوار کا اور تہا نوکری سے موقوف ہوکر اون جزائر سے بدر کیا گیا اور مین اپنی سچ کی برکت سے صاف بری ہوکر اپنے گہر کو چلا آیا - جنوری ۱۸۶۹ء مین لفٹنٹ پراتہرو صاحب جو لفٹنٹ کرنیل اور قایمقام چیف کمشنر پورٹ بلیر کے ہین کالے پانی مین اسسٹنٹ ہوکر آئے اپریل ۱۸۶۹ء مین ہماری بقرا عید پڑی - ایک بیل مول لیکر اپنے دستور کی موافق ہمنے قربانی کرنا چاہا تہا مگر قربانی کرنیکے وقت ہندؤن نے بلوہ کرکے وہ بیل ہم سے چہین لینا چاہا ہماری ساتہی بہی بہت مسلمان تہی ہم نے اونکا غیر واجبی حملہ سمجہکر بیل واپس نہین دیا اور قربانی کردیا اسپر بڑا بلوہ اور شور وشر ہوا قریب تہا کہ دس بیس خون ہو جاوین مگر پولس افسر اور سپہ کے جلد پہونچ جانے پر نوبت کشت وخون کی نہ پہونچی لیکن مقدمہ کچہری مین چلنے لگا گو ہندو بڑی مالدار اور صاحب اقتدار اور حکام کے منہہ چڑہے تہی مگر پراتہرو صاحب کی کوشش اور دباؤ سے مسلمان بچ گئے اس نوع قربانی کے بعد حسب عادت خود سب پورٹ بلیر کے ہندو متفق ہوگئے اور یہہ صلاح ہوئی کہ چاہے ہزارون روپیہ خرچ ہو جاوی مگر مولف کو سخت سزا کرائی جاوے - اسی لئے سونگا لال ایک میرے ماتحت محرر کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جسطرح ہوسکے سچ خواہ جہوٹہ حساب نقدی اسٹیشن مین تغیر تبدل کراکے کوئی مقدمہ غبن اور چوری روپیہ سرکاری کا مولف پر دایر کرایا جاوی چنانچہ بے اطلاع میرے بہ سازش ایک ہندو انگریزی ہیڈ رائٹر کے ایک حساب نیلام مین جو میری معرفت ہوا تہا قریب سو روپیہ کی غبن میرے اوپر قایم کرکے اور فارسی اور انگریزی دونون حسابون سے وہ رقومات تصدیق کراکے بہت سے گواہ بہی تیار کرکے کو صاحب ضلع تک دربردہ اسکی رپورٹ ہوگئی مگر مجکو ابہی تک اس کارروائی کا کچہہ

علم نہ تہا۔ آخر ایک روز یک بیک میری سب کتابین قید ہوگئین اوسوقت مجکو معلوم ہوا کہ میرے قتل کا سب سامان تیار ہے۔ اوسکی مخبر کوا وسکی دریافت کا کورٹ ہونے والا تہا۔ خیر مین نے اس کارروائی سے مطلع ہوکر اپنے رب سے دعا کی اور اوسیرا یکسٹرا اسٹنٹ سے جسکے زیر حراست میری کتابین تہین سازش کرکے مخفی طور پر ایک گہنٹہ کے واسطے اپنی کتابین واپس لیلین اور اوسی ایک گہنٹہ کے اندر وہ کل کارروائی جعلسازی کی جو مہینون مین تیار ہوئی تہی رفع دفع کرکے اپنا حساب ٹہیک ٹہیک تیار کرکے کتابین پہر اوسیر کے حوالہ کردین دوسرے دن کورٹ شروع ہوا جب حسب نشا ندہی مدعیان کتابون مین میرا حساب دیکہا گیا تو سب ٹہیک سر مو تفاوت نہ تہا اور چونکہ میرا ا فسر و صاحب اوسی حاکم کے سامنے یہہ مقدمہ تہا جسنے مقدمہ قربانی سے چند روز پہلے ہمکو بری کیا تہا اوس نے فوراً کہدیا کہ یہہ مقدمہ محض دروغ اوسی مقدمہ قربانی ہی کی عداوت سے تہے سوہنگالال میرے ماتحت محرر کو چہہ ماہ قید سخت و بیرجیل کی سزا دیکر اوس ہندو ریڈر انگریزی کو ایک درجن بیت کی سزا دی اور مجکو بری کردیا ہندوون کو تو میری طرف سے ایسا غصہ تہا کہ وہین کورٹ مین کہڑے کہڑے ایک دوسرا الزام مجہپر قایم کردیا تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ سوہنگالال مذکور نے بعد پانے سزا کے ہاتہہ باندہ کر عرض کیا کہ کچہہ میری عرض بہی صاحب نے کہا کیا ہے کہو تب وہ بولا کہ حضور نے جو تختہ ہائے چوب سرخ مولف کو واسطے بنوانے بازار کے دئیے تہے اوس نے اون تختون سے اپنے گہر کے دروازے اور تخت پوش و صندوق وغیرہ بنوالئے اور بازار مین نہین لگائے۔ اگر حضور اسی وقت تکلیف کرین تو مین وہ سب چیزین مولف کی گہرسے پکڑوا دون۔ جب یہہ بیان ہو رہا تہا مین سر نیچے کئے ہوئے خداوند تعالی سے دعا کرتا تہا کہ اس آفت سے بچانا بہی تیرا ہی کام ہے کیونکہ مین جن چیزون کا اوسنے نام لیا تہا سب میرے گہر مین موجود تہین اور اوسوقت اگر حاکم مجہہ سے سوال کرتا تو میرے خیال مین میرے

مولف پر دوسرا الزام [illegible]

نزدیک سوائے ماننے کے کوئی جواب نہ تہا لیکن اوس مقلب القلوب کی قدرت کو دیکہئے بعد غور سے سُننے اس عرض اور دعوی کے پیرا تہرو صاحب نے مونگا لال سے کہا کہ وہ تختہ ہمنے اوسکو دیا ہی تمکو اسمین مخبری کرنیکا کیا اختیار ہی اوسی دم اوسکو عدالت سے باہر نکلوا دیا اور مجہہ سے فرمایا کہ تم گہر کو جاؤ اور ہوشیار رہو۔

سنہ ۱۸۶۹ء مین ایک رات کو جبکہ میرے گہر مین قریب پانسو روپیہ کے سرکاری روپیہ تنخواہ قیدیان اسٹیشن مدد کار رکہا ہوا تہا میرے گہر کی کہڑکی توڑ کر ایک چور میرے مکان کے اندر گہس آیا اور بتی کو جو میرے پلنگ کی نزدیک جلتی تہی بجہا دیا۔ ایک چہوٹا سا صندوق روپیہ سے بہرا ہوا میری پائتیون کے پاس رکہا تہا۔ مین غافل سوتا تہا میرا ایک نوکر مراد نام دوسری کوٹہری مین تہا اسوقت چور کو وہ صندوق اوٹہا لیجانے کو کوئی چیز مانع نہ تہی۔ یک بیک میری آنکہہ کہل گئی مینے اندہیرا دیکہہ کر اور کچہہ آہٹ پاکر اپنے نوکر مراد کو بولایا چور خالی ہاتہہ نامراد اوسی دم بہاگ گیا اور اوس رب العزت نے میری عزت رکہہ لی بشرط چوری ہو جانے اوس سرکاری روپیہ کی بظاہر میری سخت خرابی اور بربادی تہی

مارچ سنہ ۱۸۷۰ء مین مینے مبلغ ۱۵۰ کی ایک ہنڈوی از طرف مسٹر روپ اسٹراف صاحب بنام منشی غلام نبی صاحب خزانہ کلکتہ مہر واسطے منگانے بعض ضروری سامان اپنی شادی کے بہیجنا چاہا تہا اور وہ مال بہی ایک دوسرے سوداگر کے نام سے منگانا تجویز کیا تہا کیونکہ مین ملازم سرکار تہا مجکو نہ ہنڈوی بہیجنے کا اختیار تہا نہ مال منگانے کا یہہ سب کارروائی ناجائز مخفی طور پر کی گئی تہی جب مین نے خط معہ ہنڈوی ڈاک مین ڈالا تو ہنود میرے دشمنون کو بہی اس حال کی کسی ذریعہ سے خبر ہو گئی اونہوں نے کرنیل مین صاحب سے مخبری کرکے فوراً اوس خط اور ہنڈوی کو پکڑوا دیا اور تجویز ہوئی کہ سوائے ضبطی اوس زر ہنڈوی کے مجکو سزا بہی ہو گی۔ جب مجکو اس گرفتاری خط و ہنڈوی کی اطلاع ہوئی تو جناب الہی مین التجا کرکے پیرا تہرو صاحب حاکم سامنا

حال بیان کیا اور وہی مقدمہ قربانی اپنی عداوت کا سبب ظاہر کیا۔ پہر انہوں صاحب نے مجھہ سے کہا کہ تم کچھہ فکر نکرو مین کرنیل ہین صاحب سے ملاقات کر کے اسکا حال دریافت کرونگا غرض پہر انہوں صاحب کرنیل صاحب موصوف کے بنگلے پر گئے اور ان سے ملاقات کر کے میری نیڈومی اور خط دونو واپس لے آئے اور مجکو لاکر دیدیا اور فرمایا کہ ہندو تمہارے دشمن ہین تم ہوشیاری سے کام کرو۔

اگست ۱۸۷۰ء مین مولف پہر کچہری صاحب چیف کمشنر بہادر مین صدر مقام جزیرہ رَوس کو تبدیل ہوگیا۔ مئی ۱۸۷۱ء مین جب مین جزیرہ رَوس مین تہا مولوی محمد حسن صاحب ہم لوگون کی ملاقات کو پٹنہ سے پورٹ بلیر کو آئے تھے اور ایک مہینے تک رہکر پہر اپنے ملک کو واپس تشریف لیگئے۔ ایکدن جب مولوی محمد حسن صاحب بڑی شوق و ذوق سے کشتی مین سوار ہوکر جزیرہ رَوس سے جزیرہ وہیپر کو مولوی احمد اللہ صاحب کی ملاقات کے واسطے جاتے تھے راستے مین وہ کشتی سخت طوفان مین پڑی اور قریب تھی کہ ڈوب جاوے اوسوقت ما اپنے ڈوبنے سے زیادہ مولوی محمد حسن صاحب کو یہہ افسوس تہا کہ مولوی احمد اللہ صاحب کی زیارت بھی نصیب نہوئی لیکن یہہ فقط آزمایش الٰہی تھی پہر وہ طوفان رفع ہوگیا اور مولوی صاحب موصوف بخیریت تمام وہیپر پہونچ گئے اور مولوی احمد اللہ صاحب سے ملاقی ہوئے۔ ہماری گرفتاری کے بعد انگریزون نے مولوی محمد حسن کو بہت بار پہنسا کر کالے پانی بہیجنا چاہا تہا مگر فضل الٰہی اور حکمت ربی سے وہ محفوظ رہے مگر اللہ رب العزت نے اسطرح پیر اونکو بھی کالے پانی تک پہونچا کر اور بعض مصائب بحری مین ڈالکر کالے پانی والون کے اجر مین شریک کردیا۔ مارچ ۱۸۷۱ء مین کرنیل مین صاحب پنشن پاکر ولایت کو گئے اور اکتوبر ۱۸۷۱ء مین جنرل اسٹوارٹ صاحب جو آخر مین جنگی لاٹ ہند کے ہوگئے تھے چیف کمشنر ہوکر انڈمان کو تشریف لائے۔ اسی صاحب کی عہد مین حسب ایماء لارڈ میو

مولف کا تقرر … چیف کمشنر … [illegible]

مولوی محمد حسن کا مولوی احمد اللہ سے ملاقات کو جانا [illegible]

صاحب بہادر کی پورٹ بلیر مین بہنڈارہ کا کہانا قیدیون کے لئے مقرر ہوا اور لارڈ میو صاحب کا بنایا ہوا وہ قانون بھی جاری ہوا جس سے پورٹ بلیر کی قید ہند اور ولایت کی جیلخانون سے بھی زیادہ سخت ہوگئی ۔ ۸ - فروری ۱۸۷۲ء کو لارڈ میو صاحب کا قتل بھی اسی سپرنٹنڈنٹ کے عہد مین ہوا جسکو بطور مختصر ہدیہ ناظرین کرتا ہون ؛

لارڈ میو صاحب بہادر ۸ - فروری ۱۸۷۲ء کو سات بجے کے بعد سوچار اگبنوٹ کی جزیرہ انڈمان مین رونق افروز ہوئے مدہ صاحب لوگ اور میم واسطے سیر جزایر انڈاکی لارڈ صاحب کی ساتہہ تھی آٹھہ بجے کے بعد گورنر صاحب معہ چند ہمراہیان خود جہاز سے اوتر کر جزیرہ روس مین جو صدر مقام پورٹ بلیر کا ہے تشرف افروز ہوئی اوترنے کے وقت ۲۱ ضرب توپ کی سلامی ہوئی اوسوقت ہزارون مرد عورت آزاد قیدی اس نظارے کی واسطے گہاٹ جزیرہ روس پر حاضر تھی لارڈ صاحب بہادر ٹاپو مین آترنے کی ساتہہ ہی بازار روس ایلنڈ کی طرف متوجہ ہوئی اور اسکول و بازار و ہسپتال و بارک ہائے قیدیان و بارک ہائے خشکی پلٹن کا ملاحظہ کرکے چیف کمشنر صاحب انڈمان کے بنگلہ پر تشریف لیگئے اور وہان ٹفن تناول فرماکر اور تہوڑا آرام کرکے گورہ بارک کا ملاحظہ کیا اور پہر اپنے اگبنوٹ کو دیکہتے ہوئے وپیر ایلنڈ کو جہان بدمعاش قیدی جیل مین رہتے ہین شرف افزا ہوئے اور بعد ملاحظہ وپیر کے چاٹم کو واپس آئے چاٹم سے مونٹ ہریٹ کو تشریف لیگئے - پرائیوٹ سکرٹری اور چیف کمشنر صاحب نے بوجہ شام اور غیر وقت ہوجانے کے اوسدن مونٹ ہریٹ کو جانے سے بہت اصرار سے منع کیا لیکن لارڈ صاحب نے نہ مانا اور چاٹم سے سوار ہوکر ہوپٹون مین جو زیر پائے کوہ مونٹ ہریٹ کی آبادی پہونچے اور وہان سے بسواری پالکی پہاڑ پر گئے - اب وقت غروب آفتاب کا آگیا تہا لارڈ صاحب نے وہان بیٹہہ کر سمندر مین غروب آفتاب کا تماشا دیکہا اور فرمایا کہ ایسا خوبصورت نظارہ مین نے اپنی ساری عمر مین کبھی نہین دیکہا جب اندہیرا ہوگیا تو مشعلون کی روشنی مین نیچے اوترے اوسوقت ایک مسلح جماعہ پولیس لارڈ صاحب

کے چارون طرف تھی اور چیف کمشنر صاحب اور پرائیوٹ سکرٹری لارڈ صاحب کی دہنے بائین بدن سے بدن ملائے ہوئے چلتے تھے اور دوسرے افسر اونکے پیچھے پیچھے تھے جب گھاٹ پر ایک گاڑی کے نزدیک جو وہان اوسدن کھڑی تھی پہونچے چیف کمشنر صاحب لارڈ صاحب سے اجازت لیکر کسی ضرورت کیواسطے پیچھے کو پلٹ گئے اور لارڈ صاحب معہ پرائیوٹ سکرٹری آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے اوسوقت اوس گاڑی کی آڑ مین سے ایک آدمی نے مثل شیر کی کود کر لارڈ صاحب کو دو زخم کاری ایک چھری سے ایسے لگائے کہ وہ لڑکھڑا کر سمندر مین جا پڑے اوس گھڑی مین مشعلین بھی سب گل ہوگئین ایک دوسرے قیدی نے جرأت کر کے قاتل کو پکڑلیا ورنہ وہ اور دو چار کو مارتا۔ لارڈ صاحب کو سمندر سے نکالا اور اوسی گاڑی پر ڈالا وہ تو ایک دو بات کر کے راہی ملک بقا ہوئی۔ جب قاتل سے پوچھا کہ تمنے یہہ کام کسواسطے کیا اوسنے کہا کہ مین نے خدا کے حکم سے کیا ہے پھر پوچھا کہ تمہارا کوئی شریک ہے تو جواب دیا کہ خدا میرا شریک ہے۔ بعد تحقیقات ضابطہ بمنظوری ہائی کورٹ بنگال کے قاتل کو پھانسی کا حکم ہوا۔ یہہ قاتل شیر علی نام ضلع پیشاور کا ایک پہاڑی افغان تھا اوس نے کہا کہ ۶۹ء سے میرا ارادہ تھا کہ کسی بڑے افسر انگریز کو مارونگا اسی واسطے چند سال سے مین نے چھری تیار کر کے رکھا تھا جب ۸- فروری کو لارڈ صاحب آئے اور اونکی سلامی ہوئی تو مین نے دوبارہ اس چھری کو تیز کیا مین تمام دن اس تاک مین رہا کہ مین کسی طرح اوس ٹاپو مین پہونچون جہان لارڈ صاحب پھرتے ہوئے مجکو ملین مگر مجکو وہان جانے کی رخصت ملی نقد شام کے وقت جب مین مایوس ہوگیا تھا لارڈ صاحب کو میرے گھر لے آئے مین پہاڑ پر بھی لارڈ صاحب کی ساتھ گیا تھا اور ساتھ ہی واپس آیا مگر جانے اور آنے مین اور پہاڑ کے اوپر کہین مجکو ایسا موقع نہین ملا تب مین اس گاڑی کی آڑ مین آنکر چھپ رہا یہان سے میری مراد دلی پوری ہوگئی۔ یہہ شخص گو ضعیف الجثہ اور پست قد بدرو آدمی تھا مگر بڑا استہ زور اور دلیر تھا پھانسی پڑنے کے وقت تک وہ کچھ ہراسان نہین ہوا پھانسی

کے اوپر چڑھ کر اوس نے بہ آواز بلند قیدیون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بہائیو مین
تمہارے دشمن کو مار ڈالا اور تم گواہ رہو کہ مین مسلمان ہون اور پہر کلمہ پڑہنے لگا اور کلمہ
پڑہتے پڑہتے ہی اوسکی جان جسم سے پرواز کر گئی اور اپنے اعمال کی سزا کو پہونچا۔
یہہ وقوعہ قتل لارڈ صاحب کا ایک ایسے ادنی قیدی کے ہاتہہ سے ہونا ایک نمونہ قدرت
الٰہی کا تہا ورنہ کہان گنگو تیلی اور کہان راجہ بہوج۔ جب موت آئی تو وہ جمعدار فوج
کے جون والے اور وہ آنگنت مسلح پولس والے اور وہ بندوبست اور خبرداریان کچہہ کام
نہ آئین وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے کسی کو اوسکی قدرت مین دخل نہین۔ اس سے ایک ہی
پہلے ایک دوسرے پنجابی افغان نے چیف جسٹس نارمن صاحب کو اسی طرح کلکتہ مین
کچہری سے مار ڈالا تہا۔ اب چاہئے تہا کہ بعد ایسے واقعات وحشت اور عبرت انگیز کے انگریز
پنجابیون کے دشمن ہو جاتے سو مین نے دیکہا کہ پہلے سے دو چند پنجابیون کی خاطرداری
صاحب لوگ کرنے لگے مگر بجائے افغانون کی بدنصیب وہابیون کے اور زیادہ دشمن ہو گئے
تو مین نے سمجہا کہ مارنے والے سے سرکوئی ڈرتا ہے اور غریب پر کوئی شیر ہو جاتا ہے۔ اس سے
زیادہ تعجب مجکو اوسوقت ہوا کہ جب بعد اس وقوعہ قتل لارڈ صاحب کی لمبٹ صاحب کمشنر
پولس کلکتہ اور لالہ الیشری پرشاد ہمارے پورانے دوست جو پہلے ہم غریبون پر گپ منڈل
لگا کر ہمارے جن سے ڈپٹی کلکٹر ہو گئے تہے اور چند دوسرے نامی نامی افسر پولیس مندہہ
پیڑہ اوٹہا کر پورٹ بلیر مین پہونچے کہ ہم اسمقدمہ مین وہابیون کو ضرور پہنسا دیوین گے مگر
فضل الٰہی سے اوسوقت پورٹ بلیر مین جنرل اسٹوارٹ صاحب اور میراتہر و صاحب وغیرہ
ایسے ہوشیار اور بیدار مغز افسر اور ہماری حالات اور چلن اور اس قتل کی کیفیت اور قاتل
کے حال سے بخوبی واقف موجود تہے۔ اس سبب سے اس مرتبہ الیشری پرشاد کا تکا خالی
گیا ورنہ اوس نے تو پورٹ بلیر مین پہونچتے ہی مثل سابق جہوٹے گواہ بنانے شروع
کر دیئے تہے۔ مگر جنرل اسٹوارٹ صاحب نے کہا کہ ہم ان وہابیون سے بخوبی واقف ہین

اور ایسی ناجائز کارروائی ہم اپنے علاقہ میں ہونے دیوینگے اس سبب سے اوس رب العزت نے اس ناگہانی آفت سے ہمکو محفوظ رکھا اور جو اصل مجرم تہا سزا پا گیا۔

پورٹ بلیر میں پہونچکر بھی تا وقوعہ قتل لارڈ میو صاحب میں انگریزی زبان سے واقف نہ تہا اور نہیں ایام میں رام سروپ نام ایک انگریزی خوان کی ترغیب سے ایکبرس کی محنت میں مجکو انگریزی بولنے اور لکھنے پڑہنے میں خوب مہارت ہو گئی چونکہ میں صاحب لوگون کو اپنی فرصت کے اوقات میں فارسی اردو ناگری وغیرہ زبانین سکھلایا کرتا تہا اونکی ساتھہ رات دن بات چیت رہتی اور اونکی سبقون کو انگریزی میں ترجمہ کرکے سمجھانے اور اونکے تحریری ترجمون کو صحیح کرنیکے سبب سے روز بروز میری استعداد انگریزی بڑہ چلی اور وہان اوسوقت تک بوجہہ قلت کاتبون کی ملازمان سرکاری کو عرائض و اپیل نویسی کی بھی ممانعت نہ تھی پہر مین نے عرضی و اپیل بھی انگریزی زبان مین لکھنے شروع کر دئے جسمین سواے ترقی استعداد علمی کے ہزارون روپیہ کا فایدہ بھی مجکو ہوا یعنی دو پیشے یعنی معلمی صاحبان اور عرائض نویسی تھی جسمین مجکو سو روپیہ ماہوار سے کم نہ ملتا تہا اور چونکہ میرے سوا کوئی مسلمان انگریزی خوان نہ تہا میں نے بڑے بڑے اہم مقدمات اہل اسلام مین اونکو ہمیشہ بڑی بڑی مدد دی اور بڑی بڑی آفتین اور الزام مسلمانون پر سے ٹلوا دیئے اس علم کے ذریعہ سے میں نے لوگون کو بہت نفع پہونچایا جبکو مدت تک وہان کے لوگ بہول نجاوینگے اور جن لوگون کی پہانسیان میری انگریزی دانی سے متوقف ہوئین اور جان بچ گئی وہ تو تا زیست اس احسان کو فراموش نکرینگے اور یہہ بات بھی ایک بڑی تعجب کی ہے کہ جسدن میری رہائی کا حکم پہونچکر مشتہر ہوا اوسی دن ملازمان سرکاری کو عرضیون کا لکہنا بھی قطعی منع ہو گیا کہ وہ خاص اجازت نفع ملازمان سرکاری کی فضل الہی سے مثل دوسری نعماء ربی کے میری ہی ذات کے واسطے تھی اب اگر کوئی ملازم سرکار ہوکے ہے کسی کی عرضی لکھدیوے تو اوسی دن اپنے عہدہ سے برخاست ہو جاوے میں نے

(منفعت زبان انگریزی)

انگریزی سیکہہ کر بڑے بڑے کتب خانوں کی سیر کی اور ہر علم اور ہنر کی صدہا کتابین دیکہین دنیا کی کوئی زبان ایسی نہوگی جسکی صرف و نحو انگریزون نے نہ لکھی ہو اور کوئی ملک ایسا نہوگا جسکی تواریخ نہایت شرح اور بسط کی ساتھہ انگریزی زبان مین نہو انگریزی زبان علم اور فنون کا گہر ہے جو انگریزی نہین جانتا وہ بلا شبہہ دنیا کے حالات سے بخوبی ماہر نہین ہے اور بے انگریزی سیکہے پکا دنیادار و طرار نہین ہو سکتا اور نہ سیوای اس زبان کی آج کل کوئی عمدہ آلہ زندگی نے کا ہے مگر جسقدر یہہ زبان دنیوی فواید سے بہری ہوئی ہے اس سے زیادہ دین کے واسطے مضر بلکہ سم قاتل ہے کوئی جوان لڑکا جسنے پہلے قرآن اور حدیث اور سلوک راہ نبوت مین خوب مہارت اور مشق نکر لی ہو اگر اس زبان کو سیکہہ کر میری طرح ہر قسم اور ہر علم کی کتابین مطالعہ کیا کرے گا ضرور بڑے سر کا بے حد آزاد بد دین بے ادب ملحد بلکہ شرابی اور زانی ہو جاویگا اور ایسا بے دین اور ملحد ہوگا کہ جسکا سنورنا محال کیا بلکہ غیر ممکن ہے مگر فقط تہوڑی سی زبان انگریزی کا سیکہنا اتنا مضر نہوگا۔ اب باوجود میری اس دینداری کی پہلے میرا ہی حال سن لیجیئے کہ اس علم کی بدولت مجہپر کیا اثر ہوئے۔ جو میری ساتہہ پورٹ بلیر مین تھے ان پر یہہ بات مخفی نہوگی کہ اسی علم کی بدولت میری نماز تہجد جسکا مین بچپن سے عادی تہا ایکقلم چہوٹ گئی تھی رات کو حسب عادت خود مین جاگ پڑتا تہا مگر دو بجے شب سے فجر تک چارپائی پر بیٹہا رہتا ہرگز ہمت نہوتی کہ اوٹہہ کر وضو کرون یا نماز پڑہون۔ نہ جمعہ مین نہ جماعت مین شامل ہوتا نہ قرآن حدیث پڑہنے اور سننے کو راغب ہوتا ہر وقت انگریزی کتب دیکہنے کو دل چاہتا کوئی گہڑی انگریزی کتاب پڑہنے سے خالی نرہتا۔ رمضان بہر مین چاہتا رہتا کہ تلاوت قرآن کی کرون اور قرآن مجید کہول کر پڑہنے کو بہی بیٹہتا مگر پڑہ نسکتا زبان پر قفل ہو جاتا تہا جو دعا مین ہاتہہ اوٹہا کر گہنٹون تک مانگا کرتا تہا اب اس خواب خرگوش مین یہہ حالت ہو گئی تہی کہ ہاتہہ اوٹہا کر چار کلمہ بہی زبان سے ادا نہوتے تہے ہاتہہ خود بخود نیچے گر جاتے تہے

(مضرات انگریزی بلا دینداری)

*

ان ایام مین فقط عرض نماز پنجگانہ مین ٹہرا کرتا تہا اور اوسکا ادا کرنا بھی پہاڑ سے زیادہ سخت تہا قریب تہا کہ مین نماز روزہ کو بھی جواب دیدون اور اوسکے چہوڑ دینے اور عبث ہونیکی دلایل بھی شیطان مجکو تعلیم کیا کرتا تہا - قران مجید بقدر تین پارہ کے مجکو حفظ یاد تہا اوسمین سے فقط آخیر کی چار پانچ سورتین یاد رہگئی تہین اور باقی سب بہول گیا تہا - صدہا حدیثین بھی مجھے حفظ یاد تہین وہ بہی گو یا دل سے کسی لئے دہو ڈالین تہین روز بروز ان ٹہری عقاید اور زشت اعمال سے دل پر زنگ پر زنگ جمتا چلا جاتا تہا اوسہان تک پہر اوس بدی کی اور مریض ہوگیا تہا کہ اوسپر شرع کی حالت تھی اور اوسپر بہی خوبی یہہ کہ اوس حالت مین بھی شیطان ایسی ایسی وجوہات میرے دلپر نقش کیا کرتا تہا کہ مین اپنی اوس حالت کو بھی سب سے بہتر جانتا اور سمجھتا تہا کہ فقط اقرار کلمہ لا اله الا الله جنت مین جانے کو بس تھی یہہ تکالیف شرعی سب نلنے فایدہ ہین اور یہہ بہی مجکو یاد ہے کہ سجھے کا ہے انکار حق تعالی جو شیطان کا اصل مطلب تھی وہ بہی مجکو القا کیا کرتا تہا اور جب کبھی مین ملحد اور دہریون کی دلایل کو دیکہتا تو خواہ نخواہ دل اونکو قبول کرتا تہا غرض مجھمین اور کفر مین فقط چند انگشت کا فرق باقی تہا قریب تہا کہ مین اوسمین گر جاؤن اور یہہ کیفیت کوئی ایک دو دن نہین رہی چھہ سات برس رہی مگر بوجہہ اجتباے ازلی یا کسی نیک اعمال سابقہ کے مین بعض اوقات اپنے کو ہلک اور گمراہ سمجھ کر یہہ دعا بہی اردو زبان مین مانگا کرتا تہا کہ اے انکہہ والے مجھہ اندہی کا ہاتہہ پکڑ - آخر عنایت الہی اور تربیت غیبی نے پہر جوش مارا کہ دسمبر ۱۸۶۰ء مین یہہ خاکسار یک بیک بعارضہ ایک سخت دنبل کے جو میری جانگہہ پر نکلا تہا بیمار شدید ہوا کہانا پینا سب چہوٹ گیا ڈیڑہ مہینے تک اوس سے سیرون پیپ جاری رہی پانچ ہفتہ تک ہسپتال مین پڑا رہا - مرنے مین کوئی دقیقہ باقی نرہا تہا - دوست آشنا سب مایوس ہوگئے تہے - اوس حالت مرض مین یہہ خاکسار بہت گڑگڑایا اور اپنے گذشتہ

حالت سے منفعل ہوکر پورا پورا تائب ہوا اور عہد کیا کہ اس مرض سے شفا پانے بھی نماز تہجد بہی پہر شروع کردونگا اور قران و حدیث کا مطالعہ کیا کرونگا مجکو اوسی وقت آثار قبولیت دعا کے معلوم ہوگئے اور اوسی گہڑی سے دل کی حالت پلٹ گئی اثار رحمت اور تربیت دینی کی ظاہر معلوم ہونے لگے۔ بہولا ہوا قران و حدیث اور ادعیات ماثورہ آپ سے آپ یاد ہونے لگ گئین نماز اور دعامین لذت اور حلاوت پانے لگا تب مین سمجہا کہ یہہ بیماری محض میری اصلاح اور تربیت کے واسطے ہی تہی۔ ہسپتال سے واپس آن کر مین نے پہر از سر نو حدیث اور تفسیر ٹپرہنا شروع کردیا اور تہوڑی ہی عرصہ مین میری حالت پہلے سے بھی اچھی ہوگئی پہر مین نے خیال کرکے دیکہا کہ جب قران و حدیث کے ٹپرہنے سے طبیعت گہبراتی تہی اور زبان پر ثقل ہوجاتا تہا اور ایک دو آیت ٹپرہنا ہی محال اور دشوار تہا وہ اب مین دن بہر بیٹہہ کر ٹپرہتا ہون اور اوسکے ٹپرہنے سے طبیعت کو سرور اور دل کو لذت ہوتی ہے اور وہ دعا جسکے واسطے ہاتہ اوٹہانا محال تہا اب گہنٹون مانگنے سے بہی طبیعت سیر نہین ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اور طاعت کی توفیق دینا یہہ بھی مالک اوسکا فضل ہی جسکو چاہے دیوے اور جسکو چاہے ندیوے۔

جو آگ گرفتاری وہابیان ۱۸۶۳ء مین تہانیسر مین روشن ہوئی تہی اوسکو روز بروز ترقی ہوتی گئی خود ہماری مسلمان اور ہندو بہائی بہی بہجہانے کے اوسمین ادر تیل اور تارپین ڈالکر زیادہ بہڑکاتے گئے آخر کو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے تو نرا اردن من لا ئیٹی راؤد اور کرشن ایل اوسمین ڈالدیا اور ہماری سرکار کو یہان تک بہڑکایا کہ صادق پور پٹنہ کے وہ مکانات کہ جنمین قافلہ کے لوگ ٹہرا کرتے تہے مع مکانات سکنی ان قرضی باغیون کے کہود واکر پہکوادیئے مگر اسپر بہی سرکار کا دل ٹہنڈا نہوا ۱۸۷۲ء کے آخیر تک پٹنہ اور بنگال مین سلسلہ گرفتاری بیگناہون کو جاری رکہا بیچارہ امیر خان سوداگر چرم اور مولوی تبارک علی وغیرہ بہت سے آدمی پٹنہ مین پکڑ لئے مولوی امیر الدین صاحب کو

مالدہ مین جا پکڑا ایک بوڑھی اور ضعیف شخص ابراہیم منڈل کو اسلام پور مین اور اپنے محکومی
اور پورانے گواہون سے جو چاہا گواہی دلوا کر بیچارون کو کالے پانی کو روانہ کیا اور امیر خان
کی چند کروڑ کی جائیداد سے اپنا کل خرچہ پورا کر لیا اگرچہ اس امیر خان کو باوجود جرائم
الجنسی کے چار برس بعد گورنمنٹ نے احسان رکھہ کے چھوڑ دیا مگر چار برس پہلے اگر
الزام سے بری ہو کر چھوٹ جاتا تو اپنی کروڑون کی جائیداد منضبطہ بھی سرکار سے واپس
لے لیتا۔ مارچ ۱۸۶۲ء مین مولوی تبارک علی صاحب اور مولوی
امیر الدین صاحب بھی ہمارے پاس کالے پانی مین پہونچے مگر بوجہہ اجرائی قانون جدید سختی
کے بیچارون کو مدت تک سخت مشقت کرنی پڑی لیکن بفضل الٰہی کچھہ عرصہ بعد مولوی تبارک علی
صاحب اسٹیشن محرر اور مولوی امیر الدین صاحب معلم مدرسہ مقرر ہو گئے اور فقط دس برس
کاٹنے کے بعد بتوجہ و فیض بخشی لارڈ رپن صاحب بہادر ہماری ساتہہ ہی رہا ہو کر اپنے اپنے
گہر کو واپس آ گئے اور وہ اونکی سختی قید کی ایام قید مین مجرا ہو کر ہماری برابر ہو گئے۔
جب دس برس تک بھی یہہ سلسلہ دار و گیر بند نہوا تو مین اپنے بد اعمال کو یاد کر کے
بہت کوڑہا کرتا تہا کہ یہہ آگ تیری گہر سے نکلی اور تیری بد اعمالیون کے سبب سے دس برس سے
تمام ہند مین ہزارہا علماء و شرفا گرفتار پنجہ مصیبت ہین اگر تجہہ سا منحوس بدبخت نہ پیدا
ہوا ہوتا یا بچپن ہی مین مرجاتا تو یہہ آفت اور مصیبت مسلمانون پر نہ پڑتی ؎

چو از قومے یکے بیدانشی کرد ٭ نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را۔

[تبارک علی و مولوی امیر الدین کا کالے پانی مین پہونچنا]

مارچ ۱۸۶۲ء مین اوسی جہاز مین جسمین مولوی تبارک علی اور مولوی امیر الدین صاحب
آئے ہتے میان عبد الغفار کی بی بی اور اونکے دو لڑکے بھی بحکم سرکار کالے پانی مین
پہونچے میان عبد الغفار نے بذریعہ چیف کمشنر پورٹ بلیر کے سرکار سے درخواست کی
تہی کہ میری بیوی اور بچے ہند سے بولا دیئے جاوین۔ صد آفرین بنگال گورنمنٹ پر
کہ اوسنے اپنے خرچ سے ایسے باغی کے جورو اور بچون کو کالے پانی مین پہونچوا دیا اگر متعصب

گورنمنٹ

کو یہہ خبر ہو جاتی تو وہ اس علم سے معلوم نہین کالے دالے کہا لیتے
سرکار کا یہہ غصہ اور وہابیون کو ڈہرا دہر دس برس تک دریا برد کرنے رہنے سے یہہ
غرض تہی کہ وہابیون کا قلع قمع ہندسی کیا جاوے اونکا بیج ناس ہو جاوے سو مین نے
کالے پانی سے واپس آنکر اسکے برعکس دیکہا میری موجودگی ہند کے وقت شاید
پنجاب بہر مین دس وہابی عقیدے کی مسلمان بہی موجود نہ تہی اب دیکہتا ہون کہ
کوئی گانو اور شہر ایسا نہین ہی کہ جہان کے مسلمانون مین کم سے کم چہارم حصہ وہابی
ہون یوماً فیوماً یہہ فرقہ ایسا بڑہ رہا ہے جیسے ایک وقت پر الٹسٹنٹ یک بیک تمام یورپ
مین بڑہ گئے تہے اور کوئی عذاب اور شکنجہ کشی اور سولی اور پہانسی و جلاوطنی اور آگ مین
زندون کو جلا دینا اونکی ترقی کو مانع ہوا تہا بلکہ تجربون سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی فرقے
کی ترقی کو مانع ہونا اور اوسمین تشدد کرنا سب سے زیادہ قوی سبب اوسکی ترقی وجاہ
جلال کا ہوتا ہے دور کیون جاؤ تہوڑے دن کی بات ہی کہ جب سکہون کا فرقہ نکلا اور
اوسکی ترقی شروع ہوئی مغلون نے کس قدر اوسکے نیست نابود کرنیکے علاج کئے
مگر خدا کے بڑہائے ہوئی کو کون روک سکتا ہے آخر وہی سکہہ ہین جنہون نے پشاور
سے دہلی تک مغلون کی سلطنت چہین لی اور سو برس تک بڑے جلال اور اقبال
سے راج کیا اودہر دکہن مین مرہٹون کا یہی حال سمجہو جتنا روکا وتناہی بڑہتے گئے
خداوند تعالی کی حکمت بالغہ مین دست اندازی کرنا اپنے کو ہلاک کرنیکا سامان ہے

۱۲۔۱۰ اپریل سنہ ۷۲ء کو میری بڑی لڑکی خیر النساء پیدا ہوئی اسکے عقیقے کا
کہانا بہی بڑی دہوم دہام سے ہوا تہا اور مولوی تبارک علی صاحب اور مولوی امیر الدین
صاحب جنکو وہان پہونچ کر فقط پندرہ دن ہوئے تہے اس عقیقہ مین شامل تہے اسکے
بعد میری دوسری لڑکی احمدی خانم پیدا ہوئی ماری محبت کی اسکا نام مین نے اپنی
ہندوستان کی لڑکی کے نام پر رکہا تہا اسکے عقیقے کا کہانا بہی ویسا ہی دہوم

دہ کام سے ہوا اسکے بعد پہر تیسرا بچہ محمد صادق ۲۶ - نومبر سنہ ۷۸ء کو پیدا ہوا اسکا نام بہی میں نے
اپنے ہندوستانی لڑکے کے نام پر رکہا تہا - اس لڑکے کی پیدایش کے وقت ایک عجیب
اسرار الٰہی جو غالباً میری تسلی کے واسطے تہا ظاہر ہوا جسدن یہہ لڑکا کالے پانی مین
پیدا ہوا اوسی دن بلکہ اوسی وقت میرا بڑا لڑکا محمد صادق پانی پت مین فوت ہوگیا۔
جب اوسکی وفات کی خبر مجکو پہونچی مین نے اوسکا نعم البدل اوسکے ہمنام اپنے پاس
دیکہہ کر صبر شکر کیا اور اوسکی والدہ کو بہی اوسکا نعم البدل اور ہمنام ملجانے کی خبر لکہہ
بہیجی مگر شان الٰہی کہ ڈیڑہ برس کا ہو کر یہہ محمد صادق ثانی بہی ۱۰ - جون سنہ ۸۰ء کو مرگیا
مگر اوسکے بعد تین لڑکی اور دو لڑکے اور مجکو عنایت ہوئے جو اسوقت تک بفضل الٰہی زندہ
اور میرے ساتہہ ہین۔

جب مین نے انگریزی سیکہی تو ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب اور انڈین مسلمانس کے دیکہنے کا
بڑا اشتیاق ہوا مشکل تمام بہ قیمت کو کلکتہ سے ایک جلد طبع دویم کی مین نے منگوائی
اور اوسکا مطالعہ کیا تو ایک مقام پر دیکہا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بڑی لمبی چوڑی
تمہید اور تولتا باندہ کر لکہا ہے کہ اگر بنظر تراحم خسروانہ سرکار کبہی ان وہابیون کو
کالے پانی سے رہائی بہی دیوے تو یہہ لوگ اپنی رہائی کو منجانب اللہ سمجہہ کر ہندکو
واپس آنے کے بعد اور زیادہ موجب تخریب و بربادی سلطنت انگریزی کے ہونگے پہلے
ہی سے سرکار کا غصہ دیکہہ کر ہم رہائی سے ہاتہہ دہو بیٹہے تہے یہہ مضمون زہرامیز
دیکہہ کر رہی سہی امید بہی جاتی رہی اور اسکے بعد جب گورنمنٹ ہند نے قواعد رہائی
قیدیان دایم الحبس بعد انقضائے بیس برس تاریخ قید سے جاری کئے تو اوسمین
بہی ہمارا مقدمہ رہائی سے مستثنیٰ ہوگیا تہا - اوران سب سے بڑہ کر نا امیدی اسوقت
ہوئی تہی کہ جب سنہ ۱۸۸۱ء مین خود ڈاکٹر ہنٹر صاحب مولف کتاب مذکور گورنرجنرل ہند
کے مصاحب مقرر ہوگئے - تب ہم نے جانا کہ جبکی کتاب کو ایک دفعہ مطالعہ کر کے بڑے

سے ہمارا دانا انگریز ساری عمر کے واسطے ہمارا دشمن جانی ہو جاتا ہے تو اوسکی موجودگی
محکمہ گورنری مین رہائی کیا معلوم ہمپر اور کیا آفت لا دے گی ۔ با اینہمہ سنہ ۱۸۸۱ع
سے یہہ بات غیب سے دلمین ملہم ہوئی تھی کہ ہم جلد رہا ہوکر ہندکو جانے والے ہین مین نے
مولوی انوار الاسلام اور حافظ سعد اکبر پانی پتی کو خطوط بہی لکہدیئے تہے کہ مین جلد
ہندکو آیا چاہتا ہون ۔ ایک دوسری بات مطالعہ کتاب مذکور سے اور معلوم ہوئی تھی کہ
موئلف موصوف نے صفحہ ۲۱۵ کتاب مذکور مین لکہا ہی کہ "ان ایام مین جو ہم مقام شملہ مین
یہہ کتاب لکہہ رہا ہون محمد شفیع بمقام پٹنہ اپنے مذہبی بہائیون پر سرکار کا گواہ ہوکر اونکو
قید کرا رہا ہے اور یہہ وہ محمد شفیع ہے کہ جسکو سنہ ۱۸۶۴ع مین عدالت انبالہ سے پہانسی دینے
کا حکم ہوا تہا اگر اوسوقت اوسکو پہانسی پڑجاتی تو آج ہزارون مسلمان اوسکو شہید مرد
سمجہکر اوسکی قبر کو پوجتے اور دور دور سے زیارت کو آتے مگر آج وہی شہید مرد سرکاری
گواہ ہوکر اپنے دینی اور ہم عقیدہ بہائیون کو بڑی کوشش سے پہنسا رہا ہے" فقط یہہ
لکہنا ڈاکٹر صاحب کا کچہہ محمد شفیع ہی پر نہین بلکہ کل مسلمانون پر ازراہ طعن کے ہے
سو یہہ طعن سوائے محمد شفیع کے دوسرے مسلمانون پر یا مذہب اسلام پر قایم نہین ہوسکتا
منجملہ کل مسلمانون کے ایک مین ہی ہون مجکو گواہ کیون نہ بنا لیا پارسن صاحب نے
دسمبر سنہ ۱۸۶۳ع مین میرے گواہ بنانے کو کوئی کوشش اوٹہا نرکہی تھی مگر مین اونکو بچون کا
کہیل سمجہتا تہا اور اسوقت تک بہی میرا یہہ حوصلہ ہے کہ مسلمان تو درکنار مین اپنی
جان دیدینے کو اس سے لاکہہ درجہ بہتر جانتا ہون کہ کسی ہندو یا کرشتان کو پہنسا کر
اپنی جان بچا لون ۔ اسبات مین ہم ڈاکٹر صاحب کی رائے کے متفق ہین کہ دیندار
اور جوانمردون کا وہ کام نہین ہے جو محمد شفیع سے سرزد ہوا وہ غریب مسلمان جو محمد شفیع
کی گواہی سے قید ہوئے اور اونکے خویش اقارب کیا کہتے ہونگے اور محمد شفیع اب
نامردانہ چال سے قید سرکاری سے تو برائے چندے مخلصی پا یا مگر پنجہ موت سے

تو نہ بچ سکا آخر ۱۲۹۵ء مین بمقام دہلی مرگیا اور مین جو گواہ نہ ہوا تہا اسوقت تک
با عیش عشرت زندہ دندنا رہا ہون اور اسوقت بہی میرے ہزارون مخالف ہین لیکن
میرا بال بہی بیکا نہین کر سکتے سوائے اسکے محمد شفیع وغیرہ موحدون کی حرکت یہودا
اسکریوطی خاص مرید اور حواری مسیح علیہ السلام سے بڑہکر نہین ہے جسنے بلا دہمکی پہانسی
اور قید کے یہودیون سے چند درہم رشوت لیکر اپنے مرشد مسیح علیہ السلام کو پکڑوا دیا تہا
حالانکہ یہہ یہودا وہ شخص ہے کہ جسکے واسطے فقط شہادت ہی نہین بلکہ جنتی ہونے
کی بشارت ہی حضرت مسیح دے چکے تہے - اب ایدہر ذرہ چشم انصاف کہول کر
خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اوس کیفیت کو کہ جب حضرت موصوف مثل مولف قید ہوکر
امتحان مین پڑے تہے مولف ایک ادنیٰ امتی اور پیرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حال
سے مطابقت اور مقابلہ کر کے دیکہئے - انجیل مین لکہا ہے کہ حضرت موصوف آثار اپنی
موت کے دیکہہ کر ایسے بدحواس ہو گئے تہے کہ منہہ کے بل گر پڑے اور دعا مانگنے لگے
کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہہ موت مجہہ سے ٹال دے اور پہانسی پر چڑہکر بہی حضرت
ممدوح مین ذرہ ہی صبر اور استقلال نہین رہا تہا مثل ڈرپوکنون کے عین پہانسی پر
پکارتے تہے کہ اے میرے خدا تو نے مجکو کیون چہوڑ دیا - اب اسکے مقابل اس ادنیٰ
پیرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خداداد استقلال اور صبر کو دیکہئے کہ قید مین آکر اور پرین
صاحب کی وہ مار اور کوٹ کہا کر کہ جسکے سُن لنے سے بدن پر رونگٹے کہڑے ہوتے ہین کبہی
سی بہی نہین کیا اور پہانسی کا حکم سُن کر وہ خوشی اور فرحت اوسکو ہوئی تہی کہ
شاید ہفت اقلیم کی سلطنت کے ملنے سے بہی ایسی خوشی نہوئی ہوتی اور ڈاکٹر ہنٹر
صاحب کی کتاب کے صفحہ ۹۹ کو پڑہ کر دیکہئے کہ آخر وہی خوشی موجب موقوفی حکم
پہانسی مع معدا کی ہوئی تہی - بلا امتحان آدمی کے ایمان اور استقلال کی کیفیت
معلوم نہین ہو سکتی اب جس نبی کے ادنیٰ امتیون اور پیرونکی یہہ کیفیت ہے اور دمشقی

طرف خود بنیوں کی وہ حالت اس سے ناظرین دونو بنیوں کی فضیلت اور برتری کا
اندازہ بخوبی کر سکتے ہین - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - گو مین اس قصہ انجیل
کو ان نصرانیوں کی ایک بناوٹ اور تحریف جانتا ہوں مگر واسطے رفع اعتراض مدعی کے یہان
اوسکو نقل کر کے استدلال کیا گیا اور در اصل مجھہ گنہگار کو حضرت مسیح علیہ السلام سے
کچھہ کاہ یا کوہ کی بھی نسبت نہین ہے - چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭٭ اور ہماری
قران مجید مین اللہ رب العزت فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَھُمْ عَذَابُ جَھَنَّمَ وَلَھُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ط بتحقیق جو
شخص مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو تکلیف مین ڈالے اور پھر دل سے تائب نہوئے
تو اوسکے واسطے عذاب دوزخ کا اور عذاب جلتی آگ کا تیار تیار کیا گیا ہے - اور مجکو بہت سے
معتبر لوگوں سے معلوم ہوا کہ محمد شفیع اپنی اس حرکت پر نہایت پشیمان اور رو رو کر صدق
دل سے تائب ہوا پس ایسی صورت مین محمد شفیع وعید لَمْ یَتُوْبُوْا مین داخل نہین ہوتا
اور اوس ستار اور غفار سے امید ہی کہ اوسکو بخشدیوے - اجی حضور دین مذہب کی
بحث کو چھوڑ دو دنیا کی بہادر اور شجاع آدمی بھی کبھی ایسی حرکت نہین کرتے اور اوسکو سخت
نامردی اور بڑا عیب جانتے ہین - اُن کل واقعات کو جنمین یہہ خاکسار حین قیام
پورٹ بلیر کے وقتاً فوقتاً تعصب یا دشمنی دشمنان یا خود اپنی بے احتیاطی سے پہنس کر
بار بار تائید الہی سے بری ہوتا رہا اور متعصب اور دشمن شرمندہ ہوتے گئے مفصل لکہنا
بڑا طول عمل ہی اس بتیس برس مین ہر فجر سے شام تک بنیوں واقعات ایسے درپیش آتے
ہتے جنمین مین تائید الہی اور حفاظت وہبی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتا تھا اب ایسے
الطافات کو جو کسی شخص پر بر گزری مثل باران ابر برس رہی ہوں کہان تک لکھہ سکے
جون ۱۸۸۲ء مین یہہ خاکسار میر منشی ضلع جنوبی پورٹ بلیر کا مقرر ہو کر ابر ڈین
کو بدل گیا اور اپنے پرانے آقا اور شاگرد میجر پراتہر صاحب ڈپٹی کمشنر کا میر منشی ہوا

مولف کا میر منشی ضلع جنوبی مقرر ہونا

جہان میں اپنی رہائی اور روانگی کی تاریخ تک برابر اوسی عہدہ پر رہا۔ اس صاحب نے میری اعانت سے پورٹ بلیر کے آئین کی کتاب بھی بنائی جو بعد منظوری گورنمنٹ کی مشتہر بھی ہوئی اوسکا اردو ترجمہ بھی خود میں نے ہی لکھا تھا اور وہ بھی چھپ چکا ہے۔

میری چودہ برس کی عمدہ کارگذاریوں اور جانفشانیوں پر نظر توجہ ہوکر اسی صاحب کی تحریک سے گورنمنٹ ہند کو میری رہائی کی رپوٹ بھی ہوئی تھی۔ اوس رپوٹ پر رہائی ہو گیا ہوتی تھی مگر سکرٹری ہوم ڈپارٹمنٹ اسقدر ناراض ہوئے کہ تاحیات میری یا تاقیام انگریزی عملداری کے میری رہائی غیر ممکن بلکہ محال ہوگئی۔ اس رہائی کی نامنظوری کے بعد سنہ ۱۸۷۹ء میں حسب درخواست بعض حکام اور دوستوں کے میں نے تواریخ جزائر انڈمان مسمی بہ تاریخ عجیب تصنیف کی تھی جو سنہ ۱۸۸۰ء میں مطبع نول کشور واقعہ لکھنو میں طبع بھی ہوگئی۔ اس کتاب کے دو سو نسخے میں نے خود خرید کر تمامی کمشنران او ڈپٹی کمشنران پنجاب اور محکمہ گورنری ہند اور لفٹنٹ گورنری پنجاب اور اپنے اکثر عنایت فرماؤن اور دوستوں کو بطور یادگار روانہ کئے اور سب کو جتلا دیا کہ میں نہایت عیش آرام کے ساتھ زندہ موجود اور جلد آنے والا ہون۔

سنہ ۱۸۸۰ء کی آخر میں مولوی عبد الفتاح پسر مولوی عبد الرحیم صاحب اپنے والد کی ملاقات کے واسطے پورٹ بلیر میں پہونچے اور کوئی ایک برس تک وہان رہکر پھر ہند کو واپس چلے گئے اوسوقت مولوی عبد الرحیم صاحب نے ایک مسودہ عرضی اپنی خاص رہائی کے واسطے لکھواکر اپنے بیٹے کی معرفت سے ہند کو روانہ کیا تھا کہ وہان ایک عرضی اوس مسودہ کی موافق اونکی بیوی کی طرف سے تیار ہوکر بحضور گورنر جنرل ہند اپریل سنہ ۱۸۸۲ء میں پیش ہوئی جسمین یہہ بیان تھا کہ میرے شوہر پر دراصل کچھہ بھاری مقدمہ ثابت نہوا تھا اسواسطے بروقت تجویز مقدمہ سشن جج اور نیز چیف کورٹ نے یہہ ارشاد کیا تھا کہ بشرط نیک چلنی بعد چودہ برس کے عبد الرحیم کے مقدمہ میں پھر نظر ثانی کیجاو

[مولوی عبد الرحیم کی زوجہ کی جانب سے عرضی پیش ہونا]

کی سواب تو اٹھارہ برس ہو گئے مین نے اونکی جدائی مین بہت تکلیف اوٹھائی اور
وہ بہی بہت بوڑہا ہو گیا سرکار اب اوسکو بعد ملاحظہ مثل کے رہائی بخشتے ۔ بعد ملاحظہ
اس عرضی کے لارڈ رپن صاحب بہادر نے سوائے طلبی متعلقہ مقدمہ کی پنجاب اور بنگال گورمنٹ
سے رائے بہی طلب کی کہ اگر ان وہابیون کو رہائی دی جاوے تو کچہہ قباحت تو نہین
سے بعد آنے آرائے لوکل حکام کے مقدمہ مذکور تا شروع سال آیندہ کے ملتوی ہو گیا
چونکہ یہہ عرضی فقط مولوی عبد الرحیم صاحب کے واسطے تھی اور دراصل اونکا قصور ہی
کچہہ نہ تہا فقط مفسدون کی اولاد تصور ہو کر زبردستی قید کئے گئے تہے اسواسطے
ہم لوگون کو فقط اونکی رہائی کا انتظار تہا ۔ اوس ذریعے سے اپنی رہائی کا تو ہمکو ان [illegible]
ہماری آخر وقت مین سب بنگال گورکی صاحب لوگ پورٹ بلیر مین جمع ہو گئے تھے اسی
سبب سے اونکو تعصب بہی ہم لوگون سے زیادہ تہا ۔ ۱۸۸۱ء مین بوجہہ پیری اور ضعف کی
مولوی احمد اللہ صاحب جنکی عمر اوسوقت اسی سال کے قریب تھی بہت نحیف قابل
ترحم دشمنان ہو گئے تہے ۔ اونہون نے اپنی یہہ حالت زار دیکہہ کر اپنے بیٹے مولوی
محمد یقین صاحب سے جو کلکتہ مین مقیم تہے بلا کر ملاقات کرنا چاہا حالانکہ بموجب قاعدہ
عام پورٹ بلیر کے یہہ ملاقات جائز اور درست تہی مگر فقط اس سبب سے کہ احمد اللہ
وہابی ہے اونکی یہہ درخواست نامنظور ہو گئی ۔ اس مابین مین [illegible] مین نے بہی
ایک درخواست کی تہی کہ محمد رشید میرے حقیقی برادرزادہ کو میرے پاس پورٹ بلیر
مین آنے کی اجازت بخشی جاوے حالانکہ یہہ درخواست بہی سراسر قابل منظوری کی
تہی مگر فقط اس سبب سے کہ سایل وہابی ہے وہ بہی نامنظور ہو گئی ۔ انہین ایام مین میرے
ایک دوسری درخواست واسطے ترقی تنخواہ کی بہی پیش کی تہی جسپر فقط مجکو اونکے تعصب کا
اندازہ اور گہرا دریافت کرنا منظور تہا ۔ حالانکہ ہمارے صاحب ضلع نے میری درخواست پر
بڑی لمبی چوڑی سفارش لکہی تہی لیکن جو حکم کرنیل کیڈل صاحب نے اوسپر صادر

فرمایا ہر ہر فقرہ اوسکا تعصب اور عداوت سی بہرا ہوا ہے - مین اوسیوقت سمجھہ گیا کہ یہہ حکام مجکو آنکہہ سے دیکہنا بہی پسند نہین کرتے اور ہر دم اس فکر مین ہین کہ کوئی حیلہ حوالہ پاکر بہیت بڑی جیل منبطی جایداد وغیرہ سے جسقدر سکین مجکو سزا دیوین مگر میں خداوند کریم اور حفیظ کے ہوتے اونکی کیا پرواہ کرتا تہا آخر کچہہ بہی نکر سکے اور مین چہوٹ کر چلا آیا -

جب مولوی احمد اللہ صاحب نہایت کمزور اور چراغ سحری ہو گئے تو مولوی عبد الرحیم صاحب نے اونکی حالت اور کمزوری بیان کر کے حکام کو لکہا کہ مین اونکا رشتہ دار قریب ہون اور دیہہ مین کوئی اونکی خبر گیری کرنے والا نہین ہے اسواسطے امیدوار ہون کہ اونکو ابرڈین مین میرے گہر پر رہنے کی اجازت بخشی جاوے یہہ درخواست بہی جسکے پڑہنے سے سنگدل کا دل نرم ہو جاوے فقط اس وجہہ سے نامنظور کی گئی کہ احمد اللہ اور عبد الرحیم دونو وہابی ہین اونکے ساتہہ ایسی رعایت اور مہربانی نہین ہو سکتی - جب مولوی صاحب موصوف کا حال نہایت پتلا ہوا اور صاحب لوگون کے تعصب کا یہہ حال تہا تو مولوی عبد الرحیم صاحب نے یہہ اجازت چاہی کہ مجکو رات کو دیہہ مین اونکے پاس رہنے کی اجازت بخشی جاوے سو یہہ درخواست بعد بڑی دریافت اور بحث کے منظور ہو کر مولوی عبد الرحیم صاحب کو ۲۰ - تاریخ نومبر کو شام کے وقت پاس ملا اور اوسی رات واقعہ ۲۱ - نومبر ۱۸۸۱ء مطابق ۲۸ - محرم ۱۲۹۹ ہجری شب دوشنبہ کو بوقت ایک بجے رات کے مولوی صاحب موصوف کے روح اس جسم قید در قید کو چہوڑ کر فردوس بریں کو پرواز کر گئی - مولوی صاحب کی وفات کے وقت عبد الواحد نام ایک ملازم مولوی صاحب موصوف کا اونکے پاس ہسپتال مین حاضر تہا مرنے کے وقت مولوی صاحب نے جو پہلے چند روزہ سے عالم بیہوشی مین تہے آنکہہ کہول کر الا اللہ یا مالک الملک آخری کلمہ فرمایا اور سرد ہو گئے - ۲۱ تاریخ کو بوقت ۸ بجے فجر کے بمقام ابرڈین ہم لوگون کو اطلاع ہوئی ہم سب آدمی معیت سے دوستونکے ۹ بجے فجر کو دیہہ مین پہونچ گئے - یہان کچہری ضلع مین میر منشی تہا اور بڑا اہتمام

(وفات مولوی احمد اللہ صاحب)

باہتمام

صاحب ضلع کی جانہین سکتا تہا مگر بوجہہ موجودگی تعصب حکام کے یہہ امید بہی نہتی کہ مجکو وہان جانے کی اجازت ہو اسواسطے مین بتوکل مولا بلا اجازت چلا گیا اور ایک عرضی اطلاعی ٹمٹرک پر کہڑی ہوکر دوسری لکہکر بہیجدی کہ مین مولوی احمد اللہ صاحب کی تجہیز تکفین مین شامل ہونے کو دینپور جاتا ہون آج کی میری غیر حاضری معاف فرمائی جاوے - ہم نے دینپور مین پہونچکر آخری درخواست حکام انگریزیہ سے یہہ بہی کر دیکہی کہ ہمکو اجازت بخشی جاوے کہ مولوی احمد اللہ صاحب کی لاش کو ابرڈین مین لیجاکر اونکے سگے بہائی مولوی یحیی علی صاحب کی قبر کے متصل دفن کر دیوین - یہہ درخواست بہی نامنظور ہوئی اور اونکی لاش پر بہی انگریزون نے حکم چلا لیا - جب یہہ درخواست بہی نامنظور ہوئی تو لاچار بعد غسل و نماز کے اونکی لاش کو لیجا کر گور غریبان واقعہ ڈنڈر بیٹ مین جو دینپور سے تہوڑی دور ہے دفن کر دیا - اپنے تجربات بست سالہ مین مین نے یہہ بہی اکثر دیکہا کہ جب کبہی کسی افسر یا حاکم کی مدد پر مین نے بہروسا کیا اور خدا کی طرف توجہہ نکی تو میرے رب نے اوسی خیالی معاون کے ہاتہہ سے مجکو ایذا پہونچانے کا بندوبست کر دیا مگر جب مین تائب ہو کر اوسکی طرف رجوع ہوا تو پہر اوس غالب زبردست حکمت والے نے میری مدد کی اور آفت سے نجات بخشی - اور جو میرے دشمن تہی اور جن سے مین ڈرتا تہا اونکو میری مدد اور پشت و پناہ بنا کر کہڑا کر دیا - کالے پانی مین مسٹر روپ اسٹراف اسٹنٹ کمشنر میرا پہلا شاگرد تہا جسکی امید کا مجکو بہت بہروسا تہا سو اوس شاگرد رشید نے چار پانچ ایسی سخت رپوٹین میرے اوپر کین کہ اگر برج صاحب جسکو مین اپنا دشمن جانی جانتا تہا میری مدد نکرتا تو مین ایک ہی رپورٹ پر جیل مین پہونچ گیا ہوتا دوسرے سمبر مین میرے خیال مین برا تہر و صاحب میری ٹرے محمد و معاون تہے اوہون نے ایک خفیف درخواست کر شفعہ اس سے سٹیہ پر میری سزا کیواسطے لکہدیا اوسمین بہی میجر برج صاحب نے جو میرے خیال مین میرے دشمن تہی نہایت دلیری سے مجکو بچا لیا - خداوند تعالی کو کسی طرح بہی منظور نہین ہے کہ مین اوسکی طرف سے توجہہ پہیر کر غیر اللہ کی طرف رجوع کرون -

ستمبر ۱۸۸۱ء مین لاچار ہوکر میری بیوی نے پانی پت سے مجکو لکہا کہ لڑکی جوان ہو گئی تمہاری

رہائی کی امید پر آج تک اوسکی شادی کا ارادہ بہی نہین کیا اب بظاہر کوئی شکل تمہاری رہائی کی ایسی جلدی نہین ہے اسواسطے اگر اجازت دو تو کسی جگہہ اوسکی شادی کا بندوبست کیا جاوے اور اس کار خیر کے واسطے کچہہ خرچ ضروری بہی بہیجدو مین نے ۱۴ - اکتوبر ۱۸۸۲ع کو گویا تاریخ حکم رہائی سے اڈہائی ماہ پہلے بقدر تین سو روپیہ کے نقد و زیور و پارچہ پانی پت کو بہیجدیا - اور اپنی بیوی کو لکہا کہ تم کسی دیندار مسلمان سے اس لڑکی کی شادی کردو مگر عقد کے پہلے اوس آدمی کا نام اور پیشہ اور کیفیت دینداری وغیرہ تحریر کرکے میرے پاس بہیجدو چونکہ ہند کے خط کا جواب ڈیڑہ دو مہینے مین بذریعہ اگبنوٹ آتا ہے اس سبب سے ابہی یہہ سوال و جواب طے بہی نہین ہوئے تہے کہ ۳۰ - دسمبر ۱۸۸۲ع کو میری رہائی ہوکر مجہہ سے پہلے پانی پت مین میری بیوی کو اطلاع ہوگئی اور مین نے بہی اونکو لکہہ بہیجا کہ اب مین خود آتا ہون آپ آکر خود اوسکا انتظام کرونگا مین نے پانی پت مین جاکر ایک عجیب حال سنا کہ جب میرا بہیجا ہوا پولندہ پارچہ و زیور اور ۱۵۰ نقد پانی پت مین پہونچکر ایک جلسہ عورات محلہ مین کہولا گیا تو میرے اس کار خیر مین بوجہہ معذوری قید شریک نہونے کے سبب سے بجائے خوشی رسید زر و زیور کی میرے گہر مین کہرام مچگیا تہا - میری بیوی اور لڑکی زار زار روکر یہہ دعائین کرتی تہین کہ خدایا اوسکو بہی اپنی قدرت کاملہ سے شریک اس کار خیر کا کر وہ زاری اور فریاد اونکی اوس مستجاب الدعوات نے اوسی دم قبول کرلی اور اسکے صرف ایک ماہ بعد میری رہائی کا حکم صادر ہوگیا اور بروقت بہیجنے زر و زیور وغیرہ کے مجکو بہی از بس تمنا تہی کہ کسی طرح اپنی لڑکی کا نکاح مین خود پڑہتا گو یہہ بات اوسوقت محض غیر ممکن تہی مگر اوسکی قدرت کی قربان جایئے کہ آخر اوسکی عنایت سے مین اوس جلسہ مین شریک بہی ہوگیا اور وہ نکاح بہی مین نے خود پڑہا۔

اب جو میری رہائی کا زمانہ قریب آیا تو مین ہر اگبنوٹ مین اپنی رہائی کا منتظر رہتا اور اوس ملک کے تحفے تحائف جمع کرکے چلنے کو تیار بیٹہا تہا - آخر ۲۲ - جنوری ۱۸۸۳ع روز دوشنبہ کو مہارانی نام اگبنوٹ یہہ حکم لیکر پہونچا کہ جسقدر آدمی بجرم بغاوت وہابی کیس مین قید

ہیں سب ایکقلم رہا کر کے ہند کو روانہ کردئے جاوین اونکے لوکل گورنمنٹ اونکی سکونت کی واسطے
بندوبست معقول کرینگے ۔ جب یہہ حکم وہان پہونچا تو ایک مین اور دوسرے مولوی عبدالرحیم تیسرے
میان عبدالغفار چوتھے مولوی تبارک علی پانچوین مولوی امیرالدین چھٹے میان مسعود کل نفر
اس مقدمہ کے وہان موجود تھے سو سب کی رہائی ہوگئی ۔ جب یہہ حکم بذریعہ اخبارون کے
ہندمین مشہور ہوا تو بوجہہ حمیت اسلامی جملہ انجمن و مجلس ہائے اسلام نے اس ترحم خسروانہ
لارڈ رپن صاحب بہادر پر بذریعہ میموریل کے اونکا شکریہ ادا کیا ۔ جیسے ہماری گرفتاری پر گھر
گھر تمام ہند مین واویلا مچگیا تھا ویسے ہی گھر گھر خوشی اور شکریہ کی مجلسین منعقد ہوئین گو
اکثر متعصب حکام کے سلوک نے اس خوشی کو کسی قدر گھٹا دیا ہے مگر لارڈ رپن صاحب
کی مداحی اور شکرگذاری سے ہماری زبان او قلم کبھی قاصر ہوگی جسکی اولوالعزم اور
ترحمانہ پالسی سے ہمکو ہند کا دیکھنا پھر نصیب ہوا ۔ اسی عرصہ مین میرے ایک پورانے شاگرد
کپتان ٹمپل صاحب نے جو بروقت میری رہائی کے خاص کیمپ انبالہ مین مجسٹریٹ تھے میری
رہائی کی خبر پاکر مجکو لکھا کہ اگر تم میرے پاس رہنا قبول کرو تو مین گورنمنٹ سے اجازت
لیکر تمکو اپنے پاس بولالون مین نے اس پیام کو تائید غیبی سمجھ کر فوراً قبول کرلیا اور
اونہون نے بھی اوسی دم گورنمنٹ پنجاب سے اجازت حاصل کر کے اور آپ میرا ضامن ہو کر
کل شرائط نگرانی وغیرہ میرے اوپر سے اوٹھوا دین ۔

جب میری رہائی کا حکم آیا تو میری بیوی خورد دایم الحبس تھی اور اوسوقت اوسکو فقط
چودہ برس قید مین ہوئے تھے اسواسطے اوسی اگینوٹ مین گورنمنٹ ہند کو اطلاع دی گئی
کہ جب تک اوسکی بیوی رہا نہووے وہ ہند کو نہین جاسکتا اپنی رہائی کا حکم پاکر اوسی وقت
مین نے گورنمنٹ پنجاب کو لکھا کہ یہان نہایت عمدہ میرا ایک گھر موجود ہے اور مین ستّر روپیہ
ماہوار کا نوکر ہون اور ہند مین نہ میرا گھر ہے نہ مکان اور غالباً حکام پنجاب میرے وہان آنے
پر مجھ سے ناحق چھیڑ چھاڑ کیا کرینگے اور مجکو قیدی سابق سمجھ کر کوئی نوکری وغیرہ بھی نہ دینگے

اسواسطے مین امیدوار ہون کہ بطور آزاد مجکو کالے پانی مین رہنے کی اجازت ہوجاوے کہ وقتاً
فوقتاً ہند مین آکر اپنے بال بچونکو دیکھہ جایا کرون گا اس میری درخواست کی ساتھہ چیف کمشنر
پورٹ بلیر نے بھی بڑی لمبی چوڑی سفارش کی اور لکھا کہ کچھہ صورت گذارہ نامبردہ کی بطور
خاص مقدمہ کے سرکار سے تجویز ہوجاوے مگر افسوس کہ لفٹنٹ گورنر پنجاب نے میری اس
درخواست کو نامنظور فرماکر لکھا کہ اوسکو نوکری مل سکتی ہے حیز اس آخری فقرہ سے کسی قدر
میری اطمینان ہوگئی - جووہی اطمینان یعنے توجہہ جانب غیر اللہ میرے رب کو ناپسند ہوکر
ہمارے گورنمنٹ کا سلوک سراسر خلاف میری امید اور توقع کے ظاہر کرادیا - ۳ - مارچ ۱۸۸۳ء کو
مولوی عبدالرحیم و میان عبدالغفار و مولوی امیرالدین و تبارک علی روانہ ہند ہوگئے
اور بخیریت تمام اپنے اپنے گھر پہونچ گئے اسکے بعد ۲۸ - اپریل ۱۸۸۳ء کو میان مسعود بھی چلے
گئے فقط مین اکیلا بانتظار حکم رہائی اپنی بیوی کے رہگیا - یکم مئی ۱۸۸۳ء کو میری بیوی
کی رہائی بھی آگئی مگر اوسوقت میری بیوی کو چھہ مہینے کا حمل تھا اور سمندر مین موسم طوفان
کا شروع ہوگیا تھا اسواسطے مین نے تا ماہ نومبر و محرم ۱۳۰۱ھ پورٹ بلیر مین رہنے کی
اجازت حاصل کرلی اس مہلت مین مینے اپنے گھر کا اسباب فروخت کرنا شروع کیا اور
اونکے پورے پورے پیسے ہوا ہیچند الا - اکتوبر ۱۸۸۳ء مین مینے چاہا کہ میرا گھر جو بلی حسمین مین رہتا تھا مسجد
بناکر فی سبیل اللہ وقف کردیا جاوے اور سب مسلمان جو بغیر مسجد کے تکلیف اوٹھاتے
تھے اس وقف سے بہت خوش ہوئے مگر میجر سرج صاحب ڈپٹی کمشنر نے ازراہ تعصب کی یہہ رپورٹ
کردی کہ یہہ شخص وہابی ہے اور یہہ مسجد بھی وہابیون کے قبضہ مین رہے گی اسواسطے یہان
مسجد بنانے کی اجازت ندی جاوے بس وہی تعصب وہابیت کا اس کار خیر کو بھی مانع ہوا مین
دیکھہ رہا ہون کہ اس تعصب وہابیت نے انگریزون کو ایسا لصیر کیا ہے کہ اس نئے تعصب مین
حق ناحق کچھہ نہین دیکھتے بڑے بڑے جبر غریب بیکس ولا چار و بے ضرر و بے شر وہابیون پر کر
رہے ہین اور نہ معلوم اس بے وجہہ اور بیجا تعصب کا انجام کیا ہوگا - جب کہ مین نے

اپنے پورٹ بلیر مین داخل ہونے کے ذکر کے بعد حالات متعلقہ جغرافیہ وقدیم باشندگان پورٹ بلیر کے بیان کئے ہین اس مقام پر اپنے پورٹ بلیر سے روانہ ہونے کے ذکر کے پہلے قوانین و اوضاع و اطوار پورٹ بلیر کو ذکر کرکے اس جزیرہ سے کوچ کرون ۔

یہہ جزیرہ مثل دوسرے اعاطون کے ایک مستقل لوکل گورنمنٹی ہے یہان چیف کمشنر صاحب انڈمان کو اختیار ہے کہ جو ایکٹ چاہین یہان جاری کر دیوین اور جس حاکم ماتحت کو جو چاہین اختیارات دیوانی یا فوجداری کے عطا کرین ۔ یہان کا چیف کمشنر اس قسمت کا سشن جج بھی ہے ۔ یہان کے چیف کمشنر کا حکم ناطق ہے اوسکا کچہہ اپیل نہین ہو سکتا صرف مقدمات پہالنسی مین گورنر جنرل اجلاس کونسل کی منظوری لی جاتی ہے باقی اور سب امور دیوانی اور فوجداری مین یہان کا چیف کمشنر ہائی کورٹ ہی ہے ۔ یہان کوئی جہاز یا مسافر یا کوئی مال و اسباب بلا اجازت صاحب چیف کمشنر بہادر کے نہین آسکتا اور نہ کوئی آدمی بلا اجازت صاحب موصوف کے اس سٹلمنٹ سے جا سکتا ہے ۔ یہان کا چیف کمشنر صدر مقام روس مین رہتا ہے اوسکی تنخواہ تین ہزار روپیہ ماہوار تھی ۔ یہہ قسمت دو ضلعون مین تقسیم تھی ایک ضلع جنوبی جسکا صدر مقام ابرڈین ہے دوسرا شمالی جسکا صدر مقام چاٹھم ہے ۔ دونو صاحب ضلعون کے ماتحت دوسرے بہت سے اسٹنٹ اور اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر کام کرتے ہین ۔ اس سٹلمنٹ کے دستور العمل اور قواعد ابتدائے ۵۸ سنہ سے اب تک وقتاً فوقتاً بہت بدلتے رہے ہین اور ہمیشہ روبہ سختی و جبر ہین اور ہر کہ آمد بر آن مزید کرد ۔ پر یہان خوب عمل ہوتا ہے ۔ یہان قریب دو ہزار قیدی کے سالانہ ہند سے نئے قید ہو کر آتے ہین اور اسوقت قریب چودہ ہزار قیدی کے یہان موجود ہین جہاز سے اوترنے کے ایک مہینا بعد اونکی بیڑی کٹ جاتی تھی ۔ یہان کوئی جیل نہین ہے ۔ بارگون مین یہہ قیدی ماتحت قیدی افسر دن کے رہتے ہین ۔ دن مین مثل جیل ہائے ہند کے سخت مشقت کرتے ہین دو وقت اونکو پختہ کہانا ملتا ہے ۔ رات کو انہین بارگونین

بسو رہتی ہین - ان بارگون کی حفاظت پر سوائے قیدی افسرون کے اور کوئی پولس یا جنگی پلٹن نہین ہی غرض قیدیون کی حفاظت اور نگرانی اور اون کو کام پر تقسیم کرنا اور اون سے کام کروانا یہہ سب پورانے قیدی افسرون کے سپرد ہے جو سر پر لال دوپٹہ اور گلے مین چپراس ڈال کر رہتی ہین اور حسب مدارج اپنے عہدون کے سوائے خوراک کے نقد تنخواہ بھی سرکار سے پاتے ہین - ان نئے قیدیون کو بھی بشرط نیک چلنی تین چار برس کے بعد کسی قدر نقد تنخواہ ملنے لگجاتی ہے اور بعد تنخواہ پانے کے یہہ نئے قیدی بھی پٹے والے افسر مقرر ہو جاتے ہین - دس برس نیک چلن رہنے کے بعد ہر ایک مرد قیدی مستحق ٹکٹ پانے کا ہو جاتا ہے اور ٹکٹ یہہ ہے کہ قیدی آزاد ہو کر بارک سے نکلجاتا ہے اور شہر اور بستیون مین رہکر جو چاہے پیشہ کرے اور کہاوے کماوے - قریب پچاس ساٹھہ کے قیدیونکی بستیان آباد ہین جنمین قیدی ہی نمبردار اور چوکیدار و پٹواری ہین - جو لوگ کہیتی کرنیکا ٹکٹ لیتے ہین اونکو گانون مین نو تو ڑ زمین بقدر حوصلہ کے سرکار سے ملجاتی ہے اور تین برس تک محصول معاف رہتا ہے اور کبھی کبھی کچھہ نقدی اور بیل اور خوراک سے بھی سرکار مدد دیتی ہی - جو حلوائی نان بائی یا نائی وغیرہ پیشیون کے ٹکٹ لیتے ہین اونکو بھی کبھی کبھی کچھہ مدد ملتی ہے اس ٹکٹ پانے کے بعد قیدی آزاد ہو جاتا ہے جو چاہے سو کرے - جو عورتین قید ہو کر آتی ہین وہ ایک علیحدہ جزیرہ مین ماتحت قیدی عورات افسرون کے بارک مین رہتی ہین حتی المقدور جب تک وہی بارک مین رہتی ہین زناکاری کی پوری پوری روک رہتی ہی عورتون کو بھی اپنی بارک کے اندر پسائی سلائی وغیرہ کی مشقت کرنی پڑتی ہے عورتونکو پانچ برس کے بعد ٹکٹ آزادی کا ملجاتا ہے لیکن جوان عورتین جب تک شادی نکرلیوین ٹکٹ پاکر اپنی بارک سے باہر نہین جانے پاتین بعد انقضائے پانچ برس مدت قید کے عورت کو اختیار ہی جس مرد سے چاہے شادی کرلیوے - مردون مین بھی سوائے ٹکٹ والون کے مشقتی بارگ باش قیدی شادی نہین کر سکتے جب

کو شادی کرنا منظور ہوتا ہے وہ عورتونکی ٹاپومین جا کر کسی عورت کو پسند کرکے کچھہ انعام دے دلاکر راضی کرلیتا ہے اور جب میان بیوی راضی ہو جاتے ہین تو اونکو اونکی اقرار نامہ اپنی رضامندی اور محبت و موافقت سے ملکر رہنے کا روبروی صاحب چیف کمشنر بہادر کی لکھہ دینا پڑتا ہے اوسکے بعد بیوی میان کے گھر چلی آتی ہے ٹکٹ والے قیدی ملک سے اپنے بال بچونکو بھی بُلا سکتے ہین ۔ جب کوئی قیدی بیس برس تک نیک چلن رہی تو پھر اوسکی رہائی بھی ہو جاتی ہے اور اوسکو بعد رہائی کے اختیار ہی چاہے اوس مُلک مین رہی چاہے اپنے وطن اور زاد بوم کو چلا آوے ۔ بعد ٹکٹ پانے کے قید یون کو اختیار ہی کہ اپنی کمائی حلال سے چاہین لاکھون روپیہ جمع کرلیوین مگر ٹکٹ سے پہلے بلا اطلاع و اجازت حکام وہ نہ کچھہ اپنے پاس رکھہ سکتا ہی اور نہ کسی دوسرے کے پاس جمع کر سکتا ہے ۔

قیدی جب تک بارک مین رہکر مشقت کرتے ہین ایک برس یا تین مہینے مین ایک خط اپنے گھر کو بھیج سکتے اور ایک خط آمدہ سند پا سکتے ہین ۔ مگر ٹکٹ والے ہر مہینے مین ایک خط بھیج سکتے اور ایک منگا سکتے ہین ۔

[زبانہاے پورٹ بلیر]

پورٹ بلیر ایک ایسی جگہہ ہی کہ جہان چینا ۔ برہما ۔ ملائی ۔ سنگلی ۔ جنگلی ۔ نکوباری ۔ کیشمیری ۔ پشتولی ۔ ایرانی ۔ مکرانی ۔ عربی ۔ حبشی ۔ پارسی ۔ پرتگیز ۔ امریکن انگریز ڈین فرینچ وغیرہ اور ہندوستان کے سب ضلعون اور شہرون کے آدمی مثل بھوٹیا بنبیالی ۔ پنجابی ۔ سندہی گجراتی ۔ دلیس والی ۔ ہندوستانی ۔ اہل برج ۔ آسامی ۔ متہلی ۔ بندہیلکھنڈی ۔ اوڑیا تلنگی ۔ مرہٹے ۔ کرناٹکی ۔ مدراسی ۔ ملیالم ۔ گونڈ بھیل ۔ بنگالی ۔ کول ۔ سنتہال وغیرہ سب موجود ہین جب یہ لوگ آپسمین ملکر بیٹھتے ہین تو اپنی اپنی زبان مین بات چیت کرتے ہین مگر بازار اور گھرلون کی زبان یہان بھی ہندوستانی ہے ۔ ہر ملک کا آدمی یہان اگر آپ سے آپ ہندوستانی زبان سیکھہ لیتا ہے کیونکہ بے اوس زبان جانے کے یہان آدمی کا گذارہ نہین ہو سکتا ۔ میرے خیال مین یردہ زمین پر کوئی دوسرا

مقام ایسی مختلف قومون سے آباد ہوگا قریب والیس مختلف قومون کے جو ایک دوسری
کی زبان نہ سمجھہ سکے یہان موجود ہین شان اُنھی سے یہان ایک ایسا میلا جمع ہوا ہے شاید
آج تک پردہ زمین پر ایسا مجمع مختلف کہین نہ جمع ہوا ہوگا۔ جب کوئی بنگالی مرد اور مدراسی
عورت یا ہندو یا مرد اور پنجابی عورت یا سندہی مرد اور کرناٹکی عورت وعلیٰ ہذا القیاس
آپسمین شادی کرتے ہین اور میان بیوی کی اور بیوی میان کی بات نہین سمجہتے اور
ہر وقت تکرار اور لڑائی باہمی کے دونو اپنی اپنی زبان مین ایک دوسرے کو گالی دیتے
ہین اور فریق ثانی کچہہ نہین سمجہتا تو عجب کیفیت ہوتی ہے۔ یہان جب کسی تقریب شادی
پر دعوت اور نیوتہ ہو کہ ملک ملک کی عورتین جمع ہو کر اپنی اپنی بولی مین گاتی اور اپنی
وضع پر ناچتی کودتی اور اپنے اپنے ملک کا لباس پہنتی ہین تو وہ تماشہ بہی قابل دید ہے۔
یہان قوم کی پابندی جو ہندوستان کی پورانی بیماری ہے یکقلم ترک ہوگئی مسلمان مرد
خواہ کسی ذات کا ہو ہر مسلمان عورت سے بلا روک ٹوک شادی کرلیتا ہے۔ اسی طرح ہندون
مین بہی ہندو ہونا کافی وافی ہے ایک ذات کا ہونا ضرور نہین ہے برہمنون کے گہرون مین
پاسین اور جاٹون کے گہرون مین برہمنیان موجود ہین۔ یہان ہر صنعت اور حرفت کے
اچھی بُرے سب قسم کے آدمی موجود ہین۔ یہان ٹہگ وہ ٹہگ ہین کہ دل کو ٹہگ لیوین
اور چور وہ چور ہین کہ آنکہون کا کاجل چورا لیوین۔ یہان شعبدہ باز بازیگر بہروپئے
بہنڈیلے نقال چترے نٹ طوایف میراسی گویئے قوال اور ہر فن کے نیک و بدمعاش
سب موجود ہین۔ یہان اچھی اور نیکون کا بہی یہہ حال ہے کہ کوئی ملا مولوی اور پنڈت
اور درویش و بہاشی جی وغیرہ سے خالی نہین۔ یہان مدراسی اور بنگالی سوکہی مچہلی بہی
بڑے مزے سے کہاتے ہین اس سوکہی مچہلی کو جسمین سڑے ہوئے کیڑے کیسی بو ہوتی
ہے عمدہ عمدہ گوشت پر یہہ لوگ سبقت دیتے ہین۔ برہما اور جینیا تنیپی کہاتے ہین مچہلیون
کو مٹیون مین بہر کر سڑا لیتے ہین جب اونمین کیڑے پڑجاتے ہین تو اون کیڑون اور سڑی

مچھلیون کو کوٹ کر بھی بنتی ہے اور اوسمین ایسی بدبو ہوتی ہے کہ ہم لوگ اوسکے رخ ایک میل تک بھی اوسکی بدبو سہار نہین سکتے مگر برہما اور چینا اوسکو بجائے گرم مصالحے کے ہر عمدہ کہانے پر بُربُرا کر بڑے شوق سے کہاتے ہین جب اونکو یہی ملگئی تو گویا دنیا کی نعمت ملگئی۔ یہان کسی طوائف یا کسبی کی عام دوکان نہین ہے مگر اکثر عورتین ایسی بےحیا اور فاحشہ ہین کہ کسبیون کو اون سے شرم آتی ہے۔ بعد تجربہ کے مجکو یہہ بات معلوم ہوئی کہ اپنی اپنی وضع اور رسم اور بولی اور لباس ہر کسی کو پسند ہے جنگلی اپنے جنگل مین رہنے اور ننگ دہڑنگ پہرنے اور کیڑے مکوڑے کہانے کو ہماری قبا اور دوشالون اور پلاؤ وقلیہ پر سبقت دیتے ہین ہماری کہانون سے اونکو قے ہونے لگتی ہے ہماری کپڑے پہننے سے اونکو ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسے ہمکو ننگا رہنے سے۔ برہما چینا ہماری گھی کے پکوان کو دیکھہ کر اپنی ناک بند کر لیتے ہین ہماری قلیے اور قورمے اور پلاؤ کے بہگارے عطر اونکا دماغ پراگندہ ہوجاتا ہے۔ انگریز لوگ ہمارے عطر کو نہین سونگھہ سکتے غرض بچپن سے زبان اور ناک جس چیز کا عادی ہو گیا ہے وہی اوسکو پسند ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی ملک کی رسم ورواج اور کہانے اور لباس اور پوشاک کو برا کہنا اور اپنے کہانے وغیرہ کو دوسرون سے بہتر سمجھنا محض حماقت اور نادانی ہے جو جس حال مین ہے سو ٹھیک ہے سب اولاد آدم مین کسی کو کسی پر کچھہ سبقت نہین۔

دعوت عام وقت روانگی از رنگون

جب مین ۹۔ ماہ نومبر ۱۸۸۳ء کو سوار ہونے کو تہا تو اوسوقت مین نے ایک عام دعوت کرکے اپنے سب دوستون کو مدعو کیا تہا اس دعوت کی فہرست کی پیشانی پر لکھا تہا کہ یہہ خاکسار بعد ایک قیام اٹہارہ برس کے بظاہر ہمیشہ کے واسطے ہندوستان کو جانیوالا ہے امید کہ آج میرے گہر عنایت فرما جنکے نام نامی ذیل مین درج ہین قدم رنجہ فرماکر خاکسار کے ساتھہ آخری ماحضر تناول فرماکر مشکور وممنون فرماوین جس کسی کو یہہ دعوت پہونچی بلاعذر دوڑا چلا آیا یہہ دعوت میرے گہر مین میرے سوار ہونے سے فقط ایک گہنٹہ پہلے دوپہرکے

وقت ہوئی تھی - میری جدائی سے حاضرین کے منہہ پر رود اشک جاری تہین سرشید
بہت لوگون نے اس جلسہ مفارقت مین کچہہ کچہہ سپیچ (تقریر) دینا چاہا مگر دو لفظ کہنیکی
بعد ہر کسی کی ہچکی بندہ جاتی تھی مین خود بھی جو ایک تقریر طویل نصیحت امیز کرنیکو تہا
ایک لفظ بھی ادا نہین کرسکا اور دل کی دل ہی مین رہگئی - اوسدن اتفاق سے جمعہ
تہا بعد تناول طعام مولوی لیاقت علی صاحب کی ساتہہ آخری نماز جمعہ پڑہکر گاڑیان
تیار کہڑی تہین مین مع لواحقین خود سوار ہوکر جزیرہ روس کو چلا آیا وہان میرے
ہمراہ بھی صدہا مرد عورت مجھے رخصت کرنیکو آئے تہے - جب بوقت چار بجے شام کے مین
مع لواحقین خود مقام روس سے کشتی پر سوار ہوکر اگبنوٹ کو چلا تو بے شمار خلقت خوشی
اور رنج سے زار زار روتے تھی - اسوقت میری ساتہہ ایک میری بیوی اور چند بچے سمیت میرے
کل آٹہہ نفر تہے اور قریب آٹہہ ہزار روپیہ کے کل جائیداد منقولہ غیر منقولہ میرے قبضہ مین
تھی اوسوقت مین اپنی اوس حالت کو کہ جب ١١ جنوری ٦٦ء کو اوسی گہاٹ مین ایک
لنگوٹی باندہ کر تن تنہا جہاز سے اوترا تہا اور اب ایسی رنج اور محن کی جگہہ سے مع آٹہہ نفر اور
آٹہہ ہزار کی جائید لیکے واپس جاتا ہون یاد کرکے قدرت خدا پر تعجب کرتا تہا - اور چونکہ یہہ
جہاز جسپر مین سوار ہونیکو تہا اوسی جگہہ کہڑا تہا جہان وہ جہنا جہاز جو مجکو لیکر آیا تہا کہڑا
ہوا تہا اور اوسدن مین فجر کے وقت اوترا تہا اور آج شام کے وقت سوار ہوتا تہا اسواسطے
مجکو اپنا اٹھارہ برس تک اس جزیرے مین رہنا ایک خواب خیال معلوم ہوتا تہا اور ایسا
خیال مین آتا تہا کہ مین آج فجر کو جہنا جہاز سے اوترا تہا اور آج ہی سوار ہوگیا اس کیفیت
نے وقت موت کو بہی آنکہون کے سامہنے حاضر کردیا تہا کہ اسوقت بہی گو ہزار برس زندہ
رہکر مرنا نصیب ہو تو یہی کیفیت ہوگی کہ مین چند ساعت دنیا مین رہا اور جیسے آیا تہا
ویسے ہی چلا - مین نے اپنے چلنے سے چند روز پہلے بقدر راہ خرچ کے اپنے پاس رکہکر
باقی اپنے پانچہزار روپیہ نقد کو جو اوسوقت میرے پاس موجود تہے مرد کو ایکہزار اور

عورت کو پانسو کی قدر کے حساب سے اپنی دونون گو پلیون پر تقسیم کردی ہے میری
بیوی کلان اور اوسکی بیٹی کے حصہ کے ایکہزار روپیہ نقد وصول کرکے پانی پت بہیجدیئے اور
بیوی خورد اور اوسکی اولاد کے حصہ کے چار ہزار خزانہ انبالہ کو روانہ کردیئے تھے کہ وہان اونکے
نام آکر بینک مین جمع کرادیئے ۔ گو مجکو بعد اس تقسیم کے بوجہ بے روزگاری کے کسی قدر
تکلیف ہوئی مگر مین اس دولت دنیا کو اپنے سے جدا کرکے ہر طرح سے سبکدوش ہوگیا میرے
پاس میری ملکیت ذاتی سے فقط چند کتابین اور تین چار جوڑے کپڑے کے رہگئے ۔

پورٹ بلیر مین پہونچنے کے بعد جب سے میرے ہاتھہ مین پیسا آیا مین ہمیشہ اپنی بیوی اور
بھائی و بہن وغیرہ کل عزیزون کو وہان سے بھی برابر خرچ بہیجتا رہا اور کسی کو تکلیف نہ
ہونے نہین دی مگر جب مین یہان آیا تو مین نے اپنے بھائی بہن وغیرہ کو بسبب بے روزگاری
کے ایسا تنگدست اور خستہ حال پایا کہ جسکا بیان کرنا محال ہے وہ بیچارے سب اسلیئے کہ
مجھہ نو آمد کو کچھہ مدد دلوین میرے ہی دست نگر ہوئے مگر مین افسوس کرتا ہون کہ اپنی بے
روزگاری کے سبب سے یہان آکر مین اون سے کچھہ سلوک نہین کرسکا جسکے سبب سے وہ لوگ
مجھہ سے ناخوش سے ہو گئے ۔

قریب پانچ بجے کے ہم نے اس اگنبوٹ مہارانی نام پر سوار ہو کر ایک پہلگہ پر اپنا ڈیرہ کرلیا
ہملوگون کے سواء اوس جہاز پر اور بھی بہت رہا شدہ والی عورتین اور مرد اور بہت سے
مسافر یورپین اور ہندوستانی سوار تھے ۔ موسم نہایت عمدہ اور سمندر بالکل ٹہنڈا تھا
موج اور تلاطم کا نام نہ تھا اوس دن محرم کی بھی دسوین تاریخ اور ساعت بھی بدل گئی
تھی قریب غروب آفتاب کے جہاز کا لنگر اوٹھایا گیا اور ہم لوگون نے چشم پر آب ایک
سکے بعد جزائر انڈمان کو خیرباد کہکر پیچھے چھوڑنا شروع کیا ۔ اب رات ہوگئی تھی چاندنی
رات مین سمندر کی لہرون کی کیفیت بڑی آب و تاب دکھلا رہی تھی ۔ دوسرے دن
ہمارا جہاز جزیرہ کوکو مین پہونچا ۔ دو روز چلنے کے بعد کسی قدر پانی میں ہر صاحب

[تقسیم جائداد و اموال]

[illegible]

مسافرون کو کچھہ تکلیف ہوئی مگر جب جہاز تھوڑا آگے بڑھ گیا تو وہ تکلیف رفع ہوگئی
اور پانی بھی بند ہوگیا - علی رضا نام ایک مشہور تاجر نے جہاز پر ہماری بڑی خاطر تواضع
کی سہ دو وقت عمدہ کھانا گوشت مچھلی چاء کافی برف قسم قسم کے میوے اور مٹھائیان
ہمارے واسطے ہر دم موجود رہتی تہین بڑے آرام اور راحت سے یہہ سفر کٹا -
جسوقت ماری برسات کے سب مسافر پانی مین تر بتر کانپ رہے تہے اوسوقت نورالدین
نام ایک رہائی والے کی عورت کو درد زہ شروع ہوا اور اوسی حالت مین کہ زچا پانی مین
شور بور کانپ رہی تہی اوسکو بلوٹھا بچہ پیدا ہوا اور وہان اچھوانی کہان اوسدن مشکل سے
زچا کو ڈال بہات ملا ہوگا مگر اوسکو یا اوسکے بچہ کو نہ کچھہ مرض ہوا نہ بیماری دونو صحیح تندرست
تہے اور جب جہاز کلکتہ مین جاکر لنگر ہوا اوس بچہ نوزائیدہ کی عمر صرف دو دن کی ہوگی اوسکی
والدہ معہ اپنے بچہ کے دندناتی ہوئی جہاز سے اوترکر چلی گئی اور پہر کلکتہ سے اوسکے مرد نے
ایک ٹکٹ سیدھا لاہور تک کالیا اسی حالت مین زچا معہ بچہ خوش و خورم روانہ ہوگئی اوس
بچہ کا نام بوجہہ سمندر مین پیدا ہونے کی سمندر بی بی رکہا گیا تہا -
غرض بفضل الہی ہم چار دن اور چار رات کے سفر کے بعد ۱۳ - نومبر ۱۸۸۳ء مطابق ۱۴ محرم
سنہ ۱۳۰۱ ہجری داخل کلکتہ ہوئے - اور وہان چینا پاڑہ مین جاکر مولوی عبدالرئوف صاحب
برادر حقیقی مولوی عبدالرحیم صاحب کے مکان مین فرودکش ہوئے - دو روز مولوی صاحب
موصوف کے مکان مین رہکر تیسری شب بوقت ۹ بجے رات کے ہم لستواری ریل کلکتہ سے
ہند کو روانہ ہوگئے چونکہ مین معہ عیال و اطفال و مال و اسباب خود سرکاری کرایہ و خرچ سے
جاتا تہا کلکتہ سے مجکو سرکاری ٹکٹ الہ آباد تک کا ملا اس سبب سے مابین کلکتہ اور الہ آباد
کے کہین راہ مین ٹہر نہین سکتا تہا اور بمقام پٹنہ مولوی عبدالرحیم صاحب سے جو وہ اور
مین بیس برس تک اکٹھے رہے تہے ملنے کا بہت اشتیاق تہا اسواسطے کلکتہ سے
مولوی عبدالرحیم صاحب کو تار مین خبر بہیجدی کہ اسٹیشن پر آن کر مجہہ سے ملاقات کی

مگر سخت صدمہ جو وہ نسبت نار کہان تار آگیا نہ اونکو خبر ہوئی نہ وہ ملاقات کو آئے دل کی دل ہی مین رہ گئی جنہیں ہم الہ آباد اور وہان سے کانپور اور کانپور سے علی گڑہ اور علی گڑہ سے سہارنپور اور وہان سے انبالہ تک کا منزل درمنزل ٹکٹ لیتے ہوئے ۲۱- نومبر ۶۳ء کو بوقت ۹ بجے شب کی اسٹیشن کیمپ انبالہ پر پہونچ گئے کلکتہ سے دو سپاہی ایک نایک ہمارے مال اور بچونکی حفاظت کی واسطے بطور اردلی انبالہ تک ہمارے ساتھہ آئے -

ایک وہ دن تہا کہ ہم ۲۲- فروری ۶۵ء کو جیل انبالہ سے زیور آہنی وجوگیا نہ لباس وگلیم سیاہ سے آراستہ پیراستہ ہوکر زیر حراست پولس انبالہ سے مغرب کو روانہ ہوئے تہے اور بُرے مصائب کہنچتے ہوئے ۱۱- جنوری ۶۶ء کو گیارہ ماہ بعد تاریخ روانگی انبالہ سے کالے پانی مین داخل ہوئے تہے اور یا یہہ دن ہوا کہ ہم بڑی آسائش سے دریائی سفر کو طی کرکے کلکتہ مین پہونچے اور وہان سے ایک خاص درجہ ریل مین بلا شرکت احدی سوار ہوتے ہوئے سات نفر بال بچون اور نقد وجنس کو ساتھہ لیکر مثل نوابون کی عمدہ سلطانی بانات کا لباس پہنے ہوئے پورٹ بلیر سے چلکر گیارہوین دن مشرق سے آکر داخل انبالہ ہوئے میری اوس کیفیت اور شان اور اولاد و مال ومنال کو دیکھہ کر خلقت کو تعجب اور متعصبون کو افسوس اور میرے ہوا خواہون کو خوشی تہی - راہ مین بہی جہان جہان مین اوترا ہر شہر کے مسلمان میرا نام سنکر میری ملاقات کو دوڑے چلے آتے اور میری کیفیت کو دیکھہ کر یہہ کہتے تہے کہ اللہ بڑا قادر ہے وہ سب کچھہ کر سکتا ہے - راہ مین یا انبالہ مین جو جو آدمی میرے مقدمے اور حالات سے واقف تہے وہ سب کہتے تہے کہ تیرا اس ملک مین اس شان سے آنا مُردے کے زندہ ہونے سے کم نہین ہے جو اس کرامت کو دیکھہ کر خدا کی قدرت پر ایمان نہ لاوے البتہ وہ دل اور آنکھہ دونون کا اندہا ہے - ذرہ غور تو کیجئے کہ یہان میری ایک بیوی چہوٹی تہی کالے پانی مین مجکو دو بیوی عنایت ہوئین یہان میرے دو بچے چہوٹے تہے وہان سات بچے مرحمت

ہوے اور سامان اور اسباب و نقد و جنس ہر ایک چیز کا نام بنام ثبت البدل اوس قید خانہ مین دیگر آخر مجھکو بھی واپس لے آیا وَاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِیْنَ ۔ دوسرے دن فجر کو ہم شہر انبالہ مین پہونچے اور وہان کے حکام ضلع سے اجازت لیکر کیمپ انبالہ مین اپنے آقاء قدیم کپتان ٹمپل صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے ۔ جب مین کپتان ٹمپل صاحب کے بنگلے پر گیا وہ دوڑ کر میرے ملنے کو باہر نکل آئے اور اندر لیجا کر مجھکو مونڈھے پر بٹھلایا اور بہت تسلی اور تشفی کی اور فرمایا کہ آجکی تاریخ سے ہم تیس ۳۰ روپیہ ماہوار تنخواہ تمکو اپنے جیب سے دیا کرینگے اور تمہاری نوکری کے واسطے بہی جلد اچھا بندوبست ہو جاویگا ۔ بعد پہونچنے انبالہ کے جب مین نے اس سفر لست سالہ کو نقشہ ہند سے پیمایش کرکے دیکھا تو انبالہ سے چلکر براہ لاہور و بمبئی کالے پانی تک اور پھر کالے پانی سے براہ کلکتہ انبالہ تک قریب سات ہزار میل کے مسافت ہوئی اور باستثناء بعض شمالی اضلاع ہند کی قریب تمام کے کُل ہند کا طواف یا پرکما ہو گیا ۔

صدر بازار کیمپ انبالہ مین ایک مکان کرایہ لیکر مین اوسمین معہ عیال و اطفال خود ٹھہر گیا جہان مین ابہی تک رہتا ہون ۔ مکان نہایت عمدہ بنا چونہ گچ وسط بازار مین مسجد سوداگروں سے متصل ہے جسمین آج تک گرمی جاڑے برسات سب موسمون مین مجھکو بہت آرام ملا یہان کے باشندے لشکری ہین اور انگریزی وضع زیادہ ہونے کی سبب سے بے مروتی اور خود غرضی بہری ہوئی ہے مگر اکثر مومن اور میرے ہمسایہ اور ہماری مسجد کے نمازی پہر بہی غنیمت ہین ۔ چونکہ میرے بال بچون نے اس سے پہلے کبہی جاڑے اگرمی نہ دیکھا تہا اسواسطے پہلے جاڑے مین اونکو کسی قدر تکلیف ہوئی مگر پھر طبیعت اونکی عادی ہو گئی ۔ بتیس برس کے بعد اوس زندان قفس اولاد آدم سے نکل کر راہ مین جگہہ بجگہہ کا ہوا پانی اور طرح بطرح کے موسمی میوے اور نوبات کے کہانے سے میری اور میرے بال بچون کی طبیعت نہایت شادمان اور فرحان تھی ہورٹ بلیر سے انبالہ تک

گو پادری محمد

کو یاد دن عید اور رات شب برات کی کیفیت رہی۔ جب مین سب اسباب و سامان ضروری خانہ داری کا خرید چکا تو ۱۱۔ دسمبر سنہ ۸۳ء کو ایک ہفتے کی رخصت لیکر براہ ریل اول دہلی اور وہان ایک شب رہکر دوسرے دن شام کو لسواری یکہ پانی پت پہونچا اور اتفاق حسنہ سے پورے بتیس برس گئے بعد وہی ۱۳۔ دسمبر میرے پانی پت سے دہلی کی طرف بہاگ کرجانے کی تاریخ تھی کہ جب مین بتیس برس پہلے تہانیسر سے فرار ہوکر بوقت صبح اپنی بیوی کو پانی پت مین چہوڑکر اور پانی پت سے یکہ پر سوار ہوکر دہلی کو بہاگا تہا۔ جب مین پانی پت کی جانب مشرق وجنوب کی سڑک دہلی پر شام کے وقت پانی پت کو چلا آتا تہا تو ایسا معلوم ہوتا تہا کہ آج فجر مین اپنی بیوی اور بچون کو چہوڑکر دہلی کو گیا تہا اور آج ہی واپس آگیا وہ بتیس برس کا زمانہ محض خواب خیال معلوم ہوتا تہا جنیر مغرب کی نماز کے بعد مین اپنے گہر مین پہونچا میری بیوی اور لڑکی مجکو دیکہہ کر باغ باغ ہوگئین۔ بروز فرار خود جس لڑکی کو مین نے چند مہینے کا چہوڑا تہا اب اوسکو بتیس برس کی عمر مین دیکہا۔ پانی پت کی لوگون کا جنہون نے ایسے وقت مین کہ تمکا تمکا میرا دشمن ہو رہا تہا بڑی جوانمردی سے میری بیوی بچونکو اپنے یہان رکہا اور اونکے بتیس برس کٹوا دئے مین نے بہت شکریہ ادا کرکے اونکے واسطے دعاء خیر دارین کی کئی چار پانچ روز رہنے کے بعد پہر مین براہ کرنال تہانیسر آیا اور ایک شب وہان رہکر پہر انبالہ کو لوٹ آیا جس جس شہر مین یہہ خاکسار گیا ہزارون خلقت اوس شہر کی میرے دیکہنے کو آتی تھی اور تہانیسر مین تو میری یہہ کیفیت رہی کہ مارے اژدہام خلائق کے مین اوس رات سونے بہی نہین پایا۔ بسبب تنگی وقت کے بہت سے آدمی میری ملاقات سے محروم بہی رہگئی۔ انبالہ مین بہی دو تین مہینے تک ضلعون سے لوگ میرے دیکہنے کو آتے رہے اور میرا منہہ دیکہہ دیکہہ کر خدا کی قدرت پر تعجب کرتے تھے شہر تہانیسر کو مین نے دیکہا کہ ۱۲۔ دسمبر سنہ ۸۳ء کو اوس سے میرا قدم اوٹہاتا تہا کہ

اوسپر زوال آیا اس بتیس برس مین چھٹے حصہ سے بہی کم اوسکی آبادی رہگئی مکانات گرگر راہ کوچے بند ہوگئے اور بجائے آدمیون کے شہر مین بندر اور چینوٹون نے دخل کرلیا لیکن مجکو قبر اُن سے خداوندتعالے نے معلوم کرادیا کہ یہہ شہر عنقریب بڑی دہوم دہام کے ساتہہ پہر آباد ہوگا۔ اور بہت سے شہرون پر آبادی مین سبقت لیجائیگا۔ اس شہر کی ویرانی اور آبادی اور نفع نقصان بہی کچہہ میری ہی ذات کے ساتہہ متعلق معلوم ہوتا ہے۔ یہان آکر مجہے معلوم ہوا کہ میرے اس ملک سے جانے کے بعد کبہی کوئی عمدہ برسات اور ارزانی غلہ اس بتیس برس مین کبہی ہنین ہوئی لیکن الحمد للہ والمنۃ کہ میرا اس ملک مین پہونچنا تہا کہ گویا پورٹ بلیعر کی برساتین ہمارے ساتہہ ہی چلی آئین اسوقت تک تین فصلین جو ہمارے یہان آنے کے بعد ہوئی گئین اس زور شور سے ہوئی ہین کہ اس گذشتہ بتیس سال ہماری غیرحاضری مین کبہی ہنین ہوین فضل الٰہی سے ہمارے پہونچنے کے ساتہہ ہی قحط سے سما ہوگا۔ گو یہہ راز علم الٰہی مین کسی طرح پر ہو مگر ہمکو تو ایک خاص انعام الٰہی سمجہہ کر شکر کرنا چاہیئے۔ اور فصل گذشتہ مین ایسی بیماریون کی کثرت ہوئی کہ شہر انبالہ و دیوبند و کرنال وغیرہ ہمارے چوطرف بڑی مرتی پڑی مگر ہماری چہاونی اور خصوص میری اہلبیت باوجود لونڈ دار دہونے کے آج تک ہر آفت سے محفوظ رہی۔

اُن انعامات الٰہی کو جو اس رسالہ مین بطور نمونہ کے یکے از ہزار و مشتے از خروار بیان ہوئے ہین کوئی دیکہہ کر یہہ خیال نکرے کہ ایسے انعامات کا لوگون کے سامنے بیان کرنا کیا ضرور تہا سو اسکے اظہار سے ایک تو غافلون کو جگانا اور دوسرے سورۂ ضحیٰ مین خود اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ میرے انعامون کو لوگون مین بیان کرو اور جسکو سلوک راہ طریقت مین ذرہ بہی دخل ہوگا اور صراط المستقیم ملفوظات سید صاحب اور غور سے دیکہا ہوگا وہ جانتا ہوگا کہ جب نظر بصیرت سالک کی کمال معرفت سے روشن

الٰہی ہے تو وہ ہر حرکت اور سکون کو انعامات الٰہی سے سمجھکر صدہا مقاصد اور مفاد اوس سے نکالتا ہے اور قول شیخ سعدی کا - برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار - اوسی معرفت کی طرف اشارہ ہے -

جب مین یہان پہنچا تو پہلے بحضور گورنمنٹ پنجاب ایک درخواست نوکری ملنے کے واسطے پیش کی اور صاحب ممدوح نے بخیال اپنے وعدہ کے صاحب کمشنر انبالہ سے کیفیت طلب فرمائی مگر مکناب صاحب کمشنر قسمت ہذا کا تعصب جو ہمبیت تو یہان مشہور تھا اونہون نے لکھا "کہ سایل گو کتنا ہی خوش چلن اور پورٹ بلیر مین رہا ہو مگر اوس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ یہان فروغ پاکر پھر مخالف سرکار نہ ہوگا اسواسطے نوکری یا وکالت دونو کام اوسکو نہ دیئے جاوین" اس سبب سے گورنمنٹ نے نوکری تو مجکو آج تک نہین دی مگر وکالت کی نسبت یہہ لکھا تھا کہ اگر سایل پھر امتحان دیوے تو زمرہ وکلاء داخل ہوسکتا ہے چنانچہ یہہ خبر تمامی اخبارات ہند مین بھی چھپ گئی تھی مین نے دوبارہ اس تحریری حکم گورنمنٹ پر بھروسا کرکے صدہا روپیہ خرید کتب قانون مین صرف کیا اور مہینون تک سر پھکایا اور جب بعد تیاری خود اس حکم گورنمنٹ کی نقل بھیجکر چیف کورٹ سے امتحان سنہ ۱۸۸۴ء مین شریک ہونے کی اجازت چاہی تو اوس نے پھٹ سے میری درخواست نامنظور کردی مین بعد اسقدر خرچ اور محنت کے یہہ حکم نامنظوری کا پاکر گھبرایا اور فوراً گورنمنٹ کو اوسکی اطلاع کری مگر وہان سے یہہ جواب آیا کہ گورنمنٹ کو چیف کورٹ کے حکم مین دست اندازی کرنیکا اختیار نہین ہے - اس گورنمنٹ کے پہلے حکم پر مین نے بھروسا کرکے نوکری گھربار مال اسباب برباد کرکے کالا پانی چھوڑکر ہزارون روپیہ کا نقصان اوٹھایا اور آج تک بیگھر بے روزگار مارا مارا پھرتا ہون اور اس دوسرے حکم پر بھروسا کرکے صدہا روپیہ خرید کتب قانونی مین صرف کرکے مہینون مغزریزی کرکے آخر لکا سا جواب پاکر چپ ہو رہا - جب مین بہت تنگ ہوا تو لاچار عرضی نویسی کرنیکی اجازت چاہی سو وہ بھی منظور نہوئی - اور حکام ضلع کا تعصب تو یہان تک بڑھا ہوا ہے کہ جب اونکو کسی معلم کی ضرورت ہوتی ہے اور صاحب مجسٹریٹ مجکو بھیجدیتے ہین تو میرا نام سنکر ناک چڑھا لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ وہ تو ولی

ہے ہم اوس سے نہیں پہرتے ہین کے بلکہ ان کے دیکہا دیکہی پلٹنون کے افسرون کو بہی
بلا وجہہ مجہہ سے نفرت ہو گئی اور اب کوئی مجہہ سے نہیں پہرتا اور بعد چلے جانے کپتان ٹمپل
صاحب کے مجکو حدود چہاونی کی اندر نظر بند کر رکہا ہے اس سبب سے کسی دوسری ریاست مین جا کر بہی
کوئی روزگار تلاش کرنیکی لایق نرہا اسواسطے لاچار مین نے لارڈ ڈفرن صاحب بہادر گورنر
جنرل ہند کو عرض کیا تہا کہ یہہ کیسا انصاف ہے نہ مجکو قید سے چہوڑتے ہو نہ کہانے کو دیتے ہو
نہ مجکو کالے پانی مین بہیجے دیا نہ میرا مال منضبط واپس دیا اگر میری ساتہہ کچہہ نیک سلوک کرنا خلاف
انصاف و اخلاق ہے تو صاحبو مجکو پوری رہائی دیکر مطلق العنان کر دو اوس وقت مین اپنا
گذارہ آپ کر لونگا قید مین بہی رکہنا اور کہانے کو بہی نہ دینا یہہ تو نرالی قانون ہے۔ مگر لارڈ
ڈفرن صاحب نے جواب تک بہی نہین دیا اب میرا اللہ مالک ہے جب سے کپتان ٹمپل صاحب
ولایت کو چلے گئے مین بہوکا نہین مرتا میرا پچاس روپیہ ماہوار کا خرچ خداوند تعالی اپنی
قدرت کاملہ سے آپ پورا کر دیتا ہے اوس نے خود وعدہ کیا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا
وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ کر دیتا ہے واسطے اوسکے
رستہ آفت سے نکلنے کا اور پہونچاتا ہے اوسکو رزق ایسی جگہہ سے کہ جہان سے اوسکو گمان
بہی نہو۔ اس وعدہ الہی کو مین اپنے حال پر صادق پاتا ہون کہ مجکو اوس آفت سے نکال بہی
لایا اور اب باوجود انگریزون کی ناکہ بندی کی ایسی جگہہ سے مجکو رزق پہونچاتا ہے کہ عقل
انسانی اوس سے حیران ہے۔

مین نے جب انگریزی پڑہ کر طرح طرح کی کتابین دیکہین اور رات دن صدہا صاحب لوگون کے
ساتہہ رہنے اور طرح طرح کی بات چیت کرنیکا اتفاق ہوا تو مجکو معلوم ہوا کہ سرکار انگریزی کا
ہرگز ہرگز ارادہ نہین ہے کہ کسی ہندو یا مسلمان کو نصرانی بنا دے بلکہ بہتیون صاحب لوگون کو
مین نے دیکہا کہ وہ خود تثلیث کو ایک لغو اور بچون کا کہیل سمجہتے ہین ۱۸۵۷ء مین جو
ہندوستانی فوج کو یہہ خیال تہا کہ سرکار انگریزی بذریعہ کارتوس وغیرہ ہمکو کرستان کرنا چاہتی

ہے کہ بالکل

سے بالکل ایک لغو اور لوچ و سوسہ شیطانی ہے جس سے طرفین کے ہزاروں خون ہو گئے اور صدہا رئیس اور امیر او رمعزز عہدہ دار بگڑ گئے۔ جہان تک مجھے معلوم ہے دنیا کے موجودہ بادشاہوں میں انگریزی سلطنت ایک لا مذہب اور آزاد اور عمدہ راج ہے اگر یہہ لوگ موجودہ بے بنیاد تعصب کو دل سے دور کر دیوین تو میرے خیال میں زمانہ حال کے مسلمان ترکوں اور مغلوں و افغانوں سے بھی یہہ لوگ اس بارہ میں بہتر ہیں۔ ان بادشاہوں کی عملداری میں کوئی آدمی کھلے کھلا قران و حدیث پر عمل نہین کر سکتا اور اپنی خیالات اور عقائد کو سوائی معمولی لکیر کے دوسرے طور پر ظاہر نہین کر سکتا۔ دیکھو یہہ فقط انگریزی راج کی بدولت ہے کہ مین نے یہہ رسالہ سچ سچ لکھدیا اور اپنے رنج اور تکلیف کو ظاہر کر دیا مگر اسمین شک نہین کہ انگریزی راج سے فقط ہماری سلطنت اور حکومت ہی نہین جاتی رہی جسکے چلے جانے کا سوائے خاندان تیموری کے کسی دوسرے کو ایسا رنج نہین ہے بلکہ ہماری حرفت و تجارت و نوکری و معاش وغیرہ سب برباد ہو گئے اور ہم فقیر بن گئے اور زبان دراز مکار دغا بازون نے اپنی زبان درازی اور چالاکی سے واسطے اظہار اپنی خیرخواہی کے ہماری طرف سے سرکار کو ایسا بھڑکایا اور ایسے صریح دروغ الزام ہم پر قایم کئے کہ جنکی تردید میں مجکو ایک دوسری کتاب لکھنی پڑی۔ اب انگریز لوگ بجائے ہمدردی اور دستگیری کے ہمارے دشمن ہو رہے ہیں گورنر تک کوئی ہماری فریاد کو نہین سنتا۔ سوائے مقلب القلوب و دستگیر بیکسان اب تیری حضور میں ہماری فریاد ہے کہ تو ہماری فاتح قوم کے دلمین انصاف اور رحم ڈال کہ وہ بیجا تعصب و وہابیت کو دل سے دور کری اور خود غرضون کی بات کو بلا دریافت تسلیم نکری اس فرقہ سینٹ موحدین مہذبین کی قدر کرے اور اونکی عداوت سے باز آوے اور اپنی کل رعایا گوری کالی کو بلا لحاظ مذہب و لباس (کوٹ پتلون) و رنگ کی حسب وعدہ ۱۸۵۸ع کے ایک ہی آنکھ سے دیکھے تو پھر یہہ سب موجودہ تکالیف سرکار کی رفع ہو جاوینگی لاکھوں آدمیونکے دلکو بے وجہہ دکھانا اور اونکی دعا لینا اچھا نہین ہے آگے سرکار مختیار ہے۔ بر رسولان بلاغ باشد و بس

اب اخیر بارے مین لارڈ رپن صاحب بہادر و جنرل ڈونالڈ اسٹوارٹ صاحب بہادر اور لیفٹنٹ ٹمپل صاحب بہادر و ڈاکٹر بٹسن صاحب اور عموماً کل افسران جزایر انڈمان کا اور خصوصاً کرنیل بی فورڈ اور جرنیل ایچیسن صاحب اور میجر پلیفیر صاحب اور کرنیل ... صاحب اور مسٹر ابی ایچیسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر اور مسٹر ہروکس صاحب اور ... صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون کہ جنکی بدولت میری قید سخت بہ آسانی طے ہوگئی اور پہر اپنے وطن مالوفہ کو آکر دیکہا اور اسی طرح ان متعصب صاحب لوگون کے حقمین بھی دعا کرتا ہون کہ اے خداوند آتش تعصب کو اونکے دلون سے دور کر تاکہ وے فاتح اور مفتوح کے درمیان اتفاق اور محبت کرانیکی کوشش کرین اور ناحق اشتعال دیگر جلتے کو نہ جلادین آمین یا رب العلمین۔ الملتمس

خاکسار جان نثار قوم محمد جعفر تہانیسری حال مقیم صدر بازار کیمپ انبالہ

اشتہار

یہہ کتاب اس دفعہ بطور مسودہ کی چہپ اکر عام خلایق کی رائے پر چہوڑ دی گئی ہے اسواسطے ناظرین سے اُمید ہے کہ بعد ملاحظہ اسکی جہان کہین کوئی لفظ خلاف تہذیب یا خلاف محاورہ یا خلاف مرضی حکام وقت یا خلاف واقعہ پاوین تو مولف کو اطلاع بخشین انشاء اللہ بشرط صحت طبع دوئم مین اوسکی اصلاح کردی جاویگی +

آخری التماس

جس دل مین درد الفت ذات خدا نہو ٭ ٭ ٭ جس آنکہہ سے بخوف حق آنسو بہا نہو ٭

جو ہاتہہ صرف اسکے حضور مین دعا نہو ٭ ٭ ٭ جو پانو راہ حق مین قدم بہر چلا نہو ٭

وہ دل خراب خستہ ہو وہ آنکہہ پہوٹ جائے

ہو وے قلم وہ ہاتہہ تو وہ پانو ٹوٹ جائے

آخری دعا

اَللّٰهُمَّ نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ